Title - Gulistaan Bekhazan Maroof Ba Naghma-E-Andleeb.

Creator - Qutb Uddin Baatan

Publisher - Nawal Kishore (Lucknow).

Date - 1875

Pages - 296+13

Subject - Tazkira Shora - Urdu

گلستان بیخزان
معروف بہ
نغمۂ عندلیب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خامہ نے جب دیا جواب سوال | روبرو رکھے گلشن بے خار
سخن‌فہمان زمانہ کہنے لگے | ہے گلستان بیخزان مین بہار
بلبل فکر پھر تو اے باطن | چھپایا یہ پھول کہ منقار
نام تاریخی اس شگوفہ کا | غنچۂ عنبر لیب کہہ اے یار

۱۲۹۱

مطلع انوار الواع صنعت حسن مطلع تجلیات غزل کائنات حمد اوس شاعر
یکتائی سے ہے جس نے بے مدد اوستاد بوقلمون مضامین بیت الغزل
عالم مین بحسن حسن مقطع از مطلع تا مقطع ساتھ ایک فکر کن کے بیاض
عدم سے لاکر قلم قدرت سے صفحۂ دیوان وجود پہ لکھین اور مضمون تازہ
خلقت خلقت طبع نادرہ سے پیدا کرکے بیت آمد و رفت نقش ششمن ہشت
بہشت معشر ہفت طبقہ و سہ آب چشم قصیدہ سحر برابر لکھے ترکیب بند
شام و ترجیع بند خواب و بیداری بحر طویل کہکشان ہر ایک کو ہر ایک سے
موافق مسجع و مقفی وتضمین کیا پھر اس بحر عالم کو بحر ناپیدا کنار وجود دہر و

دقوائی وحدت مین اس کثرت سے غرق بحر خفیف کرکے لغیر ناخدا سے مدد مانند کشتی تباہی زدہ جو صورت ساحل مراد نہ دیکھے اسکی چشم کو باریک بین کیا پس ایسے احکم الحاکمین کی صفت حمد بندہ ناچیز سے کسی وضع ہیتوان نہین لہذا عنان بارگی مدعا طرف عرصۂ نعت معطوف کیجے جسکی حقیقت کا کچھ بیان نہین ہدیۂ درود نامعدود بروح پرفتوح خلاصۂ موجودات خاصۂ کائنات کیوان علم جبریل حشم یوسف شیم موسی قلم عیسی دم ابراہیم ہمم یعقوب کرم ماہ عرب مہر عجم معدن فیض اتم مخزن جود بیہم مطلع انوار قدم جناب حضرت سرور عالم احمد مجتبی محمد مصطفی ابن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وذریاتہ وسلم کہ تصنیف دیوان ہستی مخصوص جنکی ذات پاک کیواسطے قادر مطلق نے کی اور اوراق پریشان نسخہ عالم کے صحاف توجہ آپکی نے رشتہ لطف سے شیرازہ بندی برحق کی اینجا سہ باطن تو ایک خشک سفر تنکا جنکے ذات پاک کے ثنا وصفت خود موجد عالم آینہ رو نماسے بنک و بد مجمل بے زنگ ازل و ابد یعنے قرآن مجید مین فرماتا ہے پس تیرا کیا لب ولہجہ کہ میدان نعت مین سر کو قدم کرکے طے منزل مقصود کہ پہنچ آتا ہے اور بھی عاجزی بجناب صحابہ کرام اور عمین شریفین اور عشرہ مبشرہ اور دوازدہ امام چہاردہ معصوم اور حضرت سید الشہدا اور جمیع شہیدان دشت کربلا اور اہل بیت اطہار اور ازواج مطہرات رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کے شان مین لا اور تمہید تالیف کتاب مین مشغول ہو تاکہ تقریر سخن کو نہ طول ہو چونکہ ساقی ازل نے سرشت اپنی خاک زمین میخانہ شعر اور آب آتشین مضمون شرار آتش سخن ہواسے شوق اس فن سے خمیر کی توسن صبا سے مخمور بادۂ شوق اس شراب تند کا ہو کر اکثر بوتل بیاض کے مانند میخواران شائق بغل مین لیکر پیر مغان میکدہ سخن جرعہ کش راوق مضامین نو وکہن جناب سید ولی محمد نظیر کی مداہم اثر ساغر چشم عنایت سے سرخوش صہبائے نکات رنگین دل تھا ہمیشہ فیض صحبت پیر مغان سے مست بادۂ دقائق متصل ہوتا در ہنولا محفل میخواران [illegible] آراستہ ہوئی ہے اور ہر ایک شراب خوار فکر مضمون کی طبیعت

نشۂ رنگین سے پیراستہ ہوتی ہے ہر صبوحے کش مست دقائق صہبائے سخن بے
بیت و لعل شیشۂ راوق اشتیاق زیر بغل اس رند نے بھی ساتگین بادہ پیر مغان سے
لیا دل عشق منزل کو مست راوق سخن کر دیا ساقیان خماری چشم مثل مرزا
اعظم علی متخلص با اعظم اور سید گلزار علی متخلص باسیر اوستاد مسلم اور مرزا
مہر صاحب جیسے ہمدم اور ہر ایک محترم اک اک ساغر کو نشۂ شراب فکر سے رشک
خراب خمخانۂ خمار فرماتے ہیں اس مدہوش خراب آباد مصطبۂ سخن کو بھی اوس
دور و بادہ میں مدام مخموری دو آتشہ مضمون بناتے ہیں اوس عالم بیخودی میں
تذکرہ تذکرہ ہار رہتا جس مست کے دل میں جو آتا سو کہتا چنانچہ گلشن بیخار تالیف
نواب مصطفی خان متخلص بشیفتہ جو اول سے آخر تک دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ
حضرت ہیں نوابی پر فریفتہ سب کو حقارت سے یاد کیا اپنی اوقات کو برباد کیا بجز
سات شخصوں کے ہر ایک کے نسبت عبارت ہجو آمیز ہے اور اونکے زبان کی
چھری دوراست از دست و چشم بے آبرو پر بہت تیز ہے

بزرگش نخوانند اہل خرد	کہ نام بزرگان بزشتی برد

اور عبارت تذکرہ کی وہ مثل کہ آدھا تیتر آدھا بٹیر تذکرہ اردو عبارت فارسی یہ
اونکی ادا اونکے اوستاد کے عقل کا پھیر اور وہ سات صاحب بہ تفصیل یہ جنکے
سبب قبیل یہ مرزا نوشہ متخلص باسد و غالب آشنای مومن خان متخلص
بصاحب و مولوی محمد صدر الدین خان متخلص بآزردہ نواب مصطفی خان
مولف گلشن بیخار رنجیدہ آشنا سے صاحب گلشن بیخار متخلص بنزاکت غلام علی خان
متخلص بوحشت مومن خان متخلص بمومن جنکا انتخاب کرنے والا حکیم سید قطب الدین
باطن پس جن صاحبونکا گمان احقر کے غلطی پر ہو گلشن بیخار کو ملاحظہ فرمائیں
راست و دروغ واضح ہو جائیگا ایسی ایسی بے انصافیاں جب نظر آئیں تو
عاجز حکیم سید قطب الدین متخلص بباطن نے کہ مرید مولانا و مرشدنا مولوی
غلام نصیر الدین صاحب عرف میاں کالی صاحب قبلہ سلمہ اللہ تعالی جو

رونق بخش دارالخلافہ شاہجہان آباد ہین تعلیم وتادیب یافتہ بزرگان خود اور سید ولی محمد صاحب جو انکے اوستاد ہین ایک تذکرہ بجواب گلشن بیخار بعبارت اردو زبان جمع کیا جسکا نام رکھا گلستان بیخزان موصی الیہ نے عبث اور بیجا شوخیان اور کج خلقیان کین کہ وہ صرف ازراہ کین ہین سب درست کین اور ہر ایک کا حوالہ موقع پر دیتا گیا اور جو اکثر صاحب سخن مشہور تھے اور صاحب گلشن بیخار ازراہ بیخبر اونکو چھوڑ گئے اونکی کیفیتین لکھین چونکہ الانسان مرکب من الخطاء والنسیان مخبر صادق نے فرمایا ہے تو خدمت سیر کنندگان نسخہ ہذا مین یہ کمترین ہدیہ گذارش لایا ہے کہ نظر حکم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر فرماکر عاصی کی سہو اور غلطی کو قلم الطاف سے درست فرمائین اور شمشیر زبان طعن کو کہ جسکے زخمکا مرہم پیدا نہین بے نیام کام لائین خداوندا بہ تصدق حضرت سرور کائنات خاصہ خلاصہ موجودات رحمت عالمیان صفوت آدمیان احمد مجتبی محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم و اصحاب ذی کرم اور جملہ نیک بختان صافی خصلت اور سبز بختان خضر صورت اس نالائق کے گوہر کلام کو اپنے ابر نیسان کرم بے پایان سے درۃ التاج بادشاہان سخن کر اور بدگویون کو وہ ہدایت عنایت فرما کہ اون کی عیب گوئی و درازجوئی کو قفل دہن کر آمین رب العالمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

احمد تخلص احمد بیگ نام گروہ قزلباش سے تھے حسن صبیح رکھتے تھے اور فن سپہ گری مین جوہر ذاتی پائی چنانچہ اونکی تیغ زبان کی آبداری نے سپر کاغذ پر یہ گل رنگین مثل گل زخم کھلائے

غضب سے ہاتھ مین جب تو نے تیغ کھینچ پکڑی	نہ اوٹھ سکا تیرے بسمل نے یہ زمین پکڑی

احمد تخلص حافظ غلام احمد نام سرشت اونکی ملک پنجاب تھا اور کچھ حال واضح نہوا ہان وہ حافظ کلام اللہ یہ شعر اونکے کلام سے حفظ خواہ نخواہ

گر یہی ہین بخت اپنے نارسا
اوسکے پانون تک رسائی ہوچکی

ابرو تخلص نجم الدین نام مشہور بشاہ مبارک ستارۂ مولد سعد و نیک اوکا آسمان اولاد حضرت محمد غوث گوالیاری غفر اللہ تعالی ذنبہ پر چمکا برج سکون دہلی سراج الدین علیخان آرزو سے باوجود قرابت قریبہ استفادہ سخن پایا شاعر قدیم ہین مزاج کے سلیم ہین اختر نظم بسبرج تربیت لمعہ دکھاتا ہے شعشعہ فکر فلک کاغذ کو مانند خورشید یون چمکاتا ہے گوہر سخن کو آپکے قلزم فکر سے آبرو نجم کلام سپہر کاغذ پر برنگ کوکب ہو بہو

سر ہو لگاکے پانون تلک دل ہوا ہون عزیز
یہان تک تو فن عشق مین کامل ہوا ہون مین
نہ ہووے کیونکے دل وہ جبہ مشکین
اگر باور نہین تو مانگ دیکھو
نہین تارے یہ ہین گے شک کی نقط
کسقدر صفحۂ فلک سے غلط
شور ہے اسکے اشکباری کا
ابرو چشم ترقیامت ہے

افصح تخلص آغا حیدر علیخان نام لکھنؤ انکی سکونت کا مقام اکثر اوقات محفل مشاعرہ مہاراجہ صاحب مین تشریف لاتے اور زادگان طبع عالی سے سامعین کو مسرور فرماتے حال ترتیب دیوان معلوم نہوا چونکہ اور اشعار بہم نہ پہونچے ناچار صرف دو شعر پر اکتفا کیا کہ مشتی نمونہ از خروارے یادگار روزگار رہے

درگذر پھر خدا اب تو میرے عصیان سے
بشریت سے خطا ہوتی بھی ہے انسان سے
نہ خریدار کا حصہ ہون نہ حق بائع کا
مین وہ دانا ہون جو گرجاے کف میزان سے

امجد تخلص مولوی امجد علی خلف مولوی احمدی زیب جد دہلی مینو سواد سے تھے اپنے فن کے استاد تھے افضل فضلاے زمان صاحب دودمان مضمون ہر عزیز کو بہ تحریر خوش صرف کیا زمانہ ماضی مین بحال نیک علم دین کا یاد حرف حرف کیا حضرت سید عبد اللہ صاحب بغدادی کہ اخص خاصان اولاد حضرت محبوب سبحانی قدس سرہ سے تھے خرقہ خلافت اونکے سے تن مبارک کو پیرایہ شد بگیر باقی عمر کو بہیچ فقر کے بسر لیگئے صدہا تصوف سے فیض انفاس متبرک سے

استفادہ کامل لیا احقر اونکے کلام سے مستفیض ہوا اور عجب لطف پایا بندہ کے والد مرحوم سے بہت ربط تھا اونکا کلام اونکو اکثر ضبط تھا صاحب گلشن بیخار نے باوجود اس قرب کے یہ بعد اختیار کیا کہ ایک شعر ان حضرت کا برائے نام لکھا معلوم نہین کہ یہ کیا بدبات اونکے طبیعت مین سمائی کہ اکثر شعرا کی اسطرح برائی تحریر فرمائی چنانچہ ہر ایک کا نشان موقع پر عرض کیا جائیگا اور پتا دیا جائیگا دیوان فارسی اوستے غرض یہ مسئلہ فقہ دیوان اردو سے بیان کیا اور انکے متانت کا امتحان کیا

خوب رویت کے آشنا ہین ہم	عاشق مظہر خدا ہین ہم
گر خودی ہم سے دور ہو جاوے	حقکی سوگند پھر خدا ہین ہم
شہادت کا ازبسکہ ہے شوق دلمین	تری تیغ کو دمبدم دیکھتے ہین
مسافران فنا کب جہان مین آتے ہین	مگر کہ خواب کی صورت کبھی دکھاتے ہین
یہ کسسے پوچھیے کیسی ہے وہ سرای عدم	جہانکو قافلہ آصغر چلے ہی جاتے ہین

آرام تخلص خیر اللہ خان نام خدنگ ساز تھے عاشق جانباز تھے پر سراسری جیے نہ اور تمام عمر مانند زبان پیکان خشک کام رہے کبھی لبشکل لب سوفار خندہ نکیا تو وہ چشم اونکا آماجگاہ ناوک قضا ہوا اور قد راست جو مثل تیر تھا صورت کمان خمیدہ ہو کر گوشہ بیت مین چلہ نشین رہا یہ نشانہ شست طبع اونکے سے تودہ کاغذ پر لگا

جبین رکھتا تو غبار ای رشک گلشن چھوڑ دے	خاک عاشق پہ چھٹکتا کیون ہے دامن چھوڑ دے

آرام تخلص راے پریم ناتھ نام قوم کھتری ہنگام تحقیق اور کسی حال سے آگاہی نہوئی ایسا فرمایا جو لکھنے مین آیا

خون آنکھون سے نکلتا ہی رہا	دل کا فوارہ اوچھلتا ہی رہا
کون دلداری کرے آرام کی	ایک مجنون تھا سو چلتا ہی رہا

آزاد تخلص شیخ امیر الدین نام شاگرد غلام علی عشرت بریلوی طائران مضامین کے

دام فکر مین یون گرفتاری کی

بن ترے سیر چمن کو نگئے ہم ورنہ — خندۂ گل نے ہمین خوب رولایا ہوتا

آزاد تخلص میر فقیر اللہ متقدمین ہین اور آدمی بہت ذہین ہین قید دنیا سے آزاد مردذی استعداد

سب صنعتین جہان کی آزاد ہمکو آئین — پر جس سے یار ملتا ایسا ہنر نہ آیا

آزاد تخلص لالہ رام سنگہ نام ایک شخص تھے کہ بعد حصول علم لا بدی قرص چشم روشنائی نظر سے نظری ہوا یہ اشک حسرت چشم مایوس اونکی سے ٹپکا تا زندگی نابینا جیئے غلامان طبع زاد یون آزاد کیے

اندنون پیارے ترے طرز تکلم اور ہی — طور چشمک اور ہی وضع تبسم اور ہی

آشوب تخلص میر امداد علی نام فرزند میر روشن علی فروغ لا کلام از اہل دہلی اصلاح پذیر میر نظام الدین ممنون بندہ انکی منت کا مرہون مولف انداز کلام مثل اوستاد ہین فتنۂ دہر مردکیا د شخص متین ہین سخن بفصاحت قرین ہین

ناوک غم سے چھپنا یہان تک تن اپنا کام کا — استخوان پہ میرے دھوکا ہے ہما کو دام کا
کنہ کے پوچھے سے محشر تلک پہونچ نہ سکے — اسمین پردہ رہا ہم گناہ گارون کا
پاس آلودگی دامن قاتل نہ کیا — کسقدر ذوق طپیدن سے پشیمان ہون مین
دل کہین دیدہ کہین صبر کہین تاب کہین — ہاے کتنا شب ہجران مین پریشان ہون مین
ہے شوق زخم یارب کس خنجر آزما کا — لب ہاے زخم دلپر غوغا ہے مرحبا کا
ہین دیدہ و دل او سپر مائل میرے دونون ہین — دشمن ہین میرے دونون ہین قاتل میرے دونون

آشفتہ تخلص عظیم الدین خان نام عرف بہو ریخان انجام اصلاح پذیر میر محمد علی مائل دل عجب مرد شیدا اور آراستہ و آشفتہ دل طبیعت اونکی شوق شغل کسب باطن پر مائل شاغل و شب بیدار و زندہ دل قصۂ عشق سید برات شاہجہان آباد انکے شاعر فکر کی اوستادی

نجی کو خاطر اصحاب کیون نہو منظور — کہ زیب و زینت محفل ہے چار یارون سے
ہے جلا اوس آینہ رخسار کی گرد ظہور — منصفی ہے حسن کی عاشق سے زیبائی ہوئی
ہین بیرنگی سے آشفتہ برنگ مختلف — آفت جان اوس گل رعنا کی رعنائی ہوئی

ایمان تخلص شیر محمد خان نام سیاران حیدر آباد سے ہین ایسا سُنا ہے کہ وہ بانکے شعرا کے اوستاد سے ہین جبکہ ناقوس آہ اونکے سے ایسی نوا آئی تو برہمن شوق سخن کا کیونکہ ایمان سجائے شعرا کا انکے سخن پہ ایمان ہے اونکے وین کا قائل ہر مسلمان ہے

روا ہی کون سی مشرب مین کہہ اے عشق نا منصف — دل پہ ویرخوش ہو خاطر فرہاد محزون ہو
ٹپک پڑتا ہی خون دل مرے ایمان آنکھون سے — ہنسے گلگو نکا جسدم بزم مین ساغر چھلکتا ہی

اوباش تخلص شیخ امیر زمان صاحب رئیسان لکھنؤ سے تھے ہان صاحب شاگرد غلام ہمدانی مصحفی یہ نظم اونکی ثبت جریدہ کی

دل و دیدہ اپنے جو یار تھے سو وہ بحر غم مین پھنسا گیے — ہمین جنسے چشم امید تھی سو وہ صاف آنکھین چورا گیے

آشفتہ تخلص مرزا رضا قلی صحبت سکونت معلوم نہوئی تو ناچار کیونکہ تلاش کیجے کوئی شخص جوان باسوز وگداز متعلم طب ممتاز محفل مشاعرہ آراستہ کر زلف شاہد سخن پیراستہ کرتے مشق طبع انکے نے دست عنایت طور الشعرا ہم سے گوشمالی پائی شعر انکا شستہ و رفتہ مضمون لاف و گزاف سے صاف صاف دکھائی طبع انکی اسطرح جنون افزا ہوئی جو سامعین کو وحشت پیدا ہوئی

جی تھا آنکھون مین یار تھا دل مین — یا ان تلک انتظار تھا دل مین
چہرہ کچہ اندنون غم پنہان سے زرد ہے — ظاہر مین کچھہ مرض نہین پہ دلمین درد ہے
چلا ہے کعبہ کو آشفتہ پارسا بنکر — خدا جو نت بیٹھے بیٹھائے اوسے خراب کرے
مر گیا اک صنم پہ آشفتہ — موت ایسی خدا نصیب کرے

اولیئی تخلص شاہ محی الدین نام صوفی زادگان بریلی مقام عنان سمند قدم کو طرف دکن معطوف کیا بسبب عدم تحقیق اور حال کا لکھنا شیدہ سے موقوف کیا

باغ مین گلعذار ہو فصل بہار ہو نہو | مین ہون وہان غزل سرا بلبل زار ہو نہو

آشفتہ تخلص میر منور علی خلف سید علی نواز سادات رشید قدر بار ہہ سے ممتاز مقام تولد دہلی علم طب مین مہارت اچہی اس علم کا فیض حکیم حیدر علیخان سے پایا یہ نسخہ مفرح واسطے فرحت خاطر مریضان شایق سخن ہاتھہ آیا

پرسش حال نے پہر یاد دلائی ادنکی | گو رہین بہی پس مردن نہ کچہ آرام آیا
اجل تو نے کیا کیسا مجہے شرمندہ قاتل سے | تماشا تہا ادسے میرے تڑپنے کی اذیت کا
جو نامہ بر گیا وہ گیا اپنی جان سے | اب چہین ہے رقیب کو ہم نامہ بر کرین
ہے وصل مین بہی فراق کا غم | ظاہر مین ہون پاس پر جدا ہون
ہے جلاد کی سادگی مین بہی شوخی | میرے خون دل کو حنا جانتا ہے
غش ہونگے ہم آشفتہ تاب رخ جانان سے | پوچہیگا قیامت مین دیوانون سے کیا کوئی

انشا تخلص میر انشاء اللہ خان صاحب خلف میر ماشاء اللہ خانصاحب مولد مرشد آباد فیض خدمت سعادت علیخان سے آباد بفن شعر دستگاہ کمال تہی جودت و موزونی طبیعت بہرحال تہے ہمعصر ونکے قافیہ تنگ کرتے عجب عجب رنگ کرتے شوخی و تندی و طباعی ذہن کی سبب ہمنشینون سے سبقت لیگئے انکے فکر سخن سے اہل سخن حسرت لیگئے ماشاء اللہ کیا مضمون ہی کہ اللہ کہکر ہر اک مفتون ہی

اوس سے خلوت کی ٹہر جاتی تو مین اللہ سے | واسطے دو دونکے عرش کبریائی مانگتا
جسدم کہ ترے محو تجلی کو غش آیا | لوگون نے کہا حضرت موسی کو غش آیا
جسوقت وہ یوسف سے ہم آغوش تہا اوسوقت | سنتے ہی ترا نام زلیخا کو غش آیا
چلے تہے حرم کو رہ مین ہوا اک صنم پہ عاشق | نہ ہوا ثواب حاصل یہ ہوا عذاب اولٹا
وفور نشہ سے انشا کو غش آیا ہے اے ساقی | شراب برف لگا کی کر دے منہ پہ تڑیڑے جا
جگر کی آگ نہ بجہے جس سے جلد وہ شے لا | لگا کے برف مین ساقی صراحی مے لا
نزاکت اوس گل رعنا کی دیکہیو انشا | نسیم صبح جو چہو جاے رنگ ہو میلا
اکلی یہ سر وہی بیٹہی ہر اک ستارہ جہم گیا | کانے عرش برین سار یکا سارا جگمگیا

آبخوری برف کے انشا کو بھیجی آپ نے
اسکے یہ معنے ہین لو انشا تمھارا جسم گیا

پنکھڑی ای نگہت باد بہاری راہ لگ اپنی
تجھے اٹکھیلیاں سوجھیں ہین ہم بیزار بیٹھے ہین

گر پیاری بلائے تو کیونکہ نہ پہنچیے
زاہد نہین ہین شیخ نہین کچھ ولی نہین

دلکو ہی بھاگے کدہر ہاتھ سے تیرے انشا
کوئی گھڑی بھی تو اس گنبد دو در مین نہین

غصہ مین تیرے ہمنے عجب لطف اٹھایا
ابتو عمداً اور بھی تقصیر کرینگے

روز سے اپنے دلکی تپش گرد ہوگئی
دو چار بوند یون ہین ہوا سرد ہوگئی

آصف[۱] تخلص وزیر الممالک نواب یحیی خان بہادر مخطوب بخطاب آصف الدولہ بہادر انکی ہمت اور کرم کا فسانہ حلقہ بگوش عالم ہے جنکا ادنا خدمتگار حاتم سے ہے بیان جود حد تحریر سے باہر سخاوت سے ہر ایک ممنون سراسر دریاے گہر جوش فیض نیسان ابر باران پر چشمک زن رومال زر ریز انکا بھی دامنونکا ماسن محامد اخلاق جود و سخا تحریر کرنا حوصلۂ کلک سے باہر فن سخن پردازی سے شوق اکثر مدام سخن سنجونکو بصلۂ بیکران ممتاز کرتے شعرا اونکے قدر شناس اور سخن فہمی پر ناز کرتے اونکے عنصر لطیف کی یہ سخاوت یکدست ہے جسکے آگے ابر گہر ریز کی ہمت بلند پست ہے

ملنے نہ ملنے کا تو وہ مختار آپ ہے
پر مجھکو چاہیے کہ تگ و دو لگی رہے

کیا نہ بند بہر کے سوئی کوئی اس سرا مین
جس مین کہ آٹھ پہر دوار و لگی رہے

انجام تخلص عمدۃ الملک نواب امیر خان صاحب جمہور امیران حضرت ظل سبحانی فردوس آشیانی محمد شاہ بادشاہ ہین گروہ انجمن نازک خیالون مین بیچ ستارون کے ماہ ہین

نعش میری دیکھکر مقتلمین یون کہنے لگے
کچھ تو یہ صورت نظر آتی ہے پہچانی ہوئی

ساتھ اپنے سر کے تھا انجام پاس تمکنت
شکر ہے تڑپے نہ زیر خنجر جلاد ہم

آفتاب تخلص بہشت منزل ابو المظفر مجاہد الدین شاہ عالم بادشاہ وہ کیسے آسمان پر ستارون کے بیچ مین ماہ حقیقت اونکی مانند خورشید فلک جہان پر اظہر من الشمس کیونکہ نو ستارہ عنایت مثال ماہتاب تمام عالم پر

روشنی تخلص بہرسو سخن و اہل سخن سے محبت کمال مہر سخن اوس صاحب جلال کا بے زوال یہ ذرہ خورشید فلک اوسکے سے آسمان کاغذ پہ چمکا یہ فرمان قضا جریان ناظم سخن کے نام جاری ہوا

آئے جو خواب مین بھی وہ یوسف لقا تو پھر — اے آفتاب دولت بیدار سمجھیے

آفرین تخلص شیخ قلندر بخش نام از سکنائے سہارن پور اور کشف حال انکے سے باوصف تلاش مجبور تھوڑا سا حال طبع سخن آفرین سے لکھا میری جرات کو دیکھیے که کہان سے لایا کہین سے لکھا

پہنچا چمن مین تو اب آفرین که جون غنچه — لبو نمین اوسکے نہان ہی بہار خندهٔ گل

انتظار تخلص لاعلم شاہد مراد حال جلوه نما ہوا ہر چند اوسکی تلاش مین کیا گیا ہوا دو شعر جو ہاتھ آتے ہین ثبت دفتر کیے جاتے ہین انکشاف کیفیت انتظار کا کہان تک منتظر رہون انسب که طول سخن مختصر کرون

جو ہین بہار گل کے قفس مین خبر گئی — بلبل بھی سنکے ایسی ہی تڑپی کہ مر گئی
کنج قفس مین جا کے بناتا ہون آشیان — سیر چمن کے دل سے ہوس اسقدر گئی

انیس تخلص امیر الدوله نوازش خان میر نظام الدین ممنون سے شورہ سخن عیان مضمون سخن انکا ہر ایک نفیس ہوا شعر اسی مطارحات مین یون انیس ہوا

کشتی سے اپنے چرخ خبردار رہ کہ آج — روکے ہے سرشک دیدهٔ طوفان فشان ہین
یہ کاله آتش تھا وه رخسار انیس آه — چہره جو غضبناک ہوا اور بھی چمکا

آفاق تخلص میر فرید الدین نام تلمیذ پدر میر ثناء الله خان فراق زمرهٔ موزونان مین شہرهٔ آفاق

ہاتھ پایا کا اوس کے خط لکھا لایا — تیرے قاصد مین ہاتھ کے صدقے

انور تخلص ولی محمد خان نام مذاق فارسی طرز کلام سے عیان گلخن فکر سوزان پر کاله مضامین شرر افشان

ایسی جان بخش ہوا سو ہم گل کی آئی — قصد پرواز مین ہین طایر تصویر کے پر

آگاہ تخلص میر حسن علی نام گلشن بیخار سے ظاہر ہوا کہ قصبہ پردازان شاہی تین شاہ تھے بسبب ذہانت و طباعی بہت فنون مین صاحب دستگاہ تھے داستان زادگان طبع افسانہ خواب شایقین سخن افسانہ سخن پیرا صاحب شوق مستحسن

ہان تیغ کھینچ اے بت نازک مزاج تو ... مرنے کو آج یہ بھی گنہگار گرم ہے

امانت تخلص امانت رائے نام مولد و منشا نامعلوم الاقیام پیپری دہلی مضمون لفظ سخن اس طرح امانت رکھا صراف فکر سخن کا خائن نہوا

تشریف یان نہ لاؤ پر نامہ بر تو بھیجو ... مت لو خبر ہماری اپنی خبر تو بھیجو

آگاہ تخلص لا اعلم طرز کلام سے ثابت ہے کہ مذاق سخن پر طبیعت ملتفت ہے فکر سخن ناگاہ ذکر مضمون سے آگاہ

باتین بنا بنا کے نہ کیجیے نباہ کی ... منہ دیکھو اپنا سیکھو ابھی رسم چاہ کی

اچھے تخلص روشن بیگ نام برادر خورد حمید الدولہ ادب یافتہ نصیر سخن الکا غلطی سعی تخلص کو نظیر

جی دھڑکتا تھا کہ بچھو تجھ مین نہ آجاے لچک ... ہاتھ سے چھوڑ دیا مین نے ترا جان کے ہاتھ

اٹل تخلص میر عبد الجلیل نام سادات دہلی کے دلیل نام خارج سے ظاہر ہوا کہ اوستاد کو ظاہر نہ دیکھا باطن مین استفادہ حاصل کیا یہی ایک مطلع مشہور رہا عام و خاص پایا وہی میرے لکھنے کو بھی ہاتھ آیا سخن کے نقشے مین اٹل ہین اس پل کو کیا بل ہین

زلف ہے چہرہ پہ یا جنجال سے ... جنبش ابرو ہے یا بھو نچال سے

امجد تخلص مولوی امجد نام بجا ہے اور حال نہ کھلا تو خامہ عاصی کا دم بند ہوا اور بے پردہ و ڈھنگا

جھنگڑی اپکو دیکھون ہو نین جون قطرۂ اشک ... اپنی نظروں سے بھی امجد مین گرا جاتا ہون

اثر تخلص حسین علی خان نام نور چشم مرزا حمید بیگ خوش کلام سر ادب کا اسکے

شیخ امام بخش ناسخ کے جھکا یا جب ایسے متانت کا مرتبہ پایا صاحب گلشن بیخار آپ کہتے ہین کہ یہ اشعار اونکے شہرت تمام رکھتے ہین جسکا ذکر اپنی زبان پر خاص و عام رکھتے ہین اس غزل مین جو شعر اچھے تھے وہ نہ لکھے اور پھر اکثر کہتے ہین کہ ہم انصاف سے نہین گذرتے اور کسیکو بیجا نہین کہا واہ وا کیا خوب فرمایا فعل یہ قول خ یہ کہنا اور ایسا کرنا احقر نے اس حال کو دیکھکر اکثر مقامات مین اونکی منصفی اور بے منصفی کو گلستان بیخزان مین مقابلہ کیا اب اہل انصاف چشم منصفی سے اونکی منصفی اور بے منصفی کو غور فرماوین مشار الیہ نے کیسا مجادلہ کیا یہ دو شعر گلشن بیخار سے لکھے پر خامہ نے بڑی تکرار سے لکھے

بسکہ ورد آٹھون پہر نام اوس مہ تابان کا تھا — بنگیا اختر ہر سے تسبیح کا جو دانہ تھا
سنکے غل شب تا در زندان وہ آکر پھر گیا — شیون زنجیر خواب بخت کا افسانہ تھا

بخداے لایزال بندہ کسی سے کد اور کاوش نہین رکھتا کون کہتا ہے کہ انصاف میرے سخن سے تراوش نہین رکھتا اب جاے غور ہے کہ اچھے اشعار کا یہ طور ہے

رات بھر مجھکو خیال عارض جانانہ تھا — آفتاب روز محشر یان چراغ خانہ تھا
برسون بعد از مرگ بھی سوز غم جانانہ تھا — شمع تھا ہر استخوان میرا ہما پروانہ تھا
تھی ہماری خون کی پیاسی یار بن بزم شراب — چشم شیشہ اپنی نظر مین رات بھر پیمانہ تھا
درس وحشت تھا بیاض چشم آہو سے مجھے — گوشۂ صحرا ہمیں طفلی مین مکتب خانہ تھا
تھا شب مرگ شب فرقت مین یہ سامان عیش — سینہ کوبی خلق کی شادیانۂ نوبت خانہ تھا

اثر تخلص سید محمد میر نام برادر حقیقی حضرت خضر شعر الخواجہ میر درد جو اپنے عالم مین یکتا و چیدہ فرد کار دنیا سے دست بستہ دل سوے عقبیٰ کشادہ بہت دن گذرے کہ جہان گذران سے گذرے دیوان انکا نظر کمترین مین کہان سے گذرے چند شعر فیض ایک رفیق سے حاصل ہوئے وہی اس دفتر مین داخل ہوئے

مر تو چلے کہان تلک اب در گذر کرین — یا ہم نہین اس آہ مین یا آسمان نہین
اور تو کوئی نہین دام و قفس دامنگیر — تنگ آیا ہون فقط دلکی گرفتاری سے

احسان تخلص لالا اعلم بان لکھنؤ سے تھے اکثر طبیعت اونکی مرثیہ گوئی پر مالوف ہوتی ہوے فکر شعر کبھی بتحریک احباب سے مصروف ہوتی عرصہ دراز سے یہ مطلع انکا بیاض والا جاہ مرحوم مین مرقوم تھا باقی حال سے بندہ بناچاری محروم تھا

مجنون کو اپنے لیلی کا محمل عزیز ہے
تو ہے ہمارے دل مین ہمین دل عزیز ہے

آغائی تخلص میر آغائی نام ساکن دہلی فکر اونکی یون معلوم ہوئی

اثر ہو سنگ مین کیا کیونکہ انکو رام کرین
ہو تونگے دل ہو تو یار سے یہ اپنا کام کرین

احسان تخلص حافظ عبد الرحمن نام شاعر عالی مقام چہرہ آرای شاہد سخن شانہ کش طرح مضمون شکن در شکن طبع دقیقہ سنج بہ صنعت تجنیس رعایت شعر نہایت نکتہ رس باوجود پیرانہ سرشت صنایع بدایع شعر مین جوان ہوش صاحب خلق نیک طبع نازک خیال در مضمون سے صدف فکر بالا مال اسکے شاعر فکر کا احسان ہے جسکا ایسا بیان ہے

گلے سے لگتی ہی جتنے گلے تھے بھول گئے
دگر نہ یاد تھین مجھکو شکایتین کیا کیا

ہے وہ مریدِ آبلہ پاے عاشقان +
پانی پہ کیوں نہ ٹھہرے ہے لبِ حباب کا

دو دستے مین جدا ہوں وس ہو کر سے احسان
اک سو طرح کا صدمہ اس درمیان مین دیکھا

فائدہ تم جو مجھے نزع مین یار آئے نظر +
ہے نہ یارائے سخن اور نہ یارائے نظر

مجھکو مت ٹھکراؤ بس چلیے سنبھل کر دیکھکر
چال سب چلتے ہین لیکن بندہ پرور دیکھکر

گر دو دل احسان غم معشوق و بے صد آفرین
پیر و مرشد واہ یہ بابعث خدا کے گھر کے پاس

ہوا ہے غم سے میرا زرد جسم زار دریغ
بسنت پھولی ہے لیکن نہین ہے یار دریغ

نہ جیکو تاب ہے فرقت مین کیا کرون احسان
نہ چین دیتی ہے جان پر اضطرار دریغ

چین تجھکو بھی نہو مجھکو ستانے والے
تو بھی ٹھنڈا نہ رہے جیکے جلانے والے

آشنا کسکے ہین بیدید ہین یہ دیدہ و دل
ہین یہی دیدہ و دانستہ ڈبانے والے

آتشین تخلص محمد اسمعیل نام دہلی وحشتی تخلص تھا بدلنے کا سبب نہ کھلا مرد تحمت

و شریف ستھے حریف و ظریف ستھے

اپنی تو وہی عید ہے جس روز کہ ہمدم
نکھرا نظر آ جاسے لب بام کسی کا

امین تخلص خواجہ امین الدین نام از شرفان عظیم آباد مرد قانع و صابر و متدین و آزاد و نقد سخن کے امین ہین مرد کامل ذہین ہین

مرتے ہین ہم تو اوسکے لب آبدار پر
گر آب زندگی ہو تو مارین ہین دہار پر

صبح گر صبح قیامت ہو تو کچھ پروا نہین
ہجر کی جب رات ایسی بیقراری مین کٹی

احسن تخلص مرزا احسن علی نام ہمسرکار نواب آصف الدولہ بہادر مرحوم بزمرہ شعرا انکو نخل طبع انکا آبیاری عنایت سجدہ گاہ شعرا سے باروَر کتے ہین کہ مرشد شعرا سے بھی فروغ پایا بلبل طبع انکا چمن کا غنچہ مین یون چہچہایا

حسن پر اسکے ہر اک مہ پارہ گرم لاف تھا
گہر سے وہ خورشید رو نکلا تو مطلع صاف تھا

سجدہ گاہ ہے خاک احسن ہے تو ساری خاک پا
دی تھی اس نے جان کسکی حسرت پابوس تھی

امین تخلص میر محمد امین نام وطن بنارس سخن مین ایسی دست رس

دل سے کسدو کہ آہ سرد کے ساتھ
ٹھنڈی ٹھنڈی چلے تو چل نکلے

احسن تخلص احسن اللہ خان نام جہان آبادی قریب لاہوری دروازہ مسجد سرہندی مین رہتے تھے ایام شباب مین روبرو محراب ابرو کسی بت کے حق سجدہ قضا ادا کیا جا نماز کو مرگ چھالا قرار دیکر اذان سے بانگ ناقوس ملا کر آخرکار زنگ کفر آئینہ دل سے جدا کیا زنار وار عنصر فکر انکا طرف مشرب سخن یون ایمان لایا اور توبہ گناہ سے کرکے مسلمانی پر جان لایا

اوسکی گلی مین احسن شب چوری چوری جانا
یہ چال ڈھال تیری خانہ خراب کیا ہے

اسیر تخلص لا اعلم ایک شخص ہین دہلی کی بجز و آدمیت کی عادت ہے شاہ نصیر کی اون پر عنایت ہے امیر مزاج انکا فقیر پرور ہے اونکے سخن کا یہ بیان سراسر ہے

اس تشنہ گلو پر ہی پھر ا دیکھیو قاتل
بے آب کہین خنجر بران نہوا ہو

اختر تخلص مرزا جواد علی نام از گروہ قزلباش میر حسن صاحب مثنوی سے اونکو

لی شاباش شاہد طبع انکا بستر کاغذ پر یون جلوہ نما ہوا آئینہ کاغذ مین جمال
محبوب سخن اس شکل دا ہوا

بزم مین اوسکے جو شب چاند کا ذکر چلا ۔ اودہمہ کے محفل سے وہین وہ بت مغرور چلا

امیر تخلص امیر الدولہ ظفر جنگ بہادر چھوٹے بھائی نواب آصف الدولہ مرحوم
بے بہادر پچھلے اوج عہد غلام قادر خا سے شہر دہلی مین مجلس مشاعرہ کرتے
تھے اور کلام شعرا پر بشوق دل کان دہرتے تھے

یاس و غم و آرزو جمع یہ سب چیز ہے ۔ بل بے ترا حوصلہ دل بہی عجب چیز ہے

اختر تخلص میر اکبر علی نام روشن ستارہ کان سرہندی سے ہین صنعت ساخت
آتشبازی مین گلہا سے بوقلمون صفحہ آسمان کاغذ پر مانند عقد پروین کہلاتے
پہلجہڑی مصرعہ موزون کے جیسا کی طبع سے سر کرکے طبیعت طفلان مضامین
یون بہلاتے ماہ مزاج انکے نے خورشید لطف قلندر بخش جرات سے کسب ضیا کیا
ستارہ فکر انکا فلک کاغذ پر اس طرح چمکا قلم منشی طبع سے اسطرح گل پہولے
جنسے تماشائی کا جی ایسا خوش ہوا غم بہولی

تماشے کی ہے جا ہر گانسے جو لخت جگر نکلا ۔ عجب یہ نخل ہے جسمین کہ شکل گل ثمر نکلا

الفت تخلص لالہ منگل سین نام کایتھون عظیم آباد سے ہین مشرف دہلی
اصلاح سخن مین شاگرد قلندر بخش جرات جیسے اوستاد سے ہین عاشق طبع
معشوق سخن سے یون الفت کرتا ہے اور معشوق سخن عاشق طبع سے اسطرح محبت کرتا ہے

ہر قدم پہ یان تلک آنے مین سو سو ناز ہے ۔ کیونکہ گہر جانے لگے شام و سحر دو چار دن

ارمان تخلص جگر بند جعفر علی حسرت از مشاہیر دیار مشرق اور ارمان دل
یون بیدل بحسرت

تا سر بالین اوسے آنا قیامت شاق ہے ۔ یہ دل بیمار جسکا نزع مین مشتاق ہے

الہم تخلص محمد علی نام تعلیم پذیر شیخ ابراہیم ذوق شاہ یقین کو اوسکے سخن
غم والم اوٹھانے کا شوق

نتھا تحمل اگر اوسکے ناز کا تو پھر — الم فریفتہ کیون ایسے نازنین کے ہوئے

اسعد تخلص مرزا اسعد بخت نبیرۂ حضرت شاہ عالم طبع سعید اونکی یون خوبی پرداز و خیر خواہ عالم

تو اسعد غضب ہے کہ ہاتھون سے تیرے — نہ تسبیح ٹھہرے نہ زنار ٹھہرے +

الہام تخلص شیخ شرف الدین نام لکھنوی سنا ہے کہ فکر فارسی انکی خوب تھی سخن مین عالم عجیب طبع سے یون الہام ہوا نزمرۂ شعرا مین انکا نام مشہور عام ہوا

ارے بیکسی تیرے قربان ہون — برے وقت مین ایک تو رہ گئی
نگہ وہ دشنہ کہ طعنہ کٹار پر مارے — مژہ وہ تیر کہ خنجر کو دہار پر مارے

اسد تخلص میر امانی نام پیشہ دہلی انکے قدم کی برکت سے آباد تھا کہتے ہین کہ خاصہ سجدہ گاہ شعرا انکا اوستاد تھا بسفر لکھنؤ رو باہان قطاع الطریق سے کسی نے شکار کر کے بمنزل اول پونہچایا افسوس کہ اسد پنجۂ اسد قضا مین پھنس کر بیشہ عدم کی سیر کو گیا غضنفر مزاج انکا نیستان کاغذ مین یون غران ہوا نہ دلون کا طائر ہوش پران ہوا

نہ ہم بتان ہو جام ہو خلوت ہو پھر لیس — کافر ہون گر وہان مین خدا کا بھی ڈر کرون
جون تیر یا اسد کو لگے تھی اوسکے گلی سے ہم — خانہ خراب راہ مین آکر مچل گیا

اکبر تخلص اکبر خان نام چھوٹے بھائی نواب محمد مصطفی خان صاحب تذکرہ گلشن بیخار کی کتاب مذکور سے واضح ہوا کہ عرصۂ قریب سے انکو چرچے شعر و اشعار کے مومن خان انکے اوستاد ہین جنکو بہت کمال یاد ہین

سوچیے حضرت ناصح کوئی تدبیر وصال — حیف چارہ نکرے آپ سا دانا دل کا
جنون عشق کا درمان نہو کسی سے کبھی — کچھو علاج کرے جا کے چارہ گر اپنا
قتل کر لاشہ اکبر کو چھپایا گھر مین + — بارے اوسنے مجھے جانے نہ دیا اور کہین
ہون صید دام دیدہ مین صیاد در گذر — غفلت مین وہم ہے کہ فریب کمین نہو

دوش فلک پہ دیکھکہ نعش شہید عشق | حورون کو یہ گمان ہے کہ عرش برین پہ ہو
یہ تو یہین رہے جو خفا ہو تو خوش رہو | آئے تھے طلب سے کہ رخصت کیا چلے

اسیر تخلص لا اعلم ہر چند بہت اولجھا اور پریشانی اوٹھائی پر بال برابر زلف پریشان حال کی جمع ہات نہ آئی

ہم اوس آئینہ رو کے ہجر مین یون زیست کرتے ہین | کہ سکتے کیسی حالت سے نہ جیتے ہین نہ مرتے ہین

اسلام تخلص شیخ الاسلام نام ساکن قصبہ سہارن پور مذہب فرقہ شعرا مین انکا یہ آئین و دستور ہے

ظالم ظالم کا پس مرگ بھی رہتا ہے بجا | ہین یہ بازو سے عقاب اپنے بنے تیر کے پر

استغراق تخلص لا اعلم اور کچھ حال در رسم پاشوق نہوا دوسرا بیان کسی طرح معروف نہوا مرد نصرانی اصل انکی اہل فرنگ ہے تولد بمقام ہند باقی حال مین عقل دنگ مردکان مضمون کو نفس عیسوی سے یون جلاتے ہین ہوش بلا کہ صاحب مسیحائی جتاتے ہین

خط کا یہ جواب آیا جو لکھا کبھی پھر خط | کر ڈالو لگا ایکدم مین ترے انکے ٹکڑے

اشرف تخلص محمد اشرف نام خلف امام الدین ساکن کاندہ سخن کو اوسنے اسطرح استفادہ

آتش دل سے ہوا ہے یہ مجھے ڈر پیدا | کہ مرے سینہ مین ہو وے نہ سمندر پیدا

اظہر تخلص غلام محی الدین نام شاگرد غلام حسین سروری نہ رہتا تھا کلام مین انکو نہایت بہتری

رکھتے ہی مرا جان کو مضطر تپش دل | دکھلائے گی ہنگامہ محشر تپش دل

اعظم تخلص اعظم خان نام دہلی والون سے ہمدم مرغ فکر انکا طرف گلزار سخن اسی روش اعظم

اسی مضمون سے معلوم اوسکی سرد مہری ہے | جو اوس نے مجھکو نامہ کاغذ کشمیری پہ لکھا
درد دل از بس طبیبون سے نہان رکھتے ہین ہم | شمع آسا نبض زیر استخوان رکھتے ہین ہم

افسوس تخلص میر شیر علی نام خلف میر مظفر خان لاکلام بسرکار انگریزی کتب فارسی کا ترجمہ بزبان اردو کرتے اور اپنی زندگی کے دن اسطرح بھرتے

قفس سے چھٹنے کی امید ہے نہین افسوس   حصول کیا ہے جو مژدہ بہار کا پہونچا
کچھ بات تم سے کہ نہین سکتے ہزار حیف   مدت مین تم ملے ہو تو غیر انکے گھر ملے

اختر تخلص لا اعلم مرد شریف آفتاب مزاج انکا مشرقستان سخن کا سیارہ تھا اونکے چرخ طبع پر مضمون کا چمکتا ہر ستارہ تھا کوکب مضمون آسمان کاغذ پر یون چمکتا ہے نجم سخن صحن فلک پر اسطرح دمکتا ہے

مجھے بھی ہٹ ہوئی ولے کہ مثال لیلین   نہ تیرے کوچے سے ہرگز قدم اوٹھا میرا

ازاد تخلص شیخ اسد اللہ نام شاگرد مولوی کرامت علی شہیدی ذو الاحترام مرد روزگار پیشہ طبیعت گو مضمون سخن کا سدا اندیشہ

کسطرح باندھون کمر ہوا میانکی عشق مین   القد ہستی توشہ راہ عدم ہو جائے گا
کوثر سے ابھی جا کے میرا سلسلہ ملجائے   ہات آئین جو نقش سم دلدل کے پیالے
شمع سان داغ دل ازاد روشن ہوگیا   جو بدن مین خون تھا وہ جائے روغن ہو گیا

ارشاد تخلص انور علی نام اور حال کچھ روشن نہوا طبع سنور اونکے نے رخ شاہد مضمون یون چمکایا

خوبرو دیون مین نہین ہے رسم پھیر کر دیکھنا   قتل کر کے منہ نہ دکھلایا بہت اچھا کیا

اوستاد تخلص شیخ محمد بخش نام متوطن بریلی طفل سخن نے انکے طبع کا شاگرد ہو کر اس قاعدے سے بسم اللہ کی

تغیر مین ہو جب کیونکر کھنچے وہ ٹھیک نقشے مین   شبیہ یار کھنچوائی کہ بگڑی دہن بگڑا

اسیر تخلص میر مظفر علی نام خدمت ناظرین گلستان سخندان مین محرر التماس کرتا ہے کہ انکے سلسلہ سخن کا شور ہر گوش عالم قیاس کرتا ہے صاحب گلشن بیخار انکی طرف سے پنبہ غفلت در گوش انکے شراب سخن کی کیفیت سے بیہوش ایسے اوستادان مسلم الثبوت کی صفت مین لب وا نہین کرتے تو فی الحقیقت

جھونکے نسیم مصر کے کنعان تلک گئے	بوئے گل مراد سے کوچہ مہک گئے
عشق نے بعد فنا بھی مجھے نعمت دی ہے	ہڈیون نے مرے کتّون کو حلاوت دی ہے
اسکو لازم ہے کہ صدمہ ہو نسبی بجائے انسان	روح کچھ دم نہین ڈالی ہو امانت دی ہے
بچ جہان مین خاطر نازک ضرور ہے	بچ کر چلا کرے ہمری کشتی حباب سے

ازراقم تخلص لالہ لکھن لال نام احقر العباد کا بھی کام ہے یہ خوف آتا ہے کہ بطلعہ فرمانے والے ایسا ارشاد کرینگے کہ یہ ہر بار ایسی گفتگو کیے جاتا ہے جسکو سب یاد کرینگے صاحب گلشن بیخار تحریر فرماتے ہین اپنا حسن تو کیا بلکہ قبح جتاتے ہین ازکابتھان دہلی است مرد زیرکے بودہ این بیت از و ناچار نوشتہ شد الخ اس ناچار نوشتہ شد کو بغور فرمانا چاہیے اور کس کس پہلو کی کروٹین بدلنا چاہیے انھون نے کیون جبر اختیار کیا خواہ نخواہ اپنی طبیعت کو ناچار کیا کسی کے برا لکھنے سے کیا فایدہ مگر انکا دیکھنا یہی فایدہ

ہم ہوں تجھسے یہ کہتے ہو نہ تو یا ہو ل	اسکو سمجھاؤ ذرا یہ کہ نہ اغیار سے مل

ازردہ تخلص مولوی محمد صدر الدین خان نام خامہ عاصی نے باوصف دو زبانی انکی صفت مین قاصر ہو کر مختصری پر اکتفا کیا وہ بڑا تیز ہوش دانا و عاقل ہوشیار و دوربین ہے میرے نزدیک اوس عاقبت اندیش نے اچھا کیا آغاز زبانی کو نہ پہونچا انکی ذات مقدس پر تمام ہوا صاحب گلشن بیخار کا کلام مشہور خاص و عام ہوا تسپر انکی صفت کا نہ انجام ہوا ونکو کیا اپنی پختہ نثری پر خیال خام ہوا تمام تذکرہ مین ان صاحب سے زیادہ کسی کی تعریف نہین لکھی سب بجا اور مرغوب و درست خیر یون ہی سہی فکر آزردہ مضامین شایستہ سے شائقین کو دلشاد کرتی ہے اور بزم کاغذ مین سامعین کے روبرو یون ارشاد کرتی ہے

کو اسیری مین ہون پر مثل اسیر تصویر	نے غم قید نہ پروا ہے رہائی مجھکو
اور چھنے کو بلا مین آپ ہی کچھ خیر ہے صاحب	لگایا ہات کس نے آپ کے زلف پریشان کو

ترے مجروح کے سینہ مین کچھ گرمی سی باقی ہے	وہین بس ہوگیا ٹھنڈا جو کھینچا تیر سے پیکانکو
اوس شوخ سے مربوط بہت سہل سی ہوتی	گر ہم بھی سبک حرکتِ نا اہل سے ہوتے

مولوی صاحب مضارع امر کن مین مصدر ایسے افعال کا ہونا تقرا سے ماضی و حال کو مجہول جانتا استقبال اپنے رسم کا معروف کرنا اپنے کلمہ کو سبکے فعل سے اپنے ضمیر مین مستقبل سمجھنا اور فعل جدید کا فاعل ہونا کیا لازم ہے کہ متکلم کو موضوع و متعدی کہنا مضمون غائب کو حاضر پوچھنا نفی کو اثبات بغیر اسباب ثبوت کہنا مشتق کو مطلق دیکھنا فتح کو نصب اور نصب کو فتح کسرہ کو جمع رفع کو تشدید یہ قبیح ادغام کو جزم سکون کو جر وقف کو مفتوح مضموم کو مکسور مکسور کو مفتوح کہکر پیش آنا اور پھر اپنے تئین دائرہ عقل سے خارج نہ گنتا اور ساکن کو متحرک متحرک کو ساکن بولنا اور عالم متبحر کہلانا اور اس لن ترانی سے ساکن ہونا زبردستی سی کلام کو زیر و زبر کرنا سبحان اللہ اس نالائق نے نہ صرف صرف مین اپنی عمر کسی سے صرف کی نہ دریافت معنی حال و استقبال حرف بحرف کی نہ بحث نفی و اثبات کا ثبوت جانی نہ تکرار مصدر و اشتقاق کی کیفیت پہچانی لیکن بانی ذی علم لوگون کے گوش گذار ہے کہ لفظ صحیح حرکت برقرار ہے متحرک نہ ساکن ہر شہر و دہر و انا اور مولوی صاحب باوصف علم و فضل کیا غلط لفظ فرماتے ہین بائین فضیلت و مکرمت کیا کلمہ لغو زبان پر لاتے ہین ؎ گر ہم بھی سبک حرکتِ نا اہل سی ہوتے تو تصریح ساکن اس مصرعہ مین ناموزون بندھا اگر یہ سمجھے کہ اساتذۂ قدیم سے کسی نے لکھا تو اونکے عہد کے بہت بول چال فی زمانہ متروک ہے اور اون لفظون کو سب جانتے ہین اسپر بھی لکھین تو چوک ہے اور اوس وقت مین وہ لفظ فصیح ہے تو اس زمانے مین قبیح ہین جو قبیح ہین بس اونکے نزدیک اب بھی فصیح ہین اور اگر یہ نہین سمجھتے تو اس لفظ پر خصوصیت بیجا ہے اور الفاظ مثل تلک اور تنک اور تئین ادر ستی پر بھی نیت چاہیے یہ کیا حرکت ہے کہ متحرک کو تو ساکن لکھین اور لفظونکو ترک کرین اگرچہ بموجب مصرعہ ؎ خطا کے

اس دشت پر سموم کو جاتا ہو رنگ سے	سفر کمیت کلک ہین چہرہ سُم کی راہ سم

افسوس تخلص لاعلم افسوس اور حال نہ کہلا ورنہ ہین کہتا جیسا سنتا

صبا جسکے زلفوں مین آ بندہ گئی	اوسیکی جہان مین ہوا بندہ گئی

انصاف تخلص عبدالرحمن خان نام مرد جوان و صالح و خوش کلام ساکن مخبر دہلی بسرکار مہاراجہ کاشی ممتاز ہین ہمارے بھی بندہ نواز ہین اور مدام محافل مشاعرات مین غزلیات سے سامعین کو مسرور فرماتے ہین اکثر مشاعرات مین بلا تکلف تشریف لاتے ہین قلم و زبان باطن فی الحقیقت او صاف کرتا ہے منصف طبع اونکا محکمہ کاغذ مین معرکہ شعر کا اسطرح انصاف کرتا ہے

پہنچے ہو گی مین رزق مقدر کو ہیا مین	انصاف سے ہمارے توکل کو دیکھنا
وہ چیز کبھی کہتے ہین مجھسے اے انصاف	کہو گذرتی ہے کسطرح اب تمھاری رات
درد و فرقت آہ و غم جوش جنون عریان تنی	یہ بلا اسباب ہم کو عالم اسباب سے
یار جانی محرم اسرار دل صاحب جمال	خط لکھا اوس بے مروت کو کبھی القاب سے
دشمن جان ہو گیا انصاف جسدم دل گیا	پھر بھلا رکھیے توقع کیا کسی احباب سے

اشہر تخلص میر گلزار علی نام جناب خلیفہ صاحب والا احتشام گلبرگ تر بادی شعر انخل طبع نے یہ آبیاری توجہ والد ماجد شادابی پائی گلدستہ سخن نے یہ نسیم الطاف قبلہ گاہی صاحب اپنے کے ترو تازگی دکھائی انکے گلہاے طبع کی خوشبوے رشک عبیر سے سیارہ ونکا مشام معطر ہوا اور گلستان ابیات مشکبار افشانی نے دماغ گلگشتگان کا اپنے نکہت سے معنبر کیا مصرعہ سنبل پیچیدہ اسیر طرۂ تابدار مصرعہ برجستہ اور کاکل بنفشہ بستہ وارستہ سلسلۂ شعر کے پیوستہ گلدستہ تماشا مین عیسیٰ نفس ہے بلبل تصویر نغمہ سرا اشعار مضمون رنگین سے غنچہ گل خندہ نما گوہر آب و تاب مضمون شستہ سے گلوے تشنہ مشتاقان سیراب شبنم گل سخن کے رنگ سے گل تازہ آب آب خرمن دیوان عطر آگین انبار سخن مشک افشان برق کلام نے ہستی دشمن کا کھلیان جلایا شرارہ بیان نے

خس وخاشاک اعدا کو پھونکا تو شیخ ابر رحمت خیالات نے نوباوہ ہاے نخلستان
کلمات کو عروج نشو ونما دلایا اور بارش قطرات توجہات نے چمن نشینان حکایات
کو رنگ نمود دکھلایا کیونکہ چمنستان خوبی نے خشک ہاے مصارع کج طبعانکو داس
اصلاح سے درو کیا باغبان بہتری نے روشہاے آبیات ناقصہ کو گل صفا ہر
لطف سے ہموار بنادیا نضرت وخضرت اس دوحہ گلشن خوبی کی سمجھکر بین چمن
زبان ہر برگ سے دمبدم انبتہ اللہ نباتاً حسنا کہتے ہوئے اور آب پاشی
سحاب طبع کی دیکھکر بلبل نغمہ سنج ترانۂ کل شئے حی من الماء مین مشغول رہتی
ہی درخت سخن راقم آثم کا فیض شگفتگی گلہاے تلطف ہادی شعرا حضرت
نظیر سے بارور رہا اگل مراد کلام احقر کا نسیم الطاف اونکے سے شاخ مصارع
پر رنگ بوقلمون ثمر پر لایا نخل ابیات ناقصہ اپنا دست صنعت باغبان طبع
انکے سے پیوند ہوا اور ہر نظارہ کی باغ سخن نے انکے سلسلۂ کلام مین سراسر
دل شوریدہ کو پابند کیا ملاحظہ فرمانے والون گلستان بیخزان اور گلشن بیخار کی
خدمت مین کمترین کی گذارش ہے کیونکہ سب بزرگون کی اس خورد پر نوازش
ہے کہ سن شریف جناب خلیفہ صاحب سید گلزار علی متخلص باسیر کا تخمیناً قریب
چہل وپنجسال کے ہے اور تالیف تذکرہ گلشن بیخار نزدیک اس حال کے ہے
اور عرصہ بیست وپنجسال سے کم وبیش فکر شعر فرماتے ہین اور مضامین نادر زبان
پر لاتے ہین عرصہ سولہ برس کا ہوا کہ مہاراجہ بلونت سنگہ بہادر والی کاشی
بشوق اتم مجلس مشاعرہ آراستہ فرماتے ہین اور بہت شعرا اوس بزم مین
تشریف لاتے ہین تو یہ مشاعرہ کا شہرہ بسبب صادر وارد گوش زد عالم ہوا
مگر صاحب گلشن بیخار کا گوش ہوش تذکرہ جمع کرنے کے وقت اصم ہوا نہ راجہ
صاحب کی فکر کا ذکر ہے نہ خلیفہ صاحب کی مذکور کی فکر ہے مقام انصاف ہے کہ
کہ مولف تذکرہ کو ہر دل عزیز ہونا چاہیے اور ہر کسیکا داغ غیبت آب کرم دہونا
چاہیے مناسب ہے کہ جسکا ذکر کرے بخیر کرے نہ کہ آنصاحب کیطرح ہر ایک سے

کیا سیہ ہی سہی زلفونکی لکھون شعر اسیر آب
پیچ مین لایا ترے زلف رسا کا مضمون
مشکل ہے پھر بری نہین دی سکتا اپیرآہ
ساقی کا کیا میٹھا ہے
یا علی بخت سیہ کو مرے روشن کردو
دنیا مین انسانکی اور آنسو کی قدر برابر ہے
سنی ایک کی بھی نہ پیر فلک نے
عجب کچھ تفرقہ ہے شہر آب و گل مین پھرتا ہون
مجھے بیدست و پائی مین بھی گردش ہے زخود دی
تیرگی دلکی زیادہ ہوئی پیری مین اسیر
شمع سان بزم مین یار ہی ہو تن من مین ہون
داغ نو دلمین ہوا ہے چرخ کہن چھوٹا سا
مجھے رعشہ تو ہے چنچل مصور ہے کھینچے کیونکر
گلشن مین جو ہے آمد ایام بہاری
جلا دیئے صیاد کا احوال ہنو چھو
مین ہڈیون کا لیگیا اک ڈھیر لحد مین
تو رکھا جو اشکون نے عصائے لغلی کو
کس کس نہ تھمتن کی لگی پیٹھ زمین سے
داغ ایسا چاہیے کہ قیامت تلک رہے
گوشہ گذین ہی مجھسا کوئی ناتوان نہو
افسردہ دل جو ہووے تو شور و فغان نہو
آنکھون مین اسکو رکھیے کہ دامن مین پاؤ
دل آئینہ سے صاف ہے یا دل سے آئینہ

اٹکے ہی کہین دل نہ اوجھتی ہی کہین طبع
دل سے اندھیر کیا یاندھا بلبل کا مضمون
عورِ قفس تنگ ترین کس سے کہو نہین
کڑوا پیالہ پیجیے کیون ++
تمکو شمع حرم لمم یزلی کہتے ہین +
خاکمین ملتے جاتی ہین آنکھو نسے گرتی جاتی ہین
ہزارون مین فریاد کرتے گئے ہین
مجھے ڈھونڈھ ہے دل مین جستجو دلمین پھرتا ہون
بھرنگ جام ہاتھون ہاتھ اس محفل مین پھرتا ہون
چاندنی کو ٹھے پہ چھٹکی ہی اندھیر اگھر مین
جب کوئی آگ لگا دے مجھے روشن مین ہون
سے بڑا لطف جو گھر مین ہو چمن چھوٹا سا
مری تصویر پیری مین تری تصویر طفلی مین
بیتاب ہین مرغان گرفتار قفس مین
اڑنے کی جگہہ رکھی ہے تلوار قفس مین
کربان لحد بھی نہ سے سیر لحد مین
شاخون مین جب پھولون کے لگی پھر لحد مین
کیا کیا نہ رہے پست ہوئے زیر لحد مین
درد ایسا چاہیے کہ نہ درمان ہی دو رہو
سر کیجیے قلم تو میرا خون روان نہو
مٹی کو لاکھ طرح جلائین دھوان نہو
طفل سر شک لاکھ برس مین جوان نہو
سینہ سے دل لگایئے اور سل سے آئینہ

یک گردو فاختہ کی یہ پھبتی سکھے اسیر
دل مین اندھیرے ہے زلفونکا خیال آنے سے
بال ہوجائین نہ کیونکر مرے تن مین کانٹے
سرخروئی ہے جو رنگین ہون حنا مین آبلے
خار پیاسا ایک چھوڑینگے نہ تن مین آبلے
ہر برگ شجر آرہ ہے بہر یہ گل چین
اشکیان چشم مین غم دل مین ہے جان ہاتھ مین ہے
خنجر خون فشان پنجۂ قاتل مین نہین
غصہ بھی آئے تو ہوجا نہ سخن سرزد ہو
سر دیتا ہے مقدور اگر زر کا نہین ہے
کس نیند چڑھا پھرتا ہے ہوشیار ہو غافل
قسمت مری کھلی ہیرے بخت رسا کھلے
مال رہجائے کسی پاس نہ دولت رہجائے
تن مین ہوا جو ہے کوئی دم کی بندہی ہوئی
توشہ مسافران عدم کو ضرور ہے
کسطرح سے پردے مین چاہیے سب جسم
جسکو تو جام دے ساقی وہی ہو جمشید
رخ جو یوسف کو دکھا دون ترا کاٹے انگلی
کرلون [illegible] ہرگز [illegible] سے اسیر

تھی سرو پہ جو فاختہ بالاے فاختہ
رات بھر دیو نکلتے ہین پری خانہ سے
آبلون کے لیے لازم ہین بدن مین کانٹے
پردہ رہجائے جو بندہ جائین قبا مین آبلے
ہین پکھالین پانی کے دیوانہ پن مین آبلے
ہر مرغ چمن سیف زبان انکی ہوا ہے
اپنے قاتل کی بہار اور خزان ہاتھ مین ہے
راحت جان شہادت طلبان ہاتھ مین ہے
جسکے کہنے مین ہے گویا وہ زبان ہاتھ مین ہے
مفلس کا جو دل ہے وہ تونگر کا نہین ہے
چھوٹا کرایہ کا ہے یہ گھر کا نہین ہے
سب عقدے کھل گئے جو وہ بند قبا کھلے
یہ بڑی چیز ہے دنیا مین جو عزت رہجائے
گٹھری یہ غافلو ہے بدم کی بندہی ہوئی
تکیہ رہے کلیجہ پہ غم کی بندہی ہوئی
وہ نازنین نہین جو نازنین دکھائی دے
جسکو تو خم مین بٹھا دے وہ فلاطون ہوجا
زلف لیلی کو سونگھا دون تری مجنون ہوجا
دہن قبر نشانی دہن گلزار کی ہے

افصح تخلص فصحاے کلام منجر نظام اصلح صلحاے فلک احتشام خواجہ حیدر علی نام آتش تخلص از قدماے کلام از مستثنا ست شعراے لکھنؤ جن حضرت کی ایسی فصیح گفتگو درویش صفت گوشۂ عافیت مین رہتے ہین زمانے کے اونچ نیچ وہ سب سمجھتے ہین بلا ریا بوے ریا سے بری تن خلق کے دل مین یون جیسے شیشہ مین

پیری فرد متین و مستحکم و دیرینہ فن شاعری مین سینہ اونکا سخن کا گنجینہ علم مین یکہ زبان سخنوری مین ہمہ دان نیروے فکر سخن اسقدر رکھتے ہین کہ ترکیب بندش سے کورۂ آتش رشک زہرہ ہو جاے قوت مشق و مضمون وہ مسیحا صفت ہے کہ عین خزان مین دیکھا گویا طوطی تصویر ہو جاے صفحۂ زمین پہ مصور طبع نے ایسے نقاشی کی کہ شبیہ مضمون کو با وصف تصویر ہونے کے طاقت گفتگو ہوا اُو شاخ فکر سے ایسے گل پھولے ہین کہ جنکی خوشبو سے دماغ رضوان معنبر ہو ہو معاصرین سے فی الحقیقت گوے سبقت لیگئے حاسد اونکے اپنے سینہ پر داغ حسرت لیگئے آتش محبت سخن انکی ہر ایک شائق کے کانون سینہ مین سوز و ساز رکھتی ہے جہان عدوے ناہنجار گلخن دیوان انکے سے مانند خس و خار جلنے کا نیاز انداز رکھتی ہے بعضے بار خداوندات کے پانی پانی اونکو دیا اپنی زندگانی اعتدال عناصر مین آتش نے حرارت کو زیادہ لیا الا یہ ترکیب ضبط انکی ہے کہ سرکش ہونے دیا اونکو اونکا آگے کلام ہمدانی مصحفی کے تہ کیا طوطی زبان خامہ نے یون پچھہ کیا گرم بازاری کلام سے آتش افسردہ دلونکی بھڑکی جسکی حرارت سے زبان خامہ تپکی کی کہ آتش خوار نیاز مند اخگر ہوتا ہین چھپتا ہے جسکے رشک سے عدو ہنستا ہے

جام بھرتے بھرتے خالی شیشۂ دل ہو گیا — مجلس جمشید برہم ہو چکی قل ہو گیا
کافرون کو زلف کے زنار سے پھانسی ملی — مومنین کا مصحف رخسار سے قل ہو گیا
عہد کم سنی باز گشت روح ہے اپکو ہستی سے — ارادہ بندہ رہا ہے مصری یوسف کو کنعان کا
تشبیہ فی وہ دان ترے گیسوے رسا کی — او ترا ہوا چلہ کھون ابرو کی کمان کا
تن سے بار سر آمادہ سودا او ترا — شکر ہے خنجر قاتل کا تقاضا او ترا
حال مجنون تو نہین نوع دگر دیکھا کچھہ — ساربان آج ہے کیون چہرۂ لیلی او ترا
گھڑی بھر جا کے کوچے یار مین داغ دل دہو آیا — کہ کپڑا جیسے مفلس نے کہیں گھاٹ آکے دہلیا
فریب حسن سے گبرو مسلمان کا چلن بگڑا — خدا کی یاد بھولا شیخ بت سے برہمن بگڑا
قبائے گل کو پھاڑا جب مرا گل پیرہن بگڑا — بن آئی کچھہ نہ غنچون سے جو وہ غنچہ دہن بگڑا

نہین ہو جو ہنسا اسقدر زخم شہیدان کا
تکلف کیا جو کھوئے جان شیرین چھوڑ کر گھر
کسی چشم سیہ کا جب ہوا ثابت مین دیوانہ
امانت کیطرح رکھا زمین نے روز محشر تک
اثر اکسیر کا ہمنے قدم سے تیرے پایا ہے
ارادہ میرے کھانے کا نہ اے زاغ و زغن کیجو
رگڑوائین نہ مجھسے ایڑیان غربت مین وحشت نے
وہ بدخو طفل اشک انجم ترین دیکھنا ایکدن
رہی نفرت ہمیشہ داغ عریانی کو چھاتی سے
لگے منہ بھی چڑہانے دیتے دیتے گالیان جب
آگیا مجھکو پسینہ جب کوئی ملزم ہوا
موسم گل مین بدن کو کپڑے پھاڑ کھائینگے
پیری مین بھی دل سے نہ مٹے داغ محبت
دوستی دشمن کی مژدہ ہے اجل کے خواب کا
جامۂ تن ہو گیا راہ عدم مین نذر گور
ساحل مقصود دیکھا مین نے جا کر گور مین
نو آسمان صفحۂ اول کے نو ورق +
کمر یار سے کہنچ کر ہوئی تلوار جدا
سبزہ بالاے ذقن دشمن ہے خلق اللہ کا
ہون وہ ابتر طفل جسکو جان کھونا سہل ہے
وہ دہن ہے چشمۂ شیرین تبسم موج ہے
زخم دل بھرتا ہے جلوہ چہرۂ پر نور کا
محفل عشرت مین خستہ خاطرون کو جا نہین

ترے تلوار کا منہ کچھ نکچھ اے تیغ زن بگڑا
جو غیرت تھی تو پھر خسرو سے ہوتا کوہکن بگڑا
تو مجھسے مست ہاتھی کیطرح جنگلی ہرن بگڑا
نہ اک مو کم ہوا اپنا نہ اک تار کفن بگڑا
خدا ہی خاک رہ ملکر بنانے مین بدن بگڑا
وہ کشتہ ہون جسے سونگھے سے کتنونکا بدن بگڑا
ہوا مسدود رستہ جادۂ راہ وطن بگڑا
گھروندے کیطرح جسمے گنبد چرخ کہن بگڑا
ہوا جب قطع جامہ پر ہمارے پیرہن بگڑا
زبان بگڑی تو بگڑی تھی خبر لیجے دہن بگڑا
خاک مین تن مل گیا جب سر کسیکا خم ہوا
دہجیان لینے کے قابل پیرہن ہو جائیگا
گل صبح کو بھی ہو نہ چراغ اپنے مکان کا
پہ ہمن بنا غضب ہے گاو کو قصاب کا
بوجھ اوٹھایا تھا مگر شک کے لیئے اسباب کا
ڈوبنا کشتئ تن کو مژدہ تھا پایاب کا
کونین اک دو ورقہ ہے اپنی کتاب کا
بے گناہون سے کہے ہو نوین گنہگار جدا
رہروان کی موت ہے خس پوش ہونا چاہ کا
کنج مرقد ہے گھروندا میری بازی گاہ کا
وہ ذقن ہے چاہ خال اوسمین تو اے چاہ کا
چاندنی مین یان اثر ہے مرہم کافور کا
تاک مین خوشہ نہ دیکھا زخم کے انگور کا

عالم منطق مصور سے تری تصویر کا
منہ کتاب قطبی سے ہے خط حاشیہ ہی پیر کا
چھوڑتا میرے گریبان کو نہین دست جنون
کیا یہ اسکو کسی محبوب کا دامن سمجھا
ہوگئی یار کے ہاتھون مین جو مہندی کالی
انگلیونکو مین زبان گل سوسن سمجھا
سودا ہوا ہے مرغ جنون کے شکار کا
پھندا بنا رہا ہون گریبان کے تار کا
گیسو نے قرب آئینۂ روے یار سے
ڈانڈا ملا دیا ہے حلب سے تتار کا
اوس ہماے حسن کا عنقا مقابل ہوگیا
حق جو کچھ تھا حق ہوا باطل تھا سو باطل ہوگیا
چال سے مجھ ناتوان کی مرغ بسمل کی تڑپ
ہر قدم پر ہے گمان یان رہ گیا وہان لیا
صدا جرس کی ہے غنچون کے کھلنے سے آتی
روانہ نکہت گل کا ہے کاروان ہوتا
ساحل سمجھتے ہین تہ دریاے عشق کو
طوفان ناخدا ہے ہمارے جہاز کا
اللہ رے صفائی بیان حدیث دوست
دم بند ہے فصاحت اہل حجاز کا
ساقی رہے شراب سے قصر فلک بھرا
شیشہ کیطرح مے سے میرا حلق تک بھرا
صحرا مین جاکے لائے حرارے جو آبلے
پانون نے اون مین پیس کے خار خسک بھرا
پیچھے ہٹا نہ کوچۂ قاتل سے اپنا پانون
سر سے تڑپ کے چار قدم آگے دھڑ گیا
ہر سو تکی راہ آگے عزیزان نکل گئے
افسوس کاروان سے مین اپنے بچھڑ گیا
اسیر ہونے کا اللہ رے شوق بلبل کو
جگایا نالون سے صیاد کو جو خواب آیا
شب فراق مین مجھکو سلانے آیا تھا
جگایا مین نے جو افسانہ گو کو خواب آیا
تصور ہر نفس ہے پیش چشم اوس دہی روشن کا
نگہبان برق کو ہے کیا ہی اپنے خرمن کا
چمن کا عالم آتا ہے نظر کنج شہیدان مین
قدم باد بہاری ہے مری قاتل کے توسن کا
بہار اس دل کے داغون نے دکھائی چشم قاتل کو
دہان زخم سینہ بنگیا دروازہ گلشن کا
چنی افشان جو پیشانی پہ اوسنے چاندنی چھٹکی
ملی مسی تو آئینہ مین پھولا تختہ سوسن کا
برہنہ آیا تھا یان عدم سے برہنہ یان سے گیا عدم کو
نہ بو ہے کافور مین فسونگی نہ داغ تجھکو لگا کفن کا
سمندر چشم تر باد مخالف آہ و نالہ ہے
یقین ہے کوئی دم مین کشتئ تن کی تباہی کا
لحد پہ یار آتا ہے مجھے شرمندہ کرنے کو
نہ منہ دکھلانے کی جا ہے نہ موقع عذر خواہی کا

تحفۂ نعمت فراق یار مین معراج ہے

پوچھو حال مرا چوب خشک صحرا ہون

واہ رے اندھیر بھر روشنی شہر مصر

دل وحشی کی بیتابی کہ یگی چاک سینہ کو

بہار عالم نیرنگ رکھتا ہے مزاج اپنا

صیاد نے تسلی بلبل کے واسطے

پروانون سے لڑایا ہے بلبل کو رات بھر

دریا مین غسل کے لئے اوترا جو وہ صنم

دیوانہ ہے کس چاند سے رخسار کا آتش

روز و شب ہنگامہ برپا ہے میان کوہ و دشت

وہ سیہ کار ہون ظلمت کدہ وہ سر مین ہین

کیا جوان مرد نکلا وہ جلا یہ دفن رکھو گا

چاک پیراہن ہر اک گل کا لبینہ زخم ہے

پھرتے ہین اس بہار مین مستونکے ساتھ ساتھ

کرینگے ایسی صید ایکدن جا کی تیغ قاتل کو

تنہا ہی پہ ہے لازم یا حق اہل توکل کو

طفلی مین بھی شادی سے مشوش رہے ہے

نفس شقی بھی روح کے ہمراہ تن مین ہے

منزل مقصود کو اللہ پہونچا دے ہمین

ناقوس مین ہمراہی صدا سے ہو الغفور

انکلین جو اشک بے اثر آنکھ سے کیا عجب

پیہم زاد و دن کے کوچہ مین ہوئے ہین گرد آلود

تدبیر سے تو کام نہ تقدیر کا ہوا

وحی آنا جانتا ہون موت کے پیغام کا

لگا کے آگ مجھے کاروان روانہ ہوا

دیدۂ یعقوب سے نور نظر جاتا رہا

قفس کی تیلیان ٹوٹین گی یہ طائر اگر بھڑکا

جوانون مین جوان بوڑھون مین بوڑھا لڑکون مین لڑکا

کنج قفس مین حوض بھرا ہے گلاب کا

شیشون مین عطر یار نے ملکر گلاب کا

ناقوس مچھلیون نے بجایا حباب کا

زنجیر کے غل قہقہہ ہے کبک دری کا

ہڈیون پر پیر سے لڑتے ہین سگان کوہ و دشت

چاہیے دے کفن بھی مجھے تقدیر سفید

اوڑھ لے آپ تو چادر فلک پیر سفید

کھیت ہے تلوار کا یارب کہ میدان بہار

ساقی سبو کسطرح لیے جام دوش پہ

رگونکا جال یان پھیلا ہوا ہے اپنی گردن مین

خدا پہ چھوڑتا ہے ناخدا کشتی کو طوفان مین

چھٹی نہ ملی جمعہ کو بھی ہفتہ کے غم سے

یوسف کے ساتھ گرگ بھی اس پیرہن مین ہے

ظلمت شب ہے ابر ہے صحرا ہے آفت خیز ہے

ہم بنکرے گئے جو خدا سے ڈرے ہوئے

پیدا ہوئے ہین طفل ہزارون مرے ہوئے

ہمارے پاؤن کو وہ ہونگی جو ہین آپکے ٹھوکر

تکیہ خدا پہ کیجے دروازہ بھیڑ دیے

خوش حال ہین مٹا کے مجھے ہفت آسمان   یوسف کو کھا کے ہوگئے ہین شیر بھیڑیے
مجھ ناتوان کی خاک جو اوس مین ہوئی شتر   اوٹھ اوٹھ کے بیٹھ بیٹھ گئی گرد راہ کی
بو یار کی سنگھا کے صبا نے اوڑائے ہوش   باد مراد نے مری کشتی تباہ کی

آباد تخلص لااعلم فکر ویران احقر اسکے حال سے آباد نہوئی گو کہ لکھنو ہی مین
زیادہ طبیعت شاد نہوئی

کوئی ثروت مین بھی ایذاے غربت دلسے جاتی تھی   نہ بھولا تخت پر یوسف کو صدمہ چاہ کنعان کا
کیا عجب شوق اسیری مین اگر منقار سے   بلبلین دامن پکڑلین دوڑ کر صیاد کا

اشتیاق تخلص مرزا غلام محی الدین نام صاحب عالم جنکا شاعری کا م ایسا ارشاد
کرتے ہین سامعین کی طبیعت کو اپنے سخن سے یون شاد کرتے ہین

کچھ وجد نہین نغمہ مطرب پہ ہو موقوف   کافی ہے مجھے نالہ پر ربط درا کا
آئی نہ نیند ایک گھڑی بھی تمام رات   کچھ کشمکش رہی نفس سینہ کاہ کی

اعظم تخلص منشی سید اعظم علی نام کہ سابق میر منشی مدرسہ [illegible] دہلی کے تھے وطن
شریف شہر دہلی مقام سے اکثر نظر عنایت نیاز مندو پر مبذول فرماتے ہین مورخی
و علم معما فہمی مین کمال دخل اور ایسا آپکا انداز کلام ہے

پڑھیگا کون محشر مین مرے اعمال کا نامہ   سر شک ناامیدی ہے اگر ایسا ہی تر ہوگا
عرق ویس چہرۂ رخشان پہ زلفون سے عیان انکے   شعاع برق مین جون ابر کو ہر بار ہو پیدا
شب فرقت کا ذرا حال تپش مجھسے نپوچھ   جو اوٹھا نالہ کم از شعلہ کوہ طور نتھا

اعظم تخلص محمد علی نام گو رکھپوری ایک بیت بہم پہونچی اچھی ہے نہ بری

صید اسکے شیون زنجیر سے معلوم ہوتا ہے   تڑپ کے رہ گیا شاید کوئی محبوس زندان مین

احمد تخلص سید غلام محی الدین نام حیدرآبادی زانوے ادب پیش میان
فیض راست کیا انکی تادیب نے انکی جہالت سخن کو برخاست کیا

ہے خاک سب زمین و زمان اوسکے روبرو   جس شخص کو کہ کوچہ دلبر سے ہے غرض

ادیب تخلص میان غلام محی الدین نام حیدرآبادی میان فیض صاحب

سخنگو کے فیض سے انکے سخن مین آئی بادی

جان شیرین بھی نظر آتی ہے تلخ	پیروی کرنی پڑی فرہاد کی
مجنون کو جنون دو رہو بن مین اگر آئی	وحشت ہو فزون بن سے چمن مین اگر ہوئے

حرف الباء

بخشی تخلص شیخ حسین بخش نام اگرچہ اول تخلص یہی تھا آخر مین عاصی قرار پایا چونکہ اول باآخر نسبتی دارد لہذا النظر بہ تخلص اول مطلب نکل آیا اصل انکی خاک پنجاب مولد و منشا فخر دہلی رشک آفتاب والد ماجد کے ساتھ دوستی کمال رکھتے تھے اور مشاعرے مین باہم اتفاق خیال رکھتے تھے آئینہ سخن انکا مصقلہ اصلاح حضرت ہادی شعرا مرحوم سے مصفا ہوا معلوم نہین شعرائے جدید دہلی اور خاص ہادی شعرا اور تلامذہ با عزو علی انکے سے کیا معاملہ تھا اگر آدمیون کا ذکر لکھا اور ایسا لکھا کہ اگر لکھنے سے نہ لکھتے تو خوب تھا کیا انکو اس کتاب کے لکھنے سے بھی مطلوب تھا وہ تو دنیا سے در گذرے اور صاحب کتاب کو جو کرنا تھا سو کر گذرے

چوسا پیکان کو لب زخم جگر نے ایسا	نہ رہے نام کو ظالم کی ذرا تیر مین آب
دھوئین اوس پانی نگارین کا ذرا رنگ مین ڈال	تو مصور ہے ترے چہرۂ تصویر مین آب
وان گردن سیمین ہوئی گوہر کے حوالے	یان حلق گنہگار ہے خنجر کے حوالے
کیا نذر کرون تیری مین اے کاکل شبگیر	دل تھا سو ہوا زلف معنبر کے حوالے

بیدار تخلص میر محمدی نام واقف اسرار معنوی مقبول درگاہ ایزدی اسم اللہ علماے سرہندی مسند فقر پہ متمکن سلسلۂ فخری البفن شاعری دستگاہ اعلی اصل انکی دہلی عہد شباب کو پہنچ عرب سرا کے کہ تین کروہ کا فاصلہ شاہجہان آباد سے ہے بسر کیا اور اوسی مقام مین چند نفس اپنا گذر کیا سر دست بیعت اوپر ہاتھ مولانا و مرشدنا روحی فداہ وقلبی تخت قدماہ حضرت مولوی محمد فخر الدین صاحب قدس اللہ سرہ العزیز کے جھکایا اور استفادہ ظاہری و باطنی انکے انفاس متبرکہ سے بدرجۂ احسن پایا آغاز صبح پیری مین بجد دہلی تشریف لائے

گرز و دندان فیل کو انکا فیض قدم کیون نہ سرفراز فرمائے عرصہ دراز تک فکر سنجی کی صاحب دو دیوان تھے خضر شعراء مرحوم سے فیض سخن تھا عجب انسان تھے میدان فارسی میں اشہب طبع کو تازیانہ فکر سے جولان کیا اور مضمون دلچسپ نازک خیالی سے بلبل فکر کو خوش الحان کیا چونکہ تحریر صاحب گلشن بیخار سے تفریق واضح نہین ہوتی تھی لہذا عرض کیا کہ فارسی میں مرتضی قلی بیگ فراق سے فائدہ اوٹھایا جد امجد مغفور راقم سے سلسلۂ اخوت بھی تھا کمترین کو ہنگام نظارہ گلستان دیوان رقیمہ کل جیتی تھا فضا مین خوابیدہ ٹھوکر پاے خامہ کبھی اسطرح بیدار ہو سامعین کے بخت خفتہ بستر غفلت سے ہوشیار ہوگئے

تشریف شریف صدق نے صدیق سے پایا — مشہور جہان مین جو ہوا نام کرم کا
لی ہاتھ مین شمشیر عدالت کو عمر نے — قبضے مین کیا ملک عرب اور عجم کا
عثمان کہ ثنا جنکی ہے تقریر سے بیرون — اوصاف ہے جس شخص کی ہمت کرم کا
سلطان ولایت اسد اللہ کہ جنکی — ہیبت سے جگر آب ہو شیران عجم کا
گلچین ثنائش ہوں چمن ساز جہان کا — دریا ہے گہر جوش هر اک طبع روان کا
چمن مین ایسی ہی نغمہ سرائی کی کہ بلبل کو — سرچہ آرائے گلشن نے دیا خلعت ہزار کا
شکوہ کیا مجھے اپنی غفلت کا + — نام بیدار خواب مین رہتا +
حسرت گیسو سے شکیبن مین جو ہے پیدا — استخوان اوسکے کا لازم ہے ہما مین شانہ

لقا تخلص شیخ محمد لقا نام اصل انکی مجر دہلی سن شعور لکھنو مین پایا طبیعت جودت انگیز مزاج تیز کلام چست و درست بنایا نمک چشی فارسی مین ذائقہ شور انگیز مذاق اردو مین کام و زبان حلاوت آمیز حضرت خضر شعراء سے راہ راست سخن پائی اسی رہبر نے منزل مقصود سخن دکھلائی ساقی خمخانہ سخن مرزا فاخر مکین سے کیفیت طرز شوخی اوڑائے اور مضمون رنگا رنگ سے انواع و اقسام کی کیفیت دکھلائی ہم بزم نظارہ شعراء و مشعر شاعران الفاظ سخن اس دار فنا مین لقا ہوئے کوئی دن کی زندگی مین اچھے ہوئے یا برے افسوس پہ کیا ہوئے

دیکھہ آئینہ جو کہتا ہے کہ اللہ رے مین	اوسکا مین چاہنے والا ہون بقا واہ رے مین
رخ اوسکا صفائی ترے تلوے کی نباہے	خورشید ہزار اپنے تئین چرخ چڑھاوے
آہ کی برق جو سینہ مین چمکتی دیکھے	طفل اشک آہی چھپے دامن مژگان کے تلے
کیا خط تجھے لکھے حرکت ہاتھہ سے گم ہے	خامہ بھی مرے ہاتھہ مین انگشت ششم ہے

برکت تخلص برکت اللہ خان نام فیض سخن سے سامعین کو یون برکت ہے انداز کلام چست و درست شایقین پر ایسی شفقت ہے

جلایا ان تک تپ غم سے دل غمناک سینہ مین	اگر ڈھونڈے کوئی دل کو تو پائے خاک سینہ مین

بیان تخلص خواجہ احسن اللہ نام دہلوی بیان حال فکر سخن مصلحتاً مرزا جان جانان مظہر رحمۃ اللہ علیہ سے کرتے مرید حضرت مولانا و مرشدنا محمد فخر الدین محب النبی قدس سرہ سے تھے کیونکر جہان گذران پر دل دہرتے عند التحقیق معلوم ہوا کہ حیدر اباد مین مرحلہ پیمائے اول منزل ہوئی اور اوسی سراے مین جو سرائے فانی ہے گل در گل ہوئے

ہوئیگا ذوق حسرت دیدار مین خلل	شیرین گذر نہ کیجیو فرہاد کیطرف
مدت ہوا ہے وعدہ فراموش تو اب بھی	جسطرح کٹا روز گذر جاے گی شب بھی
بیان کون ہی ابتلک پوچھتے ہو	تغافل کے قربان تجاہل کے صدقے

برشتہ تخلص بیان شرف نام آشفتہ دل سوختہ جان سینہ بریان شاگرد آشفتہ تخلص سمی بہرہ سنجان آتش عشق سخن سے درغ جان انکا برشتہ الفت برشتہ ہوا سخن سے انکی طبیعت کو اس لطف سے رشتہ ہوا

رشتہ تو ہوا برشتۂ الفت کا ہو	دیکھہ اوس نے شکستہ حال ہون

برکت تخلص برکت علی نام اور حال انکا بعد تحقیق یون معلوم ہوا کہ تخمیناً بیس یا پچیس برس سے قفس نفیس پر اس جہان سے مفقود ہوا

مدت سے گل نہ [illegible] ہای مین نہ بیان ہے	یہ نسیم سحری اوس کو فنا ریتی ہے دل
دل [illegible] کیا ہے ٹھہرائے کوئی	تجھے سمجھائے کوئی یا اوسے سمجھائے کوئی

بیخواب تخلص لالہ علم [illegible] حال انکا بدست بیخوابی مانند بخت خفتہ بے حس رہا بسکہ چشم سخن سحر کا غنچہ پہ گشتہ بیخوابی سے اونگھہ کر خواب شعر کے خیال سے چونکا

رہا تجھکو یان نہ آنا تھا + + | روٹھنے کا بھی اک بہانہ تھا +

بیخود تخلص لالہ نراین داس نام جہان آبادی آستانہ بوس خضر شعرا مزاج بیخود انکا فکر سخن پردازی مین یون ہوشیار ہوا

تری گلگون کو چشم کیسے تیرت دیکھا ساقی | بنایا ہے یہ اعجاز بیان سے آب آتش کا

بیجان تخلص شیخ [illegible] نام دہلوی مرد رند مزاج انکا ہنگام فکر سخن سنجی کا [illegible] پہ یون [illegible] نال

آسمان کو پٹکے ٹوٹ کے ٹکڑے ہوگا | جب کہین آہ ہماری مین اثر ہوئیگا

بیزار تخلص شیخ حسین بخش نام کارگاہ جہان آباد دہلی مین لباس سخن اسکے قامت پہ آراستہ گویا کہ جامہ زیب بخشی اسکے تن پہ پیراستہ گیا شعر انکی طبیعت کا بازار کاغذ مین دوکان سخن یون درست کرتا ہے جامہ مضمون قامت نظم پہ اس درستی سے چست کرتا ہے

کہون کیون جب سے ہین سب پیالا وہ یہ کہتا | مجھے ناحق ہین وہ ڈراتے نہ آنکھے بہکے

بیباک تخلص میر نجف علی نام اصل اونکی عرب مولد بلگرام حضرت امام موسی رضا رضی اللہ عنہ سے اسکے سلسلہ کی اطاعت بعلم حکمت جالینوس اسکے مزاج کا نام سلیمان لاعلاج کو شفا دینا انکا کام مرض نظم مین غلام [illegible] سخنی انکے حکیم اونکی دست شفقت سے انکو تعلیم طبیعت کے چالاک سخن مین بیباک

مجلس مین اونکے ہمنے تہمت کی ڈر کے مارے | سو سو جگہہ سے اونٹھہ کر اپنا مکان بدلا
صیاد دیکھہ ہوس ہے دل داغدار مین | گلپوش کر قفس کو ہے تو بہار مین

بسمل تخلص سید جبار علی نام از مردمان چنارگڈہ اسکے نسبت یہی عبارت خواہ نخواہ پڑہو اسکے خنجر مصرعہ سے گلوے عدو بسمل تیغ مضمون طایر روح آہوے گردون کی قاتل

ہر دم مجھے نیاز اوسے ناز ہی رہا + انجام کار عشق کا آغاز ہی رہا +

یاد آگئی سرشت خاک اپنی + اڑتے جو کہیں غبار دیکھا ++

تیرے ہی یاد ذکر ترا ہی ہر آن ہے + گویا کہ اسلیے مرے منہ میں زبان ہے

بیتاب تخلص عباس علیخان نام بن نواب عبد العلیخان ذی احترام نواز فرمایان بے ریا کی تقریر غالب باطن عاصی ان منصفون سے انصاف کا طالب کہ صاحب گلشن بیخار جو صاحب انکے تخلص یا ہموطن یا ہمتاش ہین اونکو نہایت توقیر اور حرمت سے یاد کرتے ہین علاوہ اونکے اور وسکے نہ دوست نہ کچھ علاقہ تو یہ حضرت پھر از دست داد و راست وغیرہ پر عمل کرکے دلکو شاد کرتے ہین چنانچہ ہمین اس قول کا یہ کہ میان بیتاب صاحب جو شاگرد مومن ہین تو کسطرح کی صفت انکی بیان کرتے ہین خدا جانے وہ اس تعریف کے لائق تھے یا نہین اس عبارت سے انکے نسبت نشان کرتے ہین بیتاب تخلص عباس علیخان صاحب بن نواب عبد العلیخان غلام محمد خان بن نواب فیض اللہ خان مرحوم والی رامپور جوانیست نیکو منظر زیبا شمایل مہذب الاخلاق پاکیزہ سرشت ظاہرش چون باطن و باطنش چون ظاہر آراست مدتے در لکھنؤ گذرانیدہ اکنون چند سال ہست کہ پایہ نازش جہان آباد ارم تزئین ہست و باعث زینت این فرخندہ زمین از تلامذہ خان والا شان مومن خان ہست این ابیات از وہ البیان شد لکھا ہے اور اونکے نسبت لکھتے ہین کہ بناچاری نوشتہ شد باطن این مضمون ہم شیا ہے نوشتہ شد خیر بہر حال انکے کلام سے اضطرابی دل بیتاب منکشف شاہد ان مضمون کی بیتابی یہان سے معلوم ہوتی

آخر فریب کھا گئے کیا اوسنے مجھکو قتل + مین نے کہا تھا تم سے اوٹھا تیغ مر گیا

پیدا ہوا رقیب کا غم دل مین اندنون + بیتاب غم بھی کھائیے اب کچھ سوا اسکے

سمجھے نہ کیسے ہم کہ نصیب ہو یارب + شب وصال بھی اپنی یہی دعا ہو گی

بیتمیز تخلص میرزا رستم علی نام ساکن جہان آباد یہ بھی شاگرد ہے اور وہ بھی ہو

عرصہ منزل مین سیاح روح نے لبت بمقام منزل اول جایا بشارت سخن میر نظام الدین ممنون سے لیکر شاہد سخن شایقان و فا فہم سے یون ہم آغوش ہوکر اشارت کرنے کو آیا

دل بیتاب پہ ہم ہاتھ دہرے بیٹھے ہین | دیکھتے ہین تجھے حسرت سے بھرے بیٹھے ہین

بیتاب تخلص لا اعلم ایک مرد گروہ تلامذہ شاہ حاتم طبع بیتاب تسکین وہ لعبتان مضمون ہر دم

بیتاب بھی کیا جوان تھا لیو اسے | ہو خانہ خراب اس اجل کا +

بیتاب تخلص لالہ سیوک رام نام گلشن بہار سے معلوم ہوا سر طبع الکار ہو کر صنم سخن اسطرح جھکا

محبت کی بھی کیا ہوتی ہین کچھ اے ہمنشین رسمین | کہ خوبان ہمکو یون کہہ دین ہم ونکو اسطرح چاہین

بیتاب تخلص خدا وردیخان نام برادر عزیز سعادت یار خان رنگین شاخ سخن بہرحال میر نظام الدین ممنون سے چمن کاغذ پہ تضمین

مجھسے وہ ہر دم کہے ہے اپنا خنجر دیکھکر | قتل کیجے تجھکو جی چاہے ہے اکثر دیکھکر

بہادر تخلص راجہ بینی بہادر رسا رہی والد جسونت سنگہ ساکن سوبہ بہار ۱۲ پروانہ ہل مزاج بزم کاغذ مین شمع سخن کا پروانہ

سیاہی سے دنیا کی گئی دل کی آرزو نہ گئی | ہمارے جامۂ کہنہ سے مے کی بو نہ گئی

بیتاب تخلص لا اعلم از متاخرین سخن مین نہایت متین

نگہ خون کی گلی مین اے بیتاب + | خاک پاے گلال کے مانند +

بشیر تخلص سید محمد علی نام خلف حافظ قادر بخش صاحب مغفور ہو بگیہ وہ صوفیہ چار دانگ عالم مین مشہور شاہجہان آباد مین صدہا شریف و نجیب نے حافظ صاحب کے پاے مبارک کو دست ادب سے مس کیا ہزارون نے انکا متبرکہ اونکے سے شرف حفظ قرآن مجید بیک نفس کیا ہر چند کہ بزرگی اور اوصاف حمیدہ ذات ستودہ صفات اونکے اس قدر ہین کہ اگر حوالہ قلم کیجیے تو طول ایک نسخہ

مطول تیار کیا اور یہہ بھی سبب مختصر لکھا ہوا کہ ملاحظہ فرمانے والے صاحب ایسا نفرمائین کہ اپنے بزرگ کی کتنی تعریف اور مطول کرتے مین جبر اختیار کیا اصل رئیس شاہجہان آباد انقلاب زمانہ سے بادیہ گرد ہوکر انکے بزرگون نے سلون کو اپنے قدم کی برکت سے سرافراز کیا وہ مکان لکھنؤ سے قریب ۲۰ کروہ دور رہے اپنی ریاست کا پا انداز کیا بہرحال حافظ صاحب نے نور جی دروازہ مین جو محلہ دہلی کا ایک محلہ ہے ریاست قبول کی اور بہت اہل اعتقاد نے اون سے بیعت حصول کی میر محمد علی بشیر نے جو عاصی سے قرابت قریبہ رکھتے تھے سن صغیر روزگار عالی وقار بزمرۂ متوسلان میان منو صاحب جو کہ خسر پورہ نواب محمد میر خان صاحب بہادر تھے گئے بعدہ سلسلہ روزگار انگریزی مین بداروغگی ہاے اضلاع جدید دہلی مختار رہکر پھر بعہدہ داروغگی ضلع علیگڈہ مین حکام سے نکلے محکوم ہوکر جیتے بعمر سنی و ستہ سال تھانہ چھپر ضلع کول مین بعارضہ ہیضہ سن بارہ سو تریسٹھ ہجری مین انتقال پایا اور اونکے قبر کا نشان اوسی قصبہ کے تکیہ مین اونکے ورثا نے بنایا جو ان جیسے گوشہ سیہ فام فکر خوش کلام اور یہ حضرت بشیر شاگرد میر گلزار علی اسیر ایسا فرمایا جو زبان قلم پہ آیا

دام الفت مین پھنسانے کا قصور اچھا رکا	آنکھ کا دل کا ہنسی کا اور تیزی رفتار کا
برق ہے شعلہ ہے انگارا ہے اخگر ہے کہ کیا	حال کچھ کھلتا نہین میرے دل افگار کا
ورد اسم ماہ تھا یان تک کہ از بہر شمار	آفتاب چرخ سمرن کا مرے دانا ہوا
یقین جان دل اسکو کہ بحر ہستی مین	ہے زیست اپنی برنگ حباب ایک قلم
نگہ تجھ بشیر اب شفاعت پہ تیرے +	کہ حضرت مصطفی باندھتے ہین +
قید اس بہار مین اگر ایکی برس رہے	صیاد دیا تو ہم ہی رہین یا قفس رہے

باطن تخلص حکیم میر قطب الدین نام راقم آثم مولف گلستان بیخزان پابند سلسلہ شاگردی میان نظیر صاحب اور خواہان فیض صحبت بدل و جان انکی تعلیم کے استفادے سے حرف شناس سخن ہو جائیگا گل سخن اسکا رنگین تر از چمن ہو جائیگا

اگرچہ کلام قابل گذارش نہیں تو کیا بزرگون کی اس حقیر پہ نوازش نہیں امید کہ سب ناظرین نقص پر نظر نفرما کر بچشم اصلاح ملاحظہ کامل فرمائین بلکہ اس کمترین خلایق کے انکسار پر رحم کرتے آئین کیونکہ مانند صاحب گلشن بیخار اس پست ہمت نے سر غرور بلند نہین کیا کیا اونھون نے اپنے نسبت از راہ تبختر فخر چند در چند نہین کیا یہ نالایق تو امیدوار عفو کریمانہ ہے اور مستدعی عنایات بزرگانہ ہے سب سامعین و ناظرین قول شیخ سعدی علیہ الرحمۃ پہ عمل فرمائین اور اس ناچیز کی گذارش کو

از راہ کرم خاطرین لائین

مرا پیر دانائی مرشد شہاب	دو اندرز فرمود بر روی آب
یکے آنکہ بر خویش خود بین مباش	دوم آنکہ بر غیر بد بین مباش

بالجملہ چند اشعار سے سمع خراش ہوتا ہے امید ہے کہ بچشم اصلاح ملاحظہ فرمائین حضرات ناظرین بگوش توجہ سن لین سامعین سے التماس ہے اگر خاطر عاطر مین لائین جناب باریک بین اور عاصی تو سراپا عیب ہے اسمین کیا شک و ریب ہے پدر بزرگوار سید محمدی متخلص بظاہر تو مفصل حال عاجز کا

حرف ظا مین بنام ظاہر ظاہر ہے

یہ کثرت ہے ہزارون رنگ مین ہی جلوہ گر اک نور	یہ وحدت ہی کہ جو انکار ہی وہ اک منقل کا
ترے صحرائے الفت خیز مین ہے بعد کیا کیجے	مقام بے نیازی ہے پہونچنا تیری منزل کا
یہ چارون یار حضرت کے ہین رکن اک چار اسلامی	وجود انکا نگہ بہر شریعت کے سنجل کا
روندا قدم سے خاک مین یکسر ملا دیا	پائی صبا نے کون سے تقصیر نقش پا
جو کچھ دیکھا سو دیکھا کیا بیان معراج کی شب کا	تقرب عرش اعظم پہ محمد کو ملا رب کا
حقیقت کھل گئی ذرہ سے خورشید درخشان کی	پتنگے سے مجھے یاد آگیا شعلہ جہنم کا +
کھنچ بالا منزل مقصود کا +	خضر مجھے نقش قدم ہو گیا +
جس جا ترا قدم ہے مدینہ کی راہ مین	خط جبین ماست ہم آغوش نقش پا
واسطے سر کے مرے پتھر بنا + +	واسطے پتھر کے میرا سر بنا +

کس باہر و نے وھویا ہے دریا پہ آج منہ
ہوش مین آگیا خیال خام ہر اک پختہ مغز
سبکو ہو نکو مضرت نہین ہے طوفان سے
ترے در سے خالق انس و جان جو ملا تو لو نہین بقا طلب
زندہ جاوید ہین تیرے شہیدان سب کے سب
طرح طرح کے دکھاتا ہے اب زمانہ روپ
تو نہ بد وضع ہے ایجان نہ بد فعل ہون مین
حضرت یعقوب کی خدمت مین یوسف کو لگا
بعد مردن بھی رہین گے مرے آنسو جاری
جب دو حورین ہون ولیکن ڈٹون مین پیدا ہے بستر
مثال زخم تو چرخ کہن اس دور مین تو نے
عشق لو ہے کے چنے ہین خلق دندان کند ہے
بس ہٹایا غفلت دنیا نے باطن آخرش
یہ دیدہ کے رستہ سے وکعبہ کی گیا راہ
قفس مین دام مین پھندے مین تیرے چھوٹی مین
پھنسا یا گر کے قسمت نے دام مین ورنہ
روش پہ قمری و بلبل مین بحث ڈیہا اکر
پھنسا یا دام مین دانا نے حل کے رغن قاف
وہم نہین سمجھ مین ہوا رنگ رخ فساد زردہ
ڈھونڈ کو دل گیا ہر گز نہ رکھا کان پیچ پیچ پر
تمہارا حسن ہر عالم مین اک دور قیامت ہے
انکھین روتا چلنا بس علیہ قفل مطلب ہے
وہ گریان ہون کہ برسون مین خیال خندہ گر آئے

سے ہے رشک برق طور بتا شیر سیج آب
غفلت ہستی سے ہے ظاہر دیدۂ بیدار خواب
کروٹ ہون جون کشتۂ دریا مین حباب ابر بستر
نہ چلی یہ پائے ہوس طلب نہ بڑھی یہ دست دعا طلب
پی گئے شمشیر سے یہ آب حیوان سب کی سب
بدل رہا ہے یہ بہروپیا بھی کیا کیا روپ
ایکدن آنکے رہیجا مرے گھر رات کی رات
ساتارو ہین بن گئے ہین گرگ پیراہن سپیت
گھر کو ڈھا کر بھی نہین جائیگی گھر سے برسات
تو دنیا مین سدا ایدل ہے جنت ہی کہ مرکر بھی
ہنسایا اسکا کیا باعث رولایا اسکا کیا باعث
سیری کب بھوکھے کی ہو زنجیر کے دانت سے آج
دشمن تعبیر ہستی سے اجل کا خواب آج
ان برہمن و شیخ مین اک راہ کا تھا پیچ
لیئے پھری مری قسمت کہان کہان صیاد
کہان تھا کنج قفس مین کہان کہان صیاد
یہ لال بنکے لڑاتا ہے چڑیان صیاد
بتا رہا ہے ہمین اب دکھانیان صیاد
ڈوب کر نکلا رگ شریان سے جب نشتر سپید
گما اندھے کنو مین خضر اک بوسہ کے لالچ پر
جو اٹھنے تھے تو فتنے تھے ہوئی آفت جوان ہوکر
زبان بوڑھون کی کھلواتے ہین بچے بے زبان ہوکر
اٹک جائے گلی مین قہقہا بھی ہچکیان ہوکر

اسنے مٹا دیا مجھے اک دم مین جون حباب
پانیون سے بھی چلے چپکے سرہانے والے
دیکھہ باطن کہ چھری شہد کا ہین بیچ شوق
رکھا فرعون نے موسی کو بصد ناز و نعم
نگلی بہشت جو اوس رشک ماہ کی ہوگی
خیال کاکل پیچان مین چرخ کجرو کے
جلوۂ نور الہی رنگ آب و گل مین ہے
ضبط کے معنی ہین یہ کر تو نہین ہم منہ سے اف
عصمت لیلی کی کس صورت نگہبانی نہو
سطر خط کی نقشۂ آئینہ رحمت ہوتی
عقل کل طفل دبستان ہے وہ کیا سمجھے گا
خوف گلچین تھا سے دل صیاد سے خون
بزم ہے خاموش روشن کسکی شمع نور ہے
نہ پوچھ کچھ ہماری کسطرح اوقات کٹتی ہے
خدا کی حمد ہے وصف بیان سے
فسردہ دل ہے زلف آشوب جان سے
ہزارون رنگ سے کہتے ہین نغمہ +
بڑی دقت سے گذرا رستم دل +
ہے باطن آج خورشید سر کوہ +
وہان نکلا جو یان شوق دیدار جانی سے
ہر اک جانب ظہور نور روئے یار جانی ہے
ہوا سے بھی ہے ہلکا جسم ایسی ناتوانی ہے
زلیخا خواب دیکھہ بیدار بختی کی نشانی ہے

خنجر کی دھار موجۂ سلسبیل تھا ہوئی
کاندھے دیجاتے ہین لاش کے اوٹھانے والے
صورت زخم مین ہنس ہنس کے رولانے والے
دست دشمن سے خدا دوست مین پالی جانے
تو نور صبح جبان گرد راہ کی ہوگی
دھوئین اوڑا دیئے ہونگے جو آہ کی ہوگی
جو رگ گردن سے بھی نزدیک تر وہ ہین لیے
شورش ہنگامۂ محشر ہمارے دل مین ہے
قیس کی آنکھونکی پتلی پردۂ محمل مین ہے
تھرما تم بھی نہین مہر نبوت ہوتی
جو کچھ اس خاک کے پتلے مین بھی حاجت ہوگی
نہ سنا نالۂ مرغان سحر اسیر بھی +
جنبش بال پر پروانہ برق طور ہے
غضب مین دن گذرتا ہے قیامت رات کٹتی ہے
بس اک دو کام کو منہ مین زبان ہے
عجب ہے کہ ہے آتش دھوان سے
ہمارے منہ مین بلبل کی زبان ہے
ترا کوچہ بھی راہ ہفتخوان ہے +
چراغ صبح دم کا میہمان ہے +
ایدھر سے رب ارنی ہے اودھر سے لن ترانی ہے
کہان ارنی کہان موسی کہان کی لن ترانی ہے
اوڑ ہے کیا رنگ کیا آواز ہو سب لن ترانی ہے
تجھے زانوئے یوسف پر کسی رات نیند آنی ہے

کریں ہیں قطع منزل گرم اشکونکی روانی ہے | بہ رنگ شمع آتش سے ہماری زندگانی ہے
ادہر دیکھا تو باقی ہے ادہر دیکھا تو فانی ہے | حباب آسا کوئی ایک آدہ دم کی زندگانی ہے
غضب ہے گورا گورا چہرا اور اوٹھتی جوانی ہے | گریگی کس پہ یہ بجلی بلا یہ کس پہ آنی ہے
جدہر دیکھو ادہر کو سوں تلک پانی ہی پانی ہے | زمین کوچۂ قاتل کی اتنی خاک چھانی ہے
بنایا تو نے حکمت سے اسے موتی اسے انسان | گہر اور آدمی دونو کی اصل اک بوند پانی ہے
ہیں آتش سے مقابل ہو کر تا گنج تو یہ | مجھے اے باطن ہماجز طبیعت آزمانی ہے

بہار تخلص لالا علم نسیم تلاش و صبا تجسس اونکی گلشن سے خوشبو نہ الائی لیکن شمیم بہار سخن سے مشکبو نہ اوس نے تلاش کرکے کلام کی گلی تختہ کاغذ میں شاخ قلم سے اس آب و رنگ پہ کھلائی

بہار اب تو قسم کھائی ہے ہمنے زندگی بھر کی | اوٹھاوینگے نہ ہرگز سر صنم کے آستانے سے

بہجت تخلص لالا علم شاعر باوقار و ذی کرم قدیم سے ہیں انکا یہ شعر سنا ہیں

جنبش اوس کاکل کی جب یاد آتی ہے | سانپ سا چھاتی پہ پھر جاتے ہے

پیام تخلص شرف الدین علیخان نام مرد شریف و نجیب جد دہلی سے تھے شاگرد شیخ شکر فارسی بجلاوت قریب اتفاقاً تمک کلام ہندی سے بھی ذائقہ کام سخن کا درست کیا لباس بندش کو قامت معشوق مضمون پہ موزون قلم شکستہ سے چست کیا راست غلطی صاحب گلشن بیخار کی کج روی اونکی طبع کج رفتار کی کہ ہنگام تلاش دیوان مرشد شعرا میں یہ شعر دیکھا اور بھی مولف گذشتہ تذکرہ نے اس شعر کو بنام مرشد شعر الکھا

ایک عاشق نظر نہیں آتا + + | ٹوپی والون نے قتل عام کیا + +

پروانہ تخلص لالہ جسونت سنگہ نام معزز امراے وزیر الممالک شجاع الدولہ بہادر مرد جوان وجیہ مظہر لقا خورشید ضیا مشتری چہرہ سہیل پیشانی ہزاروں خوبرو اونکے شمع رخ پہ پروانہ وار قربان انکی صفت میں مرغ فکر کی پرواز طائر خیال نازک مشتعل نازک خیالی پہ پروانہ

نسیم آہ نے شاید کسیکے کی تاثیر ++ | شگفتگی سی ترے غنچۂ دہان میں ہے

بیپروانہ تخلص محمد بیگ نام شاعر خیرآباد جوار صوبۂ اودہ کے تھے واقف ہر نیک و بد بلا جبہ و کد شعلہ اونکی شمع فکر کا زبانہ فروغ سوز کلام پر اسنظم میں ایک پروانہ

قتل کر ہاں مت کسو کی قسم + | تجھے قاتل مرے لہو کی قسم +

بسیط تخلص لالہ اننت سروپ نام ساکن شہر بنارس از خاندان فہیم بعہدہ تحصیلداری سرکار انگریزی ممتاز تھے بس

چھپکتے ہیں جو گل شمع کو گلشن میں بسیط | ہم لڑایا کیے ہیں بلبل و پروانے کو

بیدل تخلص خواجہ غلام حسین نام شاگرد حافظ عبد الرحمن خان احسان بیدل انکے کلام کی بدل خواہان اگر از راہ الطاف مستفید کریں تو کمال احسان

بے جگر تو ہیں بہت کون مگر اپنا سا | خشک لب سوختہ دل خستہ جگر اپنا سا
تو بھی تو اسے کشش نالہ تماشا دکھلا | کر چکی آہ جو کرتا تھا اثر اپنا سا
راہ عدم کو توشۂ اعمال چاہیے + | مہلت دے ہمکو مرگ کہ زاد سفر نہیں
قسمت کہ مجھ تلک نہ وہ قاتل پہنچ سکا | مسدود کشتگان سے رہ قتل گاہ ہے

بحر تخلص لا اعلم نام انکا مانند غریق دریاے عمیق ناآشناے گرداب تحقیق رہا ہر چند غواص دریاے عمان فکر میں جستجو کرتا تھا لیکن متلاطم آب غریق ہائی تجسس نے ساحل مراد پر لنگر نکیا فکر شوق طبع روان انکے قلزم سخن میں پیرا

اوس گل کی آرزو نکلی سے ہے سجائیگی | داغ خون سے دلکو باغ بنایا تو کیا ہوا

برق تخلص قاضی محمد نجم الدین نام برق کلام برق نظام مصرعہ ہے کہ شمشیر برق برق کیا برق ہیں اور راوسی میں سراسر فرق شعر پڑھا کہ بجلی چمک گئی رعد کے دل میں جسکی دھڑک گئی صفت ابرو میں جو مصرعہ ہوا انکو ہے عشاق کو تیغ قضا ہوا بزم مشاعرہ دار القضا عاشق کیلیے صفت ہی قتل کا فتوی ملا

وہ اشک کیا ہے جسمیں کہ لخت جگر نہیں | کیا ہے وہ آستین جو لہو میں تر نہیں
رشک عدو و حسرت وصل آرزوے مرگ | صدمہ ہے کون سا جو مرے جان پر نہیں

پذیر تخلص میر نثار علی نام خلف جناب سید نثار علی صاحب اسیر کہ ہنوز عمر انکی سیزدہ سالہ ہے مگر ذہانت و جودت طبع و ظرافت انکے فکر رسا کی مشیر چونکہ سن صغیر مین کبیر و بے نظیر روزگار ہین تو اسیر طرۂ معشوقہ متمنی ہو کہ پذیرائے روزگار ہین کلام دلپذیر ہے شائقین اسیر کو نظیر ہے

مضمون کمر کا اونکے کہان سے نکالیے — دل چیریے مگر رگ جان سے نکالیے
صورت سے بت کے اور معنی کو ڈھونڈھیے — رستہ حرم کا کوئی یہان سے نکالیے
بازار عشق مین ہے مزا صم و بکم کا — سنیے نہ کان سے نہ زبان سے نکالیے
جھگڑے مین مذہبونکے پڑے کون اے پذیر — اپنے کو آپ دونو جہان سے نکالیے

حرف التاء

تصویر تخلص لا اعلم ایک عورت کہ شکل جمال انکی ہنگام نظارہ پردہ پوش مصور طبع صفحۂ خیال پر حیرت سے ہمدوش تفتیش حال مین جو باصورت آئینہ تصویر حیران ادراک خیال مین متفحص مثال زلف پریشان شعر کے مضمون پر دل کھنچا جاتا ہے غور کیجیے تو چہرہ کا رنگ اڑا جاتا ہے

چل ہوا کھا نہ صبا اس دل دلگیر کو چھیڑ — کیا مزا پائے گی تو غنچۂ تصویر کو چھیڑ
محبت اب تلک رکھتی ہے یہ تاثیر مجنون کی — کہ بن لیلی نہین کھنچتی کہین تصویر مجنون کی

تراب تخلص مولوی تراب علی نام ایک صاحب دیکھنے مین آئے سید قوم انکی بہت توصیف نہایت خدا پرست بت شکن ذوق استماع سماع مین گوش ہمہ تن کبھی فکر شغل و اشغال کا ہے شعر و شاعری کی قیل و قال ذکر خدا مین ہمہ شب حال ماضی و واسطے استقبال فرض خدا اسکے راضی عمر عزیز قریب پنجاہ سال ہر فن مین صاحب کمال رونق افزاے جید دہلی ہوئے اب حال معلوم نہین کہ کہان تشریف لیگئے طرز سخن خاص تھا وضع فکر اچھی مضامین ازبس مرغوب ترکیب بندش نہایت خوب

ڈوب کر دل مین مرے تیر کا پیکان رہا — او کماندار ترا مجھ پہ یہ احسان رہا

آفرین ہے تیری ہمت کو ترا ب شیدا | عشق کا فر کا کیا آپ مسلمان رہا

تمکین تخلص میر شاہ علی نام عرصہ انتقال کو شمار بروج سے حساب کر لیجیے دستگاہ قریعہ نرقی اور شمار نجوم مین اونکو اوستادیکا خطاب دیجیے بارہا محفل مشاعرہ مہاراجہ صاحب بہادر شریک ہوئے اور اشعار طرح و غیر طرح مین بہت ٹھیک ہوئے عمر قریب شصت سال کا نذر کے چوتھے گھر مین ہجوم جماعت سخن کا یہ حال

ساقی لو نہین رکھے سینہ سے تو پشت برابر | رہ ہوشی مین سمجھا ہون نہین رو پشت برابر

تسلی تخلص لالہ ٹیکا رام نام آشناے بحر فارسی جاہ طرف آبحیات ہندی فارسی مین اوستاد اسکے فاخر یکین ہندی مین میان مصحفی جیسے ذہین مولد لکھنؤ اٹاوہ مسکن قدیم کلام انکا تسلی بخش مضطر و سقیم

اسے بھی اس نیم جان مین کچھ ہے | فائدہ امتحان مین کچھ ہے

تمنا تخلص محمد عیسی نام مولد شاہجہان آباد امتیاز لکھنؤ مین پایا تلمذ و لسق سخن میان مصحفی مرحوم سے ہاتھ آیا سخن عیسی نفس مردگان مضمونکو زندگی کی ہوس

غیر سے شکوہ مرا ایس دیکھی دانائی تری | مین ہوا رسوا تو کیا ہوگی نہ رسوائی تری

تابان تخلص میر عبد الحی نام گل ولاسے جسم اسکے سے ہیچ خاکدان دہلی کے صورت آب و رنگ پائی انھون نے قرابت اپنی تا بحضرت علی موسی رضا رضی اللہ عنہ پہونچائی با وصف خوبرو ئی شیرین عشق فرہادی دکھاتے اور باوجود وجاہت لیلی محبت مجنونی جتاتے غلطی حساب سخن کی خامہ تجدہ گاہ شعرا سے درست ہوتی فرد ابیع متناسبہ شکستہ رقم مضمون کی چست ہوتی مرزا جان جانان مظہر علیہ الرحمۃ مجروح خنجر نازاسی محبوب رشک غلمان کے مانند عندلیب دور افتادہ گلشن ہزار جان سے تابع فرمان کے عہد شباب مین اختر تابان عمر انکا آسمان زندگی سے برج خفا پنہان ہوا ستارہ مضمون

بالاے چرخ کاغذ اسطرح درخشان ہوا

ہی سوز عشق مجھہ مین یہان تک کہ بعد مرگ
پروانہ مرغ روح ہو شمع مزار کا +

کس کسطرحکی دلمین گذرتی ہین حسرتین
ہے وصل سے زیادہ مزا انتظار کا +

حرم کو چھوڑ رہون کیون نہ بتکدہ مین شیخ
کہ یان ہر ایک کو ہے مرتبہ خدائی کا

صاحبو عجیب تماشے کی بات ہے صاحب گلشن بیخار کی نہ تحقیقات صحیح نہ تلاش مین راستی اختیار کی ہوشیار ہوکے ایسی غفلت کی صحت سے بالکل نفرت کی چنانچہ اس جگھہ ایسا سہو فاش سرزد ہوا کہ جسکا بیان بیرون از حد ہوا یہہ شعر جو بنام تابان چمکا یا وہ کلیات سنجو و شعرا مین نظر آیا راقم نے دیکھا معتبرون سے سنا وہ شعر ایک یہ ہے فقط جیسا اونکا گمان ہے غلط

گل نکلتا ہے زمین سے جو برنگ شعلہ
کون جا سوختہ جلتا ہے تہ خاک ہنوز

آتا ہی فاتحہ کو بھی گلرو رقیب ساتھہ
لاتا ہے خار قبر پہ میرے بجاے گل

بیان کیا کرون ناتوانی مین اپنی
مجھے بات کہنی کی طاقت کہان ہے

کرون دعوی خون مین قاتل سے اپنے
کب آئے گی یارب قیامت کہان ہے

تمنا تخلص محمد اسحاق خان نام ایک فصل مین جو ہر وہ باغ سودا پذیر ہوا اور ہر خلط معتدلہ اپنے قوام سے متغیر ہوا مرد عشق اندیشہ زخمی تیغ معشوقان نازپیشہ جو پاے مرہم وصل خواہان اندمال جراحت اصل باوصف اسکے پھر سپر سینہ روبروے خدنگ ناز مژگان جگر خراش ناوک غمزۂ لعبتان سحر طراز کی تلاش الحق حکماے عشق کو قسم مالیخولیا سے لکھا ہے اور جو نسخہ مجرب تجویز کیا درست نہ بچا سکے باوصف اس شوریدہ سری کے مزاج وحشت انگیز طرف صحراے شعر آیا ہر چند اطبا مانع آئے الا دیوانہ بکار خود ہوشیار پایا یہہ شعر انکا کسی زمانے مین کمال مطبوع طبیعت اس کشتہ انداز محبت رشک ماہ تھا اور لب بعد شوق ہر دم ورد زبان اندوہ گزین وجان کاہ تھا

اپنی تو یہ صورت ہے کہ جون بلبل تصویر
پرواز کی طاقت نہین اور پاس چمن ہے

ترقی تخلص مرزا تقی خان نام امیر بلند خاندان از نام آوران فیض آباد والا دودمان سخن کو فیض تغزل سے اس طرح ترقی بخشی انکے خیال نے مضمون کے ستارے کو آسمان فکر پہ ایسی بلندی عنایت کی

پیچھے ترقی دیکھیے کتنی ہو مجھکو اب	پہلی غزل مین میر سے تو ہم سبق ہوا
ساکنان کعبہ نے کی بت پرستی اختیار	وہ صنم نام خدا کیا ان دنون جوبن پہ ہے

تاب تخلص لالہ مہتاب رائے نام جاے تولد دہلی بنیاد کشمیر مہتاب سخن جانکی خامہ جادو طراز سے صحن کاغذ مین روشن ضمیر

الفت مین نکونا کبھی اسے فتنہ گر ایسی	خو ہوتی ہمیشہ سے تمہاری اگر ایسی
یا تنگ نکو ناصح نادان مجھے اتنا +	یا چل کے دکھا دے دہن ایسا کمر ایسی

تحیر تخلص غلام مصطفیٰ نام برادر زادہ مولانا شاہ عبد العزیز صاحب گلشن بہار کی کیا کیا شوخیان گزارش ہوتی جنکو نہ بھلے کی سمجھ نہ برے کی تمیز انکی نسبت کیا عبارت تحریر کی جسکی تردید کو بندے نے یون تقریر کی اگرچہ از علم بہرہ ندارد اما بفحوائے الولد سر لابیہ الخ گوکہ یہ بقول راوی اول شاید ایسے تھے نے نے غلط محض انھون نے سچ جھوٹ اونکو عیب لگایا یہ کیسے تھے فیضان صحبت صرافان سخن سے انکے نقد فکر کو رواج حاصل بلکہ کمترین کی فہم ناقص کے نزدیک عیار کامل گوکہ حسب ایمائے مدعی ایسے بے علم ہے مگر کمال ذہانت حاصل باوجود بے علمی صاحب علم کہنے کے قابل حقیقت یہ ہے کہ کوئی کیسا ہی برا ہو مگر بھلائی اسمین ہے کہ اپنی تحریر و تقریر سے برا نکہے عیب گوئی و غیبت جو بڑا عیب ہے جو کوئی اس لکھنے والے کی عبارت دیکھے اچھا نکہے مشورہ سخن کا بہ شاہ احمد خان فراق شعر گوئی کے عوائق مین مشہور آفاق

فکر اطفال کو ہے سنگ اوٹھا لانے کی	آمد آمد ہوئی شاید تری دیوانے کی

تمکین تخلص صلاح الدین نام مجنون صفت شہریون کی صحبت سے کنارہ مانند سرو آزادہ تجرد کو بہتر سمجھکر اوس مین گزارہ و عالم سخن انکا مسند کا غنچہ

کس تمکنت سے متمکن ہوا جسکا مداح آج روبرو سامعین کی باطن ہوا

عشق اور حسن کو جس روز کہ ایجاد کیا | مجھکو دیوانہ کیا تجھکو پریزاد کیا

تجمل تخلص لا اعلم لکھنوی صاحب گلشن بیخار انکے نسبت کیا فقرہ بٹھاتے ہین اور کس کس طرحکے اعتراض اوٹھاتے ہین کہ لکھتے از علم بہرہ ندا شت الخ استغنے فقیری کو فقیری ویسے ہین او چنانچہ علمی مشہور کردی خدا جانے یہ کیا عادت انکی ہے کہ ساری خوبی دور کردی کسی کے برا کہنے سے کوئی برا نہین ہوتا الا ناواقف کے نزدیک اچھا نہین ہوتا بلکہ دلیل کرتے ہین کہ فلان شخص نے فلان کس کو ایسا لکھا تو وہ ایسا نہوگا نہین تو ویسا تھا اور ایسا لکھا

گھر لیکے ہین پیچھے وپا پر تیرے بیٹھ گیا | اوٹھتے اوٹھتے ترے آخر کو وہ گھر بیٹھ گیا

تپش تخلص لا اعلم انکے حال سے بندہ نامحرم سوز دل نے تپش کی تلاش مین ہر زش کی سراغ نیا یا پتنا ہاتھ نہ آیا

کہا مین دل سے چل تجکو تماشا ایک دکھلاؤن | تہ کاکل عرق آلودہ وہ گردن جھلکتی ہے
لگا کہنے تپش کیونکر بھلا اب گھر سے نکلون | اندھیری رات ہے برسات ہے بجلی چمکتی ہے

تپش تخلص مرزا محمد اسمعیل نام عرف مرزا جان انکا سلسلہ نسب حضرت سید جلال الدین بخاری سے پہچان انکے نہال عمر نے گلستان دہلی نشو و نما پایا اصل انکی بخارا انکے آئینہ فکر کو خضر شعر انے چمکایا

کچھ تیرے سلیقہ سے پھنستے ہم نہین صیاد | لائی ہے ہمین دام مین تقدیر ہماری
ہین تو اشک کے قطرہ کا بھی ہو رد کرنا مشکل | بھلے وہ لوگ ہین جنکے تپتین دل تھام اتا ہے

تعشق تخلص لا اعلم مرتبہ شاگردی کا میر عزت اللہ عشق سے حاصل کیا اپنا نام اون کے شاگردون کے زمرے مین داخل کیا

سامنے دیکھ کہ آتا ہے تعشق وہ کون | بارے کہ ابتو ہوا خوش دل محزون تیرا

تجمل تخلص محمد عظیم نام قلندر بخش جرات سے حاصل تعلیم تمام

کتاب قصہ فرہاد و قیس مجنون | یہ دو دو ورق ہین مرے عشق کی کہانی کا

تجلی تخلص محمد حسین نام عرف حاجی پسر میر محمد کلیم دہلی مین جو باغ چاندنی چوک مین ہے وہان کے مقیم مرد حریف دقیقہ رس آگے مین کیا عرض کرون بس صاحب گلشن بیخار یون کرتے ہین تکرار مثنوی لیلی مجنون بزبان ریختہ از خیالات او بنظر رسیدہ پذیرائے دل انشد اور سست الخ بجز بدگوئی اور عیب جوئی کوئی خلط انکی سرشت مین خمیر نہین انکو سواے ایسے اعتراضون کی یاوہ گوئی تدبیر نہین جسوقت سامعین نے اوسکو زیب گوش کیا برق تجلی فکر نے مثال موسی بیہوش کیا

بہ شوق دیکھے لپ مرگ بھی تجلی نے | کفن مین کھول دین آنکھین ستمگر جو یار آیا
تر دامن آگیا جو مین روز حساب مین | کہنے لگا بجھا دے آفتاب مین
جب رات تھی دراز ملاقات کم ہوئی | نکلنے کے دن جو آئے تو پھر رات کم ہوئی

تصور تخلص سید حسن نام ہزاد اگے اولاد امام زین شہید بجرات تمام قلندر جرات کے ادب سے مستفید متوطن قصبہ پھلواڑہ موخامہ بہزاد طبع چہرہ تصویر سخن کو بغازہ جودت یون تاب دیتا ہے مصور فکر یا فی طبع سے کار صورت گری اس شکل سے لیتا ہے

تصور گر مجھ شی یار کی مجکو رلاوے گی | بہت گریہ کا ہونا مینہ برسنے کی علامت ہے
لیجگے یون ترے کوچہ سے تصور کو لوگ | جون اوٹھا دین کسی بدبست کو بیجا سے

تجلی تخلص تجلی شاہ نام مولد انکا حیدراباد سنے مین آتا ہے موسی فکر دیدار شاہد مضمون سے طور کاغذ پر یون نقش کھینچتا ہے

دامن کا عکس کیے پڑا ہی کہ آج تک | پھیلا رہا ہے سرو لب جو بہا رہا ہے

تسکین تخلص میر حسین نام صاحبان والا شان جاے غور ہے کہ یہ تسکین جو صاحب گلشن بیخار کے دوست اور مومن کے شاگرد ہین تو انکا یہ غرور ہے اپنی کتاب مین انکی بہت صفت کرتے ہین انکی محبت کا دم ہر دم بھرتے ہین تشفی سخن مومن خان سے پائی تسکین شائقین اسطرح فرمائی

بے بال و پری کھوتی ہے تو قید اسیری | صیاد کبھی لیکے یہان دام نہ آیا +
ہر صبح وہ ڈہونڈے ہے کوئی تازہ خریدار | صورت مری ہر روز بدل جاے تو اچھا
چپ لگی مجکو تو چپ چاپ ہی پھر وہان ہوگا | راز اپنا نہ خموشی سے بھی پنہان ہوگا
وحشت اب لاش کو لے بھاگے گی + | تنگئ گور سے گھبرا کے یاد آیا +
نام تسکین پہ مضمون تپش نازیبا | تھا تخلص جو سزاوار تو بیتاب مجھے
ایہام

تسکین تخلص سعادت علی نام عنایت فرمایان رفیع الشان غدر کا مقام دہلی تسکین تخلص کا امتحان نہ صاحب گلشن بیخار کے دوست نہ مومن خان کے شاگرد تو اس سبب انکی دیکھی کس طرح کی عبارت کے بلا گرد تسکین تخلص سعادت علی نام ہیکے از تلامذہ قمر الدین منت ہست اور است اور یہی ایک شعر لکھا مجھے بہت افسوس آیا کہ وہان تسکین کی تسلی ہون کی اور یہان تسکین کو بیقراری ہون دی فکر طبع سے شائقین کو تسکین دل بیتاب
سامعین پہ صد آفرین

کیا خاک ہو صفائی بھلا ہم مین یار مین | خط بھی لکھا ہے جو کہ تو خط غبار مین
ایضاً

تجلی تخلص میر غلام علی نام تصنیف جنکا قصہ لیلی مجنون تمام کوئی شعر ہم نہ پہونچا اسے ڈرتا ہون ناچار دو شعر داستان کے عرض کرتا ہون بیداد
قلم وادی ایمن صفحہ کاغذ دشت ارژن

تجھ بیچ کتابین لکھتا ہے ہم | بترے لکھنے پہ ہنسے سے یار آئے ہم
تجلی دل آزاری عشق دیکھ + | بیمار جفا کاری عشق دیکھ +
ایضاً

تمنا تخلص میر کفایت علی نام ولد سید الٰہی بخش برادر مولوی محمد نذر علی کلام قصبہ میرٹھ سے مضافات دہلی وہان کے یہہ رئیس عالی مرتبہ بارہ سو اکسٹھ مین جب دہلی مین رونق افروز بنده انکی خدمت مین پہنچا اندونون عہدہ سررشتہ داری محکمہ استیصال ٹھگی اور ڈکیتی مختار جلیل مشاعرہ مشفقی مرزا قتیل جناب صاحب تمنا تخلص ہم از جوان خوش شعر اچھا انداز گفتگو

تنہا سے شبکو ملتا ہے وہ ماہرو مدام	ان روز دن اوسکے بخت کا ہے اختر آفتاب
رحم کرتے ہین مرے حال پہ سب ان روزون	ملک الموت بھی آیا تو مسیحا ہوکر
وطن تھا رشک چمن آسمان نے پھینکا	بسان سبزۂ بیگانہ کتنے دور مجھے
ہر گھڑی مجھکو ترقی و تنزل ہے نصیب	درد سر کم ہو تو درد جگر افزون ہوجائے
کیون منہ پہ یہ لگاتے ہین دھبے خضاب کے	پیری نہ رنگ لائیگی عہد شباب کے
کمظرف ہین جو بکتے ہین می پیکے ساقیا	منہ اپنا بند رکھتے ہین شیشے شراب کے
زلف کا سودا ہے عشق سبز رنگ یار ہے	ساتھ ہے داغ جنون کو مرہم زنگار ہے
دو رہے چرخ ظلم پیہ در کا +	کون اس غمکدے مین خورم ہے

نقش تخلص میر سید علی نام اصل انکی ایران مولد شریف جد و بانی سلسلہ حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ سے بیجان لطائف طبع گوہر فشان ظرافت ذہن فیض نشان ہنگامہ آرائے بزم نظم گستری رونق افزائے مجلس نثر پردازی شیرازہ بند مجموعہ سخن نخل پیوند معانی نو وکہن کشادہ پیشانے غنچہ زدگان انبساط پیرائے دلشدگان جامع قوانین نکات بدیع مجمع دقائق صنائع بدیع منبع فیض کن فیکون مرجع اسرار بارگاہ بیچون مقبول ازلی شاگرد سید گلزار علی تخلص باسیر صاحب حسن و تدبیر نظم فارسی مرصع سخن ہندی

کیا ترے تیغ دو دم کا ماتم ہے +	تہ و بالا جو عرش اعظم سے
دیر دل عشق مین کھوئے تھے ہم پیرو ان	طاقت و صبر بھی جاتی رہی کل بیرون
اشک باران کی بھی ذلت و کثرت ظاہر	چشم تر رو دیا ادھر ابر ادھر برسے
تری ہے عضو کی عادت مری اے مسیحا کی	کیا سب اس لیے پھر مورد قصور مجھے
فراق و درد و الم تیر سہم فغان و تپش	یہ سات ون گھیرے ہین ہفتہ بھر قصور مجھے

تمکین تخلص محمد یوسف نام یہ عزیز مضمون کا دم بھرتے ہین زلیخائے سخن کو کنعان کاغذ مین کسر تمکین سے جلوہ گر کرتے ہین

تھا دم لبو پہ اور کبھی دل سے آہ تھی	فرقت کی رات کیا مری حالت تباہ تھی

حرف الثاء

ثنا تخلص ثناء اللہ خان نام فرخ آبادی ایک صاحب سبزہ رنگ گداز طبع انداز شعر خوانی نہایت وضعدار عرصہ پانچ سال کا ہوا کہ عاصی سے مقام علیگڈھ مین بمکان شفیقی منشی شیخ نبی بخش صاحب سررشتہ دار اتفاق ملاقات ہوا درینولا جبکہ دہلی مین اونکا مقسوم لایا بمحفل مشاعرہ منشی ابو الحسن صاحب اور محمد امیر خانصاحب تشریف لائے سامعین کو مضامین نادر سے ایما تباقی شاخ بنفشہ اونکی زلف سخن پیچ پیچان لچو نیتی اونکی شعر کی ثنا خوان

خود آرائی مین بھی دیکھو ستم ایجادی ظالم ۔ پڑا ہو باف بھی تو اطلس چرخ جفا جو کا
یہ گولیونکی تفنگ نگہ نے کی بوچھار ۔ کہ بنگیا ہدف چرخ چاند تارے رات
تھا جنسے شام شب قدر و صبح عید کو رشک ۔ وہ دن کدہر گئے یارب کدہر سدھارے رات
کیا ثنا شعر لکھین دست غلاکت کی سبب ۔ سر کو پا باندھتے ہین پانون کو سر باندھتے ہین

ثروت تخلص سید درویش نام آزادانہ وضع مجردانہ انداز گنج طبع اونکا درہائے مضامین سے دکان کاغذ مین سرمایۂ ناز

قابل تھے جفا کے اوٹھانے کے ہم ذرا ۔ ثروت تباہ ہے یہ اوس آفت پناہ کی

ثابت تخلص میر معز الدین نام کہین برادر مرزا احسن بخت ثابت ہے کہ سیاران سخن حافظ عبد الرحمن احسان سے قابل فلک تخت

ہم ہین کسی چشم فتن کا ہون مائل بیت ۔ کیونکہ محکوم مرا ابلق ایام نہو

ثنا تخلص میر شمس الدین نام کشمیری شاگرد شاہ مشتاق طلب گل چرخ مضمون شاخ طبع پر رشک رنگ بنت العنب

چمن مین ہے خندۂ گل ہر جو بیتا ہے اور تو ہے ۔ فغان ہی نالہ ہے فریاد ہی زاری ہی اور مین ہون

ثاقب تخلص لا اعلم متقدمین سے ہین بے پروایانہ بسر کرتے شاگرد ہی شاہ مبارک ابرو پیرو تھے ستارۂ مضمون فلک کاغذ پر روشن بنجم ثاقب سخن چرخ قرطاس پہ پیہ توافگن

مرے ادب نے رکھا مجکو یہان تلک محروم	کہ بعد قتل بھی دامن تلک لہو نہ اوڑا

ثابت تخلص اجابت علیخان نام مضمون شعر اسطرح سے عیان تمام خاطر شکستہ بر ثابت مقرر کہ یہ مذاق سخن سے بہرہ ور

وقت مرنے کے مرے پاس وہ موجود ہوا	اپنے ہی جی کا زیان اپنے تئین سود ہوا

حرف الجیم

جرات تخلص شیخ قلندر بخش نام نظر ایسا آتا ہے کہ انکی آنکھین نور بینائی سے محروم مزاج انکا طرف علم موسیقی کے رکھتا ہے دھوم آہنگ سازو برگ اس علم کا مسلم علم احکام انجم شماریبی محرم ہمیشہ چمن نزہت مرزا سلیمان شکوہ مقبولا ورجیسے عیان شکوہ ہمعصر غلام ہمدانی مصحفی و میر انشاء اللہ خان اکثر مشاعرات مین اون سے ہم ردیف رہے تخمیناً چالیس برس گذرے کہ ہوے اس جہان سے روان طرز کلام خوش اسلوب انداز سخن نہایت مرغوب رسوخ شاگردی انکے سے جعفر علی حسرت نازان طبع متین و مستحکم و صاحب دیوان صاحب گلشن بیخار ان سے یون کرتے ہین تکرار وہ کہ چون از اصول و قوانین این فن بہرہ نداشتہ نغمہ ہاے خارج از آہنگ بیسرود آوردہ اش کہ چون طبل دور تر رفتہ از انست کہ پذیراے خاطر و گواراے طبع او باشد و الواط حرف بیہودہ معنا ابیاتش لغایت خوش ادا و دلربا آمدہ بالجملہ ہر انچہ از دیوانش بطریق اہل فن بود انتخاب و دریں اوراق ثبت افتاد الخ توکیا جو اشعار داخل گلشن بیخار ہین وہی قابل دید و مشاہیر بیار ناپائدار ہین لیکن قیاس مین نہین آتا کچھ کہا نہین جاتا مگر یہ کہ ان سے کیونکر اسکے کلام مین خلل سرزد نہین کون ہے جسکے سخن مین رطب و یابس و نیک و بد نہین بہرحال ثابت ہے کہ صاحب گلشن بیخار کو ہر ایک شاعر کا نقصان بیان کرنا اور رسمہ کسی کے سخن مین دل توڑ کر نقص کامل پہ دھیان دھرنا چشم نابینا سے مبصران سخن کو نور کلام دکھایا اور دیدہ و دانستہ عین الطاف سے سو چھپایا

تری پسینہ کی بو کا عالم بیان کرون سے سمجھ دی ہو	نہ لطف یہ بو عطر میں ہے نہ یہ لطف گلاب میں ہے
لب وہ کہ لعل کے بھی نگینہ پہ حرف ہے	سبزہ وہ پشت لب کا کہ مینہ پہ حرف ہے
ہو کیون نہ تختۂ مشق اطبا ترا مریض	جون لوح مشق اوسکے پسینہ پہ حرف ہے
جرأت اوس بن بقول حیران آہ	نہ لگی آنکھ جب سے آنکھ لگی +

جنون تخلص مرزا نجف علیخان نام لخت جگر مرزا محمد علیخان ملک مالوہ بنارس عرصہ ہوا کہ حسب اتفاق آب و خور انکو ہوئی جبہ دہلی کی ہوس مجنون مزاج لیلاے سخن کا دم ساز دماغ مختل سودا پرداز

دلکو شاید کوئی ستاتا ہے + +	قاصد اشک تیز آتا ہے + +

جعفر تخلص میر باقر علی نام برادر زادہ میر نظام الدین ممنون نور چشم میر قمر الدین منت ادب یافتہ برادر کلان خود عرصہ قریب ہوا کہ بہنگام بازگشت سفر حجاز ہوئے قضا سے رہین منت توشۂ راہ عدم سفرۂ کاغذ پر اس مرثیے چپا ہر ایک خویش و اقارب کا دل آتش حسرت سے بھنا

تیغ یون دل میں خیال نگہ یار نہ کھینچ	ناخدا ترس تو کعبہ میں تو تلوار نہ کھینچ

جام تخلص لالہ کنور سین نام شاگرد شرف الدین سہرو پسر غلام محی الدین عشق تمام زمانے میں مشہور ہے مضمون سا نگین کاغذ میں اس کیفیت کو چھلکی شراب سخن جام طبع میں یون ڈھلکی

چڑھی ہے بادے گھوڑے پہ گو موج ہوا لیکن	نہ دعوی کر سکے گلگون سے تیری ہمعنانی کا

جانی تخلص بیگم نام نور چشمی نواب قمر الدین خان مرحوم زوجیت نواب آصف الدولہ اونکی نسبت مفہوم عین شدت علالت میں اس مطلع پدیع سے مطلع کیا جو زبان زد عالم و مشہور زمانہ ہوا

کیا پوچھتے ہو ہمدم اس جسم ناتوان کی	رگ رگ میں نیش غم ہے کہیے کہان کہان کی

جوہن تخلص لالہ جوہن ناتھ نام سواے دہلوی ہوتے تھے اور مضمون سے بندہ ناکام

دل جون سپند عشق کی آتش سی جل گیا | ایک آہ کھینچتے ہی مرا دم نکل گیا +

جاںؔ تخلص جانعلی نام سرا دب آگے مرشد شعرا کے جھکایا سلسلہ یک جہتی نواب بیرم خان سے ملایا

ذکر اوس زلف کی درازی کا + | صبح سے تا بشام ہوتا ہے ++

جہانداؔر تخلص مرزا جہاندار شاہ عرف مرزا جوان بخت ولی عہد فردوس آشیانی حضرت شاہ عالم یک لخت سن بارہ سو ایک مین لشہر بنارس جہاندار روح اونکی نے بیچ فردوس کے علم فنا نصب کیا خنجر زبان واسطے قتل اعدا کے بادیہ کاغذ مین یون تیز ہوا

آخر گل اپنی صرف در میکدہ ہوئی | پہونچی وہان ہی خاک جہان کا خمیر ہوا

جہانگیرؔ تخلص مرزا جہانگیر نام آب و ہوائے لکھنؤ پذیرائے خاطر بہت رہا مرد مجنون مزاج بہ نیر وسے سودا عبث ہر کسی کو زخمی کیا خود بھی زخمی ہوئے پھر دہلی کو گئے عارضۂ لاحقہ نے سر شوریدہ مین شورش زیادہ کی میر شاہ علی درویش تخلص کو مجروح کرنے کو طبیعت اپنی پھر آمادہ کی بعد چند اس خطا کی محبوس ہوئے تیر قضا کا نشانہ ہوکر زندگی سے مایوس ہوئے قیدی روح زندان تن سے رہا ہوا طائر جان قید خانہ بدن سے چھوٹ گیا وحشی طبع خشت زن سودا ہیونکا یہ سخن

وہ کافر ہرا اور دکیا جانتا ہے | جو گذرے ہے مجھپر خدا جانتا ہے

جلالؔ تخلص لا اعلم فیض آبادی عجب کمال ہوا آنکھون سے پنہان صورت حال کا جمال ہوا

کیا ہوا مین نے جو ٹک جانب ابرو دیکھا | اتنی بس بات پہ تم کھینچنے تلوار لگے

جولاںؔ تخلص میر حسن علیخان نام وطن دکن عیان ہوا سمند خامہ ولکا عرصۂ قرطاس پر اس شادکامی سے جولان ہوا

گنج شعبس [illegible] دیکھ کے پر بال دیئے مجھے | اے ہمسفیرو چھوڑ گئے تم کدھر مجھے

جنون تخلص شاہ غلام مرتضی نام ستودہ ہاے اکبرآباد سے ہین خضوع و خشوع و زہد و عبادت مین معروف گو نہ شوق شاعری تھا تو مزاج سودائی اونکا سمت وادی مضامین اسطرح مصروف ہوا

تری چشم مست سی ساقیا جو سیاہ مست جنون ہوا	کہی دو اللہ طاق پر جو دہری تھی وہ وہین دہری رہی

جنون تخلص فخر الاسلام نام استفادہ سخن میر نظام الدین ممنون سے پایا گروہ صوفیان دہلی سے تھے وحشی مزاج نے صحراے کاغذ مین زمین شعر کی خاک کو یون اوڑایا

اوٹھی جو شرم تو دو نو کے دل بیلے نکلے	بجز حجاب یہان کچھہ نہ فاصلے نکلے

جوشش تخلص محمد روشن نام عظیم آبادی طرز گفتار رنگین وضع تحریر مین متحکم علم عروض مین تضمین جب جنون کی جوشش ہوئی تو سخن کی اسطرح کوشش کی

سفید ہو گئین آنکھین ہوا گریبان سرخ	ہمین تو رونے نے آخر یہ رنگ دکھلایا
اوسکا خدنگ داغ جگر سے نکل گیا	ایک تیر تھا کہ صاف نظر سے نکل گیا
وہ زمانہ کیا ہوا جو مری گریہ مین اثر تھا	یہی چشم خون فشان تھی یہی لاہی جگر تھا
اوسکی آنکھونکو دیکھین اسے جوشش	منہ تو دیکھو شراب خوارون کا
دیکھی ہم مین اور اون آنکھون مین کیا بنی ہے	لوہو کے پیاسے ہین وہ تشنہ دیدار ہین ہم

جوان تخلص مرزا نعیم بیگ نام ذلہ رباے خوان مرزا سلیمان شکوہ جوشش طبیعت سے اس فن مین مضامین کا انبوہ

دیوار در کی چھاتی سوراخ ہو گئی ہے	کیا روزنون نے اوسنے آنکھین لڑائیان ہین

جوشش تخلص رحیم اللہ نام دہلوی مقلدی بانوایان مین اوستاد اور غلام ہمدانی مصحفی کی شاگردی سے انکا دل نہایت شاد بانواے فکر انکا لیلی لفظ سخن گلو سے طبع مین حائل کرکے اس جوشش سے یا فقیر کہتا ہے فکر کے تکیہ مضامین کی صورتون سے آگے اس مشکل سے گویا رہتا ہے

ہمن نے جو کہا تجھہ سے کیا یہ الم گذرا	بولا کہ اپنے تیر اسے تو ہی جہنم گذرا

جذب تخلص میر سرکاری نام ایک عزیز ساکنان بریلی سے تھے مرد شایستۂ علم و ادب سے آگاہ کسب جہل وریا سے ناواقف زمین بہت ملکو نکی دستیاری جریب پا سے ناپتے تنخواہ آخر ہوا ریا قرب بخارا مین بستر فنا جمایا مزاج جہان گرد نے مجمع شائقین مین حال ملک سخن یون سنایا

وان صفائی وخود نمائی ہے ++
یان مری جان کی صفائی ہے +

جوہر تخلص مرزا احمد علی نام قوم قزلباش جوہر تیغ طبع اونکا اسطرح فاش

آتش دم چمن ہو یا برق آشیان ہو
اے مرغ نالہ کچھ ہو ایکشب تو پرفشان ہو

جراح تخلص غلام ناصر نام اصل کشمیر مولد انکا دہلی مقام ملاحظہ فرمایان گلستان بیخزان کی خدمت عالی مین گذارش ہے کہ خامہ صاحب گلشن بیخار کے انکی نسبت کی عبارت مین کیسی خصوصیت کی نوازش ہے زخم تیغ زبان لگاتے ہین پھول مین یہ پھول کیا کھلاتے ہین یہ عبارت انکی نسبت اپنے دعوی صداقت پیش جست نشست نامش ورین مجالہ بناچاری حوالہ قلم شد الخ مقام انصاف ہے اسمین کیا کچھ لاف ہے ایسا کیون جبر اختیار کیا انشعر آبدار کیا اور جب لکھا تو ناچاری کیا اختیار ہین بے اختیاری کیا اسکے حرف حرف سے ہنر ور پایا جاتا ہے تب شکل آئینہ زنگ آلود دکھایا جاتا ہے عاصی کے تو سب مخدوم ہین یہ کلام عالم کو معلوم ہین انکا جراح طبع پانکا جن سے مضمون کا زخم یون ٹانکا

جراح ٹانکے دینے مین مت کر درنگ تھے
اسواسطے زخم دست یار گرم ہے

جوشش تخلص محمد عارف نام سخن کے محکمہ مین انکا انتظام انکی طبیعت کی جوشش دیکھیے اور میری طبع کی کوشش دیکھیے

جون آئینہ جسکے ستم رسیدہ +
رہتا ہے مدام آبدیدہ ++

چھپا تخلص چھپا بیگم دختر مرزا بابر اور کیفیت پوشیدہ تر منہ بیغیرت ماہ عاصی انکے حال سے گراہ چھپا مرنا اختیار بجز اسکے نہ فنا جانے نہ بقا انکا فکر شعر بہت بھی نہ یہ شوق سخن کہتا ہے ابھی نہ ایسا کچھ فرمایا کہ ہو ہر دل مین لگو بھایا

ہگایا خون مدت تک خیال روہ رنگین نے | مروڑا پیٹ مین اوٹھا جو دیکھا زلف پیچان کو
وہ مضمون اسکا پیدا کیجیے طبع گرامی سے | جیسی امت یاد پیٹ مین کا عمل ہو گور جاتی ہے

جان تخلص جانصاحب نام لکھنوی طبیعت انکی طرف فکر ریختی مائل دیوان ریختی مضامین زنانہ سکے تزئین مین مصروف انکے کچھہ زنانی گفتگو پسند ہے جنکو ایسی باتون سے نفرت ہے اون نیک مردونکا دم بند ہے کلام زنانہ گفتگو زبان لہ

اگر وہ زخ نہو تا قدر کرتا کون جنت کی | ہے رتبہ سوم کی خست سے حاتم کی سخاوت کا

جوشش تخلص شیخ نیاز احمد نام تعلیم یافتہ شیخ ابراہیم ذوق شاعر طبع کو مضمون شعر سے اسطرح شوق

عشق آئے ہیں کیا سنتے ہی ذکر اوسکے جفا کا | در پردہ مزا چکھتے ہین ہم روز غنا کا

جان تخلص جان صاحب فیض آبادی صحبت ذائقہ یاران ذی علم رہا شعر گوئی کی طرف انکو یون میلان رہا تا زمین سخن عشاقان جان باختہ کو دریچہ کاغذ مین اشارہ بتاتا ہے دل طالبان انکے ناز و غمزے کی گرمی سے پگھلا جاتا ہے

جان و دل بیچتے ہین ہم اپنا + | ایک بوسہ کو لیلو سستا ہے +

حرف الحاء

حقیر تخلص شیخ نبی بخش نام انکے خاندان عالیشان کا ذکر انکے والد ماجد کے حال مین بیان ہوچکا انکے خصائص جیسے انکے والد کا معاملہ تھا اوسی طرح پر بخوبی نشان ہوچکا عرصہ دراز سے سرکار انگریزی سے بعہدہ سررشتہ داری فوجداری ضلع علیگڈہ تشریف رکھتے ہین ہم اور یہ آپس مین آبا و اجداد سے ایک عرصہ دراز سے ملاقات وانس کی توصیف رکھتے ہین شعر گوئی مین تلمیذ پذیر میر گلزار علی اسیر یہہ کلام حقیر با توقیر

سایۂ قصر ترا یاد آیا + + | پھر ہمین ظل ہما یاد آیا + +
یہ جفا کا جو نہ کور ہوا + + | اوسکا نقش کف پا یاد آیا + +

آج پھر اوس بت کافر نے حقیر | وہ ادا کی کہ خدا یاد آیا +
عین نور نظر گبر و مسلمان ہو تم + | چشم بد دور بتو قدرت یزدان ہو تم
مجھ میں اور تجھ میں ہے فرق حقیر | وہ مقید ہے اور میں وارستہ

حسرت تخلص لالہ ذوقی رام نام دہلی انکی جا ہے مولد فرخ آباد میں قیام سامعین کو انکے لغز گفتاری پر حسرت ناظرین کو شیرینی خط سے حیرت ہے

ہر تنگ آبلہ ایوا ہے یہ کیا زندگانی ہے | کہ جسکے پانوں پڑتا ہوں وہ سیکو سرگرانی ہے

حسن تخلص میر غلام حسن نام خلف میر غلام حسین ضاحک مولد دہلی اصل ہرات مجدہ گاہ شعرا انکے ہجو ہاے نادرہ انکے والد کی نسبت لکھیں اونکی کیا بات ہے ایام شباب میں سمت طلوع آفتاب یعنی فیض آباد کے جمہور بلازمان نواب سردار جنگ پسر نواب سالار جنگ ملازم اور بفخر شاگردی نسبت بمیر ضیاء الدین ضیا کی انکے مزاج نازک خیال خوش مقال پر قائم تا در طبع عدیم المثال بدیع فکر بدیع کمال انداز تحریر مثنوی بطرز شایستہ طرز تقریر ہیچ پالیستہ مثنوی سحر البیان مشہور بہ بدر منیر اس متانت و فتانت سے لکھی کہ جسکے ہر ایک شعر کی صفت باہر تقریر سے اوسکی ہر بیت کا وصف حسن بیانی لطافت و شوخی خارج تحریر سے صاحب گلشن بیخار کی انکی نسبت کیا شوخی کی عبارت ہے جس سے ممدوح کی توقیر و بزرگی اور ہجو ملیح کی اشارت ہے بخدمت انصاف فرمایان معرکہ سخن عرض ہے اور اسکی منصفی حاکمان سخن پر تکیہ مشاعرین میں فرض ہے لہذا بعض فقرات محررہ انکے درج گلستان سخن ان کے منصفان سخن کے روبرو بیان کیے منصفی کیجیے داد دیجیے حضور میں عرض کرتا ہے یا غلط ہنگام تحقیق جسکا قصور ثابت ہو تو بموجب حکم شرع شاعری وہ بیا ہستہ جسے سزا ہو جو بدول حکمی کرے تو حکام اقالیم سخن کے موافق امر ناقص بدلا ہو جسکا وقت طرفداری نظر یا کر حق اللہ فیصلہ کرین جیسی جسکی کیفیت اظہار ہو معاملہ کرین یہہ اونکی عبارت ہے جسکی بندے کو شکایت ہے یہ اصناف سخن کی الجملہ فقرے

مفلسی اور دماغ اے حاتم + کیا قیامت کرے جو دولت ہو +
پیری مین آج یار ہرے ہمکنار ہے + ساقی شتاب آکہ خزان مین بہار ہے
بیخود اس دور مین ہین سب حاتم + اندنو کیا شراب مستی ہے +

حشمت تخلص میر محتشم علی نام اصل انکی شہر بدخشان پیدایش جہان آباد زبان فارسی مین نکتہ دان نگینہ تکلم لعل مکان معشوق سے شوخ تر یا قوت سخن عقیق شفق سے نہایت اخص میر محمد افضل ثابت اور عبد الرضا متین سے ہم ردیف ہر دو شریف چالاک نظر بار در حرایت سخن کو انسے یون جاہ و حشمت معنی کو اسطرح مرتبہ و شوکت

گور کے سوتے دیوانون کو جگاتی ہے بہار + شور ہے غل ہے قیامت مست آتی ہے بہار

حیدر تخلص میر حیدر علی نام اصل لاہور ساکن پشاور نور چشمان حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کا طور جذبہ طبع پیش بیان حال درویش

لے سنگ وحشت تجھپر خاص نام نکلا + بارے جنون کی دولت اپنا یہ نام نکلا

حافظ تخلص محمد اشرف نام علم موسیقی مین مہارت کامل صاحب گلشن بیخار کو انسے بھی خصومت حاصل یہہ انکی ظرافت ہے عجب طرحکی فتانت سے بعضے دہلی والے صاحبونکو حقیر لکھا کسیکو قابل تحریر لکھا تاکہ کوئی یہہ سمجھانے کہ اور ون مین سے سرگوشیان کرتے ہین لیکن نکتہ رس تو ایجاد کنایہ یہہ دھیان دھرتے ہین حافظ صاحب کی نسبت یہہ عبارت تحریر کی افسوس کہ حافظ کی بھی تحقیر کی اور فن موسیقی خود را یگانہ می داند شاعرے ممتاز از ایشان درمیان نیست لاجرم این بیت ثبت گشت الخ ماشاء اللہ کیون نہ آپ برا ذکر کرتے کسطرح عیب جوئی پر دھیان نہ دھرتے یہہ تو شاعر یا حافظ پر قدیح کا خدا حافظ بندے کی یہہ دھن ہے انکا دو سخن ہے کیا کلام ہے جس سے حاسد کا دل ہی پارہ دل کیا بلکہ جگر بھی پارہ

ابر مین ہی کیطرح زلفکے یہہ دیکھین آہ + تونے گو منہ کو چھپایا ہے مجھے معلوم تھا

حیدر تخلص حسام الدین نام استحکام کلام ظاہر ہے صاحب گلشن بیخار یا وہ صفت متانت تحریر تعریف سے قاصر

ملک خصال پری وش فرشتہ خو کہتا | مجال تھی کہ سگ یار کو میں تو کہتا

حشمت تخلص میر محمد علی نام شاعر قدیم نتایج فکر عالی بظاہر و باطن فی الحقیقت

خط نے ترے حسن سب گنوایا + | یہ سبز قدم کہاں سے آیا +

حالی تخلص میر محب علی نام مرشدآبادی اور کیفیت حالی سے اطلاع کیا دی

عوض میں بوسہ کے دی ہی گالی سوال دیگر جواب دیگر | یہ طرز تو نے نئی نکالی سوال دیگر جواب دیگر

حبیب تخلص لا اعلم مرادآباد وطن دوست کے دوست دشمن کے دشمن

خانہ ویرانی مری گرچہ کی اس نے حبیب | یہ خدا حشر تک آباد رکھے خانۂ دل

حضور تخلص لالہ بالمکند نام زانوادب کا آگے خضر شعرا کے تہ کیا قدم سے کہتری کام و زبان میں چاشنی قند عربی رکھتے تھے شاعر ہیں اونکی طبیعت کو بہر حال برتری

یہ جو چشم پر آب ہیں دونوں + | ایک خانہ خراب ہیں دونوں +
جفا کو تم وفا سمجھے ستم کو ہم کرم سمجھے | ادھر کچھ دل میں تم سمجھے ادھر کچھ دل میں ہم سمجھے

حیران تخلص میر حیدر علی نام پیدایش دہلی شاگرد سرب سنگہ دیوانہ جنکی ہوش کا گوش ہوش عالم میں مشہور افسانہ دیار طلوع شمس میں اکثر فروغ اندوز صاحب گلشن بیخار انکی نسبت کہتے ہیں کہ پیشتر غرور شاعری دماغش را مختل کردہ بود الخ اس عبارت سے کیا حاصل جو یوں ہوسے ناقل اطلاع بہار میں کسی جگہ جان فروش ہوئے اور قاتل کے خود بھی قاتل ہو کر یہ دشمن ہو

گذر کرتا ہے بھولے سے ہماری خاک پر گر وہ | اٹھا دامن سے ہم دو دو پہر دامن جھٹکتا ہے

حسرت تخلص پنڈت اجودھیا پرشاد نام لکھنؤ مسکن کشمیری نژاد علم شاعری میں قلندر بخش جرات جیسے مشہور زمانہ انکے استاد جامع مثنوی بابے کثیر تعلیم سے ستی ولیکن بہتر اندازی میں قدرت قوی خوش گوئی میں رشک سخن وروں کی

دہلی میں بھری ونجھال آئینہ صفتی سنگ قضا نے چور کیا طے مرحلہ دہلی تا مقدور
کیا حیرت کے استاد جرات کے شاگرد حیرت

پیشکل نقش پا اوسکی گلی سے او ٹھتے نہیں ہیں سدا | ہوا ممنون احسان خوب اپنی ناتوانی کا

حسین تخلص لا اعلم طبع اندوہ گین اردو میں یوں بیٹھیں کہیں

ویران ہوا خواں سے یہاں تلک کہ | چاہیں کہ بھول مرجھیں تو کہیں خار و خس نہیں

حفیظ تخلص محمد حفیظ نام ساکن دہلی طبع مشتاق سخن کے مصلح حکیم قدرت قاسم
قطعہ نظم شاعری مرثیہ گوئی سے بھی نا ظم

یہ پیمودگی پہ شکوہ کیا کرو ان سے الکا | ہو رہینگی پھر کبھی باتیں ہمارے آپکے گھر

حکیم تخلص محمد اشرف نام ابطال امراض مہلک مسیح زبان نسخہ کتاب طبع شفا بخش
مریضان سخن مطلب نگاہ کاغذ میں عیاں

کیوں کیا میں ہر نگ نرخ ہم تا سور | ہنسا ایک بار تو سو بار رو دیا ++

حقیقت تخلص سید شاہ حسین نام حقیقت حال یہ کہ قلندر بخشی جرات اسکے
اوستاد سخن اصل بلخ مولد بریلی لکھنؤ منشا و مسکن کلمہ کلام یوں زبان پہ آیا
جو صحیفہ میں درج کیا گیا

دلا اب وہ دل کا شکے اوقات آہ و زاری میں | جو سنے بیمار ہیں ہم بھی تری بیمار داری میں

حیرت تخلص غلام فخر الدین نام صاحب فن انکے بیان سے صورت مجلس چراغ
ہے اہل انجمن

ہم اوس بزم سے یوں پیارے سان نکلے | جدا ہو میں جسطرح سے جسم سے جان نکلے

حکیم تخلص محمد پناہ خان نام خلف سید شریف خان فخر شاگرد دہی خضر شعراسے
اصل کیا ہو سکتی تو ور سو رنج میں دخل کامل پہلے تخلص نثار تھا معلوم نہیں
بدلنے میں کیا اسرار تھا نبار خن فکر شربان سخن کا حال اعتدال وخلوص سے قرابادین
قرطاس چہ باہیں حکمت بیان کرتا ہے لقمان طبع نسخہ معتدلہ امراض مختلفہ کی
تشخیص میں ادویہ مفردات سے ترکیب دیکر الیسا نشان کرتا ہے

کہتے ہین حکیم آیا بتخانے سے مسجد مین
ہمکو تو تعجب ہے وہ کبر مسلمان ہے

ہم بھی صنم کے غم مین نہ ایمان سے گئے
کتنے ہین بندگان خدا جان سے گئے

حیرت تخلص میر مراد علی نام مراد آبادی تجارہ طرف کوہستان ہے شاعر عمر سنگ کلام صاف آئینہ کاغذ مین اس شکل سے منہ دکھاتا ہے شعر وائے کی یہہ صورت ہے کہ مارے حیرت کے سکتے کا عالم ہوا جاتا ہے متاع سخن کاغذ کی الماری مین دھری ہے اقمشہ مضامین سے دوکان فکر بھر رہی ہے

کہان ہے شیشہ می محتسب خدا سے تو ڈر
ہر اک بغلین مین چھلکتا ہے آبلہ دل کا

حقیر تخلص میر امام الدین نام متوطن جہان آباد مرد شایستہ نیک نہاد تحقیق ہوا

ہون ہست و نیست عالم تصویر کیطرح
گویا ہون اور خموش ہون زنجیر کیطرح

حسن تخلص خواجہ حسن نام گداز دل رحیم طبع خجستہ اوضاع شاگرد جعفر علی حسرت سلیم و مستقی مین رشک نکیسا لکھنؤ مین ایک معشوقہ خرابہ آباد کنندۂ دل عشاق مسماۃ بخشی سے کمال محبت سامعین و ناظرین فرمانے لگے کہ یہہ ایسا ہی کہہ لاتا ہے اور تقریر مناظرہ کو تا مقدور بڑھائے جاتا ہے مخدومان بندہ جاے غور ہے انکی نسبت صاحب گلشن بہار کی عبارت کا یہہ طور ہے بعلت ذی روحی باعتبار ہی زیست یہہ تو دہ نقل ٹھری کہ خدا تو جواب دیگا مگر چھپائی سے چھپتے ہین انکی تحریر سے معلوم ہوا کہ درویش تھے اور باختیار خود خرقہ پہنتے تھے بھلا یہہ بیہودہ شوخیان ہماری وہ آنکہہ کہان کہ ہم جیسے بہ ہم اچھونکو دیکھین تحقیر حقیر بے مناسب بہ عنوان

خاکساران جہان را بحقارت منگر
توچہ دانی کہ درین گرد سواری باشد

اگر اس راست گوئی پر کوئی صاحب کج مزاج ہون تو مرضی اللہ کی بندے کے نزدیک تو قدر و منزلت یکسان ہے گدا و شاہ کی ایسا فرمایا بدگو کو جلایا

امڈ کے آنکھون سے اکبار بہہ چلے آنسو
ہنسی ہنسی مین جو ذکر وداع یار ہوا

یہ طفل اشک کی میرے عجب پڑی ہے خو
کہ ایک بات سنی اور گلے کا ہار ہوا

قمار محبت مین بازی سدا + وہ جیتا کیا اور مین ہارا کیا +
کیا قتل اور جان بخشی بھی کی + حسن اوسنے احسان دو بارا کیا

حسن تخلص مولوی ابوالحسن نام میرٹھ انکی سیرگاہ قصبہ کاندہلہ مسکن کیفیت تحریر نظم سخن سب پر مبرہن

منفعل ہون دست و پا بھی مارنے سے وقت ذبح | کیون مین تڑپا جو ترا دامن پہ چھینٹا پڑ گیا

حسن تخلص مرزا احسن نام پسر سیف الدولہ عالی مقام جب سخن کا تذکرہ آیا تو ایسا کلام فرمایا

دلکو دیکر اوس بت کافر کو ہمنے اے حسن | جسقدر ناحق ہے کھینچے صدمے خدا [illegible]

حسین تخلص سید غلام حسین نام اور کیفیت [illegible] کا کلام ایسا فرمایا جو لکھنے مین آیا صفحۂ کاغذ میدان کربلا بنا یون چمکا

تھا عرش سے بڑھ کر جو دماغ اپنا وہی ہے | یون چرخ نے گو کر دیا مجبور کسی کا

حسن تخلص حسن علیخان نام کشمیر اونکا مقام حسن کلام تو دیکھو اس آغاز کا انجام تو دیکھو

آنکھون مین مرے قطرۂ خونناب نہ ٹھہرا | گشتہ بھی ہوا لو کبھی سیماب نہ ٹھہرا

حکیم تخلص نہال الدین نام علم طب اونکا پیشہ اور کلام اونکی فکر کے مفردات جسکے یہہ کل کائنات

مرنے پہ بھی گئی میرے گھر کی تاریکی | رہا خموش چراغ مزار ساری رات

حیا تخلص مرزا رحیم الدین نام صاحب عالم [illegible] بارہ سو چھپن ہجری [illegible] جب دہلی کا تشریف لانا ہوا مجلس مشاعرہ مین شیخ ابوالحسن صاحب تشریف لائے سامعین کو کلمات متبرکہ سے مشرف اندوز فرمانے صاحب گلشن بیخار اسکے سال سے بیزار انکی فکر کا ذکر نہین کیا یہہ قابل ذکر و فکر نہین [illegible] شعر ہے ایسی ہے کہ نظم ہو

کوئی بشر مجھے ایسا نظر نہین آتا + | کہ تیرے کوچہ سے تنہا سنکے بگڑ نہین آتا

نہین ہین قابل لطف و کرم تو ای ظالم
ستم بھی مجھ پہ نکر رحم گر نہین آتا

جمال یار نہ دیکھا تھا جب تک آنا تھا
اور اب تو حشر تلک نامہ بر نہین آتا

ولیک درد محبت کا دل نہ توڑا چاہیے
نہین تو منہ سے نکر تو اگر نہین آتا

ہوا ہون بیخودئی عشق سے یہان تک مجھے
کہ یار سامنے ہے اور نظر نہین آتا

ہوا ہے یہ غم ہجر بتان سے حال حیا
کہ اب تو سامنے دو دو پہر نہین آتا +

نشان ہے ولیکن اپنے ناوک مژگان جانان کا
مداوا ہو سکے کیا چارہ گر سے زخم پنہان کا

نہ پوچھو ہمدمو کٹنا شب تاریک ہجران کا
دم شمشیر تھا گردن پہ ہر دم خم گریبان کا

شگاف سینہ کا سینا بھی ہے اشکال ای ناصح
نہین یہ چاک دامن کا ادہر ادہڑا ادہیڑان کا

کبھی شگفتہ ہوتا ہے کبھی پژمردہ ہوتا ہے
الٰہی یہ کوئی دل ہے کہ غنچہ ہے گلستان کا

جگر دو پارہ ہے چاک سینہ ہے چشم پر گوشہ آستین کا
برا ہو یارب بنایا جن ذکہ ہے یہ عالم دل حزین کا

نہ بڑہانہ آگے کو پانون ہرگز گلی سے اونکی کسی حزین کا
اٹھا ہے صحرا سے کربلا کا بتو سکے کوچہ کی سرزمین کا

جگہ سے کھینچون گر ایک نالہ تو دونو عالم ہون زیر و بالا
زمین طبق ہو وہی آسمان کی در آسمان ہو طبق زمین کا

مرے جنازے پہ ہو نمایان نہ بیکسی کیونکہ ہون کشتہ
نگاہ پر سحر و فتنہ انگیز و غمزہ آمیز و شرمگین کا

ہزار جا سے جگر سلایا اور اسپہ سو چاک ہین خدایا
یہ دل کے جینے سے باز آیا کہین یہ پیوند ہو سو ہین کا

یہ ناتوان دل بیتاب اور یہ صدمۂ ہجر
یہ دن پہاڑ سا بار گران یہ بھاری رات

برا ہو چرخ جہان کا ادہر ہوا اوسے رنج
ادہر ہوئی مجھے قاتل سے شرمساری رات

نشان گور مٹانے کو آن کر اغیار
مرے مزار پہ کرتے ہین اشکباری رات

یہ ناتوان ہون کہ آیا نظر نہ ہستو کو مین
قضا پھری مرے بستر کے گرد ساری رات

جگر کو تھام کے دلکو دیا جو صبر تو کیا
تڑپ تڑپ کے گذاری تو کیا گذاری رات

پس وصال بسر مجھے وصال ہوا
مرے جنازے پہ بیٹھے رہے وہ ساری رات

حزین تخلص میر بہادر علی نام ادب یافتہ نواب زین العابدین انکے شاعر فکر کا

نالۂ حزین جہان چہنین

کر دیا شوق نے خوبان جہان کو اوسکے
تفتہ دل سوختہ جان خستہ جگر اپنا سا

خلیل تخلص سید ابراہیم علی نام خلف سید محمد علی بشیر مرحوم جنکا حال حرف الباء مین بہ تخلص بشیر مرقوم ہوا سبزہ آغاز جوان وجیہ ایام عنقریب سے گلچین باغ سخن اور حضرت اوستاد کیطرف سے بطور خالق سپرد من میرا حقیقی ہمشیرہ زادہ بشوق طبع تحریر غزل پر آمادہ آذر طبع نے بتخانہ کاغذ مین اصنام مضامین اس شکل سے تراشے اور خلیل فکر نے بتان مضمون اس صورت سے توڑے

ناتوانی سے ملے زور نقاہت مجکو — بال بھر بھی ہے نہین ہلنے کی طاقت مجکو
تیرہ بختی کی شب آئی ہے بس اندھیر ہوا — زلف کے پیچ مین لائی مری شامت مجکو

مرے دلکے مکانکا ہے مکین محبوب یزدانکا — یہ کاشانہ ہے منزل گاہ نور شمع ایمانکا

ہے جو ابرو کا تصور مجھے مضطر ہون مین — یہ تڑپتا ہون کہ گویا تہ خنجر ہون مین
منتشر رہتا ہے مجموعۂ خاطر اپنا — ہر ورق جسکا پریشان ہو وہ دفتر ہون مین

خدا کریم ہے کچھ معصیت کا خوف نہین — کرم کے آگے نہ پرسش گناہ کی ہوگی

آئے تھی روتے ہوئے جاتی ہین رلواتی ہوئے — یہان تو رونا ہی رہا آغاز کیا انجام کیا

صنم بے نقاب اپنا مکھڑا دیکھا دے — تجلی کا موسی کو نقشا دیکھا دے
میرا رشک یوسف مرے ہاتھ آئے — مقدر جو خواب زلیخا دیکھا دے
یہان تاب امروز فردا نہین ہے — مجھے تو ابھی اپنا جلوا دیکھا دے
یہ آنکھین ہین طالب ترے دیکھنے کی — انہین جلوۂ روے زیبا دیکھا دے
کرین کیون نہ سیراب پانونکے چھالے — جو سوکھی زبان خار صحرا دیکھا دے

رہیگا نہ یون رنج فرقت ہمین — کبھی تو طبیعت سنبھل جائے گی
کبھی تو یہ عاشق مزاجی کی خو — بدلتے بدلتے بدل جائے گی
رہیگا نہ بیتاب سینہ مین دل — تڑپ اسکی اکدن نکل جائے گی
ہمارے صنم کے مقابل خلیل — خدائی بتون کی نکل جائے گی

خندان تخلص لا اعلم حال انکا کیا لکھیے رقم شاہد مضمون چند ان خندان کہ چشم عاشق مضطر سے گریان

برادر کلان سے ادب پایا غلام ہمدانی مصحفی نے اپنے تذکرے میں شاگرد
اپنا بتایا خلیق بہ ہدایت جنکے مزاج ہم جیسے

اشک چشم خون فشان سے گرا	تھا ستارہ کہ آسمان سے گرا
غفلت میں غرق اپنے ایکدم کچھ نہ آیا	ہم آپ میں نہ آئے جب تک کہ تو نہ آیا
کسکے خرام ناز کا پامال ہوں خلیق	لگتی ہی چوٹ دلکو مرے ہر قدم کے ساتھ

خادم تخلص غلام علیخان نام ساکن فرخ آباد نواب ناصر جنگ بنگش کے
پیش دست تھا اوستاد انکے ٹکچندی کا شعر بہار وست فارسی میں بہ زور

مجھکو کہتے ہو کہ چل باہر ہو	آپ کے کہنے سے کب باہر ہوں

خان تخلص اشرف خان نام لکھنؤ یا من دہلی سکونت کا مقام جب سفر سے
وطن کو آئے محفل مشاعرہ ترتیب دیجاتی غلام ہمدانی مصحفی سے اصلاح سخن
وضع خوش اچھا چال چلن

ایجان غم فراق میں تم زہر کھاؤ	اسکے سوا نہیں کوئی تدبیر دوسری

خستہ تخلص غلام قطب نام حضرت سلطان المشائخ نورہ مرقدہ کے خادم
اولاد حضرت سید محمد کرمانی قدس سرہ سے سلسلہ باہم شاگرد محمد ریحان
آشفتہ سخن انکا شستہ و رفتہ خاطر دوستان کا دل شاد کرتے ہیں ہم اونکو
بسطرے یاد کرتے ہیں

جلوہ اوس مہ سے نہ پایا تمام لب بام کیا	روز خورشید درخشان کو ہمین شام کیا

خرد تخلص نواب فخر الدین خان دست زمانہ سے خط کافی اور عیش وافی پایا
آگے ہمت بلند انکے بلا مثل خاک زر دلپسند ہاتھ آیا اور دقیقہ سنج شائستہ
فکر سخن نادر وابستہ مدت سے تیغ زبان بہ نیام کام ہے شاہد مضمون وصل
ناکام ہے فکر سخن میں کمال ذوق شعر مثل کلک دو زبان مشہور کلام و دقیقہ رس
ہے جسکا ہر کسی کو ہوس ہے

لب پہ جان ہے جلد آ پہنچ کہیں ظالم	یہ آرزو ہے کہ دم نزع کے رو برو دیکھے انکا

خان تخلص محمد یحیی خان نام ذکی دہلی مین گذرا دقائق شیرین اوستادان حضرت کے سعادت یار خان رنگین

یاد جسوقت تیری آتی ہے ++		مجکو ہچکی دہین لگ جاتی ہے ++

خاکسار تخلص محمد یار نام دہلوی ساکن قدم شریف صاحب باطن روشن ضمیر طبع لطیف

تیرے باغبان کا یہ دیکھا سلیقہ		کہ نرگس کو بویا نہ بوئین یہ آنکھین +

خادم تخلص لا اعلم پانی پتی سخن انکا خادم یہ مخدوم باقی ادراک کیفیت سے بندہ محروم

رات بھر ماتم پروانہ مین روتی ہے شمع		اشک سے داغ جگر اپنے کو دہوتی ہے شمع

خستہ تخلص محمد حبیب اللہ خان نام اصل انکی بزرگونکی کشمیر جائے تولد شاہجہان آباد انکا سخن خستہ خاطر رنگین دلپذیر

سایہ سان پیچھے تو تیرے پانون تک گر پڑا		اوس نے دامن کو بھی پر ہات لگانے نہ دیا

خلیق تخلص رائے جادون رائے نام حیدر آبادی خلق آزادگان لہج سے انکے سے شعر کاغذ مین یون آبادی میان فیض حیدرآبادی انکے اوستاد جنکی انکے ہر شعر پر بچشم توجہ صاد

کنج قفس مین کب تجھے اے عندلیب زار غم مین شیرین کے کٹورہ شیر کا		باد بہار سے یہ صرصر سے ہے غرض ہے بعینہ کہو پری فرہاد کی +

خوشنود تخلص لا اعلم اور معاملات سے عاصی نامحرم انکے کلام سے سامعین خشنود آزردہ خاطر مسعود

ہو غریق رحمت پروردگار ++		آج ساقی کا پیالہ ہو گیا ++

حرف الدال

درد تخلص خواجہ محمد میر نام طور الشعرا ولد خواجہ محمد ناصر عندلیب تعداد بزرگی وکرامات خارج سے دایرہ تحریر سے خامہ سحر کار جادو نگار کو باوصف جوہر

دوزبانی قدرت تسوید صفت تو کیا بلکہ عاجز تقریر سے اگر ایک وصف ہو تو بہر حال اوسکا ضبط ترقیم ہیتوان بس شرح اخلاق یا محاسن اشفاق یا توصیف زہد و صلاح تقوی اسکا کیا بیان زہد شب عبادت روز اور اد شام وظیفہ نیم شبی دلفروز فن شاعری مین شہنشاہ طبع نے کوس لمن الملک بجایا شاہان ملک سخن نے غاشیۂ ارادت کندھے پر اوٹھایا مطلع اونکا مطلع خورشید سے روشن دو چندان ذرہ مضمون چرخ کاغذ پر مانند ستارۂ سحری درخشان نیسان طبع سے گوہر مضمون صدف کاغذ مین پیدا جنکی آب و تاب سے لمعۂ نور ہویدا آہنگان آہو گیر نشانہ تفنگ خامہ سے دریاے فنا مین غرق صیادان حوش معانی جسکے رشک سے آب خجالت مین تا فرق علی ہذا القیاس ہر علم سے بہرہ مند ہر فن سے خورسند علم موسیقی مین خنجرۂ داؤدی جسکی آواز سے سامعین کو سدا خوشنودی دیوان جادو بیان سے اخضر فیضیاب ہوا حاسد بد کین کا دل آتش حسرت پر کباب ہوا سبحان اللہ صاحب گلشن بیخار چونکہ ذو فنون ہین تو ہر جگہہ افترا پردازی کرتے ہین اپنے تذکرہ مین انکی صفت جو اسقدر کرتے ہین تو ایک سبب سے ڈرتے ہین اوستاد انکے مومن خضر شعرا کے قرابت دار اور کتاب بمشورۂ اونھین کے ہوئی ہے بنا بر کیونکر انکے وصف مین قصور کرتے توصیف پر دل کسطرح نہ دھرتے اسپر بھی جس غزل مین جو شعر اچھا تھا او سے چھوڑا انکی تعریف سے اس پردہ مین منہ موڑا اب عاصی شعر عرض کرتا ہے بیان اوسکا اپنے اوپر فرض کرتا ہے

سینہ و دل حسرتون سے چھا گیا / بس ہجوم یاس جی گھبرا گیا

گو نالہ نارسا ہو نہ ہو آہ مین اثر / مین نے تو در گذر نکی جو مجھسے ہو سکا

اے دردیہ درد دل سے کچھ نا معلوم / جون لالہ جگر سے داغ دھو نا معلوم

گلزار جہان ہزار پھولین لیکن / اس دل کا مرے شگفتہ ہونا معلوم

جب عشق مین تیرے مر گئے ہم / پھر تو ہی رہا جدھر گئے ہم

کاسہ گدائی سخن نغمہ خوان نعمت میر نظام الدین ممنون سے تیار دریوزہ گر طبع
انکا دروازہ کاغذ پر سایل ہوا نعمت سخن کی طرف اس سوال سے مائل ہوا

اس مملکت عشق مین سلطان سمجھکر	درویش کو مجنون بھی لکھا کرتا تھا صبا

داغ تخلص میر محمدی نام خلف رشید میر سوز جوان خوبصورت زیبا منظر باوصف
معشوقی بعاشقی دلسوز بمناسبت معشوق زیبا منظر حسن وخلق وصورت سراسر
بعمر بست سالہ پروانہ شمع رد ہوکر شبہائے دراز دل برشتۂ الفت بصد سوز
برشتہ چونکہ خمیر مایۂ الفت سے سوز غم جدائی سے برشتہ و سوختہ آخر شست بلا
غم فراق واضطرابی سے نے شکار کیا عنان صبر کف اختیار سے گئی اور شوق نے بیقرار
کیا قریب تھا کہ ساغر عمر لبریز بادۂ فنا ہوا ایک دوست یکدل نے جانا کہ خدا جانے
کیا ہوا اوس حور شمائل کو بصد حیلہ و تدبیر شوق وصل دیا ہے در وقت آنے کا ادا یا تھا
کہ محبت نے اوس کے دل مین وصل دیا واسطے تشفی وحشت وسودائی اپنے کے
عہد آنے کا کیا اور وعدۂ وصل بشوق اتم عنقریب دیا چونکہ عاشق مضطر بیقرار
یک لحظہ کار عمر خضر کرتا ہے طاقت انتظار کہان جال مین پانی کو اور دل عاشق
مین صبر کو قرار کہان بتوقع اسکے کہ اس حادثہ جانکاہ سے تن زار کو بچاوے
اور اس برق خرمن دلسوز سے خس وخار تن کو جلاوے مرغ روح کو قفس
تن سے اوڑایا قبر مین درد جدائی لیکر سمایا عاشق بیدل و مضطر کو نہ وہ تاب
کہ سنگ تحمل دندہ سینہ مشتاق پر لائے نہ وہ طاقت کہ تیر بلا سے ضبط شوق
سپر سینہ کو بچا سکے دم واپسین یہ شعر پڑھا اور طائر روح ہوا ہوا از جان
رفتے بود کہ مکتوب تو آمد دیگر چہ نویسم خبرم زود گرفتی * دیکھئے عشق فتنہ پرداز
کو کہ جا گیر پایۂ ناز کو اوس شعلہ شمع حسن کو بھی پروانہ کے مرگ کی خبر
دی جاسکتا آئی سر نعش کشتۂ غم پر دوان وخجل ماتم پر مزاج طبع انداد
خون کے لیئے شعر ائین سخن کو داغ دیتا ہے عاشق جانباز کو اس رنج
وغم سے فراغ دیتا ہے

اسی کے پاس ہے دل کیا ہوا ای ہمنشین دیکھو
ایدہر دیکھو ادہر دیکھو یہین دیکھو کہین دیکھو

پکڑنا چور کا مشکل نہین گر کچھہ سمجھہ ہووے
ہوائی رنگ دیکھو باہتابی سے جبین دیکھو

اسیکے پاس ہے رہ رہ کی پیہم جو مسکراتا ہی
اسیکی جیب دیکھو ہات دیکھو آستین دیکھو

دلبر تخلص چھوٹی بیگم طرز تحریر محکم نظر بازون سے اشارے ہین وہ اس کلام کے بارے ہین

دلبر مجھے اسواسطے کہتی ہے یہ سب خلق
تا مجکو نہ دلبر ہی سمجھکر کبھی آوے

دانا تخلص میر فضل علی نام عاقل و فہمیدہ مرد دقیقہ شناس نکتہ رس و سنجیدہ تیز طبیعت کی عقل ہی جسکی یہہ نقل ہے

دل لین ہر ایک کے سودا ہی خریداری کا
یوسف مصر تو ہی ہے مگر اے یار عزیز

دریغ تخلص سید زین العابدین نام اوستاد انکے شاہ نصیر دردمندان جگرسوز کے روبرو بصد دریغ یہہ فقیر

یون وہ بولا دیدہ تر دیکھکر دو چار کے
ڈوبتے مجکو نظر آتے ہین گھر دو چار کے

دارا تخلص مرزا دارا بخت نام خلف الصدق حضرت ظل سبحانی مرزا ابو ظفر بہادر عالی مقام قیصر بخت قابل تخت شمشیر لہراسپ سخن سر دشمن کی کھلیان پر برق تاب سکندر فکر دارائی مضمون پر ظفر یاب تخت سخن پہ حکومت ہے کلام ہین بھی ایک صولت ہے

کیسی چشم سیگون کا تصور ہمکو ہے دارا
قدم اوٹھتا نہین ہی لغزش مستانہ کہتے ہین

دلاور تخلص لا اعلم اہن سخن کف طبع ہین ... سخن شناسی یون مرقوم

جہانبانی کی سیر کو کسطرح نکلے وہ صنم
دیکھنے مہ کا تماشا آفتاب آتا نہین

دلخوش تخلص لالہ بہادر سنگھ نام بزرگ انکے عہد محمد شاہی مین نامی شاہد سخن ... شعر ... ادبی گرامی انکے کلام سے ہر ایک رنجیدہ دل خوش دل خوش کیا بلکہ جگر جی جان متصل خوش

ہمدم ... جون دیدہ نرگس حیران
چشم پوشی نکر آ اپنے گنہگار سے مل

دردمند تخلص کریم اللہ خان نام دردمندان سخن کے رو برو انکا یہہ کلام

کنارے سے کنارا کب ملے ہے بحر کا یارو
پلک لگنے کا مضمون دیدۂ پرآب کیا جانے

دل تخلص آزاد خان نام اصل قوم ہنود جب ہوا انپر فضل رب المعبود اسکے دلکا ایمان طرف اسلام آیا درگاہ رب العالمین مین براے سجدہ سر جھکایا الحمد اللہ ہادی مطلق یہ تصدق عنایت ہر کافر کے دل سے ظلمت کفر دور کرے چراغ ایمان اونکے دلون مین پرنور کرے اب یہہ انکا دل گردہ کہ دل زندہ اور نفس مردہ شاہد سخن پر دل دیا ہوش و خرد متصل دیا

یہہ تماشا ہے کہ قاصد کو ملے ہے دشنام
خط کا انعام گیا نامہ و پیغام گیا

دل تخلص مولوی شمس الدین نام دہلی کے متوطن انکی متانت فکر پر طبیعت ضامن انکا سخن بدل سنئے بلکہ متصل سنئے

صبح ہو آئی ہے اور رات چلی جاتی ہے
تیرے ابتک بھی وہی بات چلی جاتی ہے

دلسوز تخلص خیراتی خان نام ساکن قصبہ شپل جو علیگڈہ کے ابعد سنحی مین اول جیپور مین انتقال کیا اسطرح بیان حال کیا سخن انکا دلسوز طرز کلام آتش افروز

جگر فراق کے صدمون سے لالہ زار رہا
یہان خزان مین سدا اسے ہم بہار رہا
سب سہین گے ہم اگر لاکھ برائی ہوگی
پر کہین آنکھ لڑائی تو لڑائی ہوگی

دولہن بیگم تخلص نواب بہو بیگم صاحبہ نام دختر نواب خان خانان بلقیس عصمت کہ اور حال بھی کسی نے سخا نان کیا عروس فکر ہے جسکا شوہر معانی کے ساتھہ ذکر ہے

بہا ہے پھوٹ کے آنکھون سے آبلہ دلکا
تری کی راہ سے جاتا ہے قافلہ دل کا
اتنے کم ظرف نہین ہین جو بہکتے جاوین
گل کے مانند جو بھر جائین چھلکتے جاوین

دل تخلص زور آور خان نام ساکن کول صاحب دیوان سامعین کو لازم ہے کہ انکے کلام کو سنے بدل و جان

کیا سینیکو داکسنے لگائی آگ گلشن مین | عیان ہین داغ حسرت لالہ صحرا کی چھاتی پر
فاتحہ کو عرلبتان سے جو زوار آئے | لائے تربت پہ مرے وادیسے مجنوں تکے گل
ساقی نے جو پلایا مجھے مین نے پے لیا | زاہد تجھے خبر ہے حرام و حلال کی

دل تخلص لا اعلم مرشد ابادی شاہد مضمون پر جان جلا دی

امید وصل اوس سے عبث کو رکھے ہے دل | جس سے کہ رسم نامہ و پیغام بھی نہین

دلگیر تخلص میر حمایت اللہ نام عقل و ہوش مین شگفتہ خاطر علم رمل مین شغل
سعد سے چشم قرعہ کے ناظر

دلگیر سے تم چھپکے اگر آن کے ملتے | رسوائی ہر کوچہ و بازار نہوتی +

دیوانہ تخلص رائے سرب سنگہ نام شاعر مستثناے روزگار علم عروض
و قوافی مین بہت دانا و ہوشیار فکر اشعار فارسی مین دیوانہ کیا بلکہ فرزانہ
نظم اردو کی تحریر مین یکتاے زمانہ ہر چند گفتگو وحشیانہ لیکن انداز تحریر ہوشیارانہ

دل ایسے کہ تیرے تیغ کے آگے سے ٹل نجاے | رستم کا کب جگر ہے کہ زہرا پگہل نجاے

دوست تخلص لا اعلم فرخ ابادی ہر دشمن و دوست کے دلکو ادسے شادی

روئیش گریہ ورے چشم سے سیلاب لے لی | بیقراری دل بیتاب سے سیماب لے لی

دیوانہ تخلص مرزا محمد علیخان نام ساکن بنارس ہیں وہ ہر چند ہوشیار ہے
پر زیادہ اسکے حال سے واقف نہین لبس

چلتے چلتے ایکدن دیوانہ بس اوٹھ جائیگا | جون چراغ مضطرب ہم سینہ سوزان کمیت

داغ تخلص میان ہدایت علی نام وطن حیدرا باد میان فیض صاحب
اوستاد کی تعلیم سے دلشاد مضمون فکر فراغ دل بہار لالہ رخان داغ دل

کہ کعبہ گاہ دیر کے پتھر سے ہے غرض | اک بت کے واسطے مجھے ہر ہر سے ہے غرض

حرف الذال

ذوق تخلص شیخ محمد ابراہیم نام دہلی وطن قدیم شاعر مسلم الثبوت جنکا
خطاب خاقانی ہند خاقانی کے ندیم خامۂ جادو نگار رو کش سحر سامری

مصرعہ برجستہ رشک خنجر ابروے پری بیاض رشک بیاض گردن محبوبان سواد نظم رو کش سیاہی چشم مہوشان متانت و فتانت کا کلام عاصی جسکا مشتاق لاکلام بسر کار دولت مدار کیوان بارگاہ سپہر احتشام حضرت ظل سبحانی مرزا ابوظفر بہادر دام سلطنتہ جمہور شعرا مین ممتاز کسی کا کیا لب و لہجہ جو بمقابلہ کلام فصاحت نظام اوس اوستاد زبان کی کرے زبان درازشاگرد شاہ نصیر نصیر اوستاد سے بہتر تحریر اسکے کلام کا شایق ہر صاحب شوق ہر صاحب شوق کو سننے کا ذوق

ہم ہین اور سایہ ترے کوچہ کی دیوارون کا
کام جنت مین نہین ہمسے گنہگارون کا

بعد مردن بھی خیال چشم فتان ہی رہا
سبزۂ تربت میرا وقف غزالان ہی رہا

کب لباس تنمین چھپتے ہین روشن ضمیر
پردۂ فانوس مین بھی شعلہ عریان ہی رہا

مجھمین اوسمین ربط تھا گویا برنگ بو و گل
گو رہا آغوش مین لیکن گریزان ہی رہا

پہنچہ جب میرے قاتل نے بغل مین مارا
جو چہرا منہ اوسے میدان اجلمین مارا

بال جب اوسنے بہت رد و بدل مین مارا
ہمنے دل اپنا اوٹھا اپنے بغل مین مارا

دل کو اوس کاکل پیچان سے نہ بل کرنا تھا
یہہ سیہ بخت گیا اپنے ہی بل مین مارا

مرگئے پر نہوا اسیر کا انداز نصیب +
زور یارون نے بہت ذوق غزلمین مارا

کہے ہے خنجر قاتل سے یہہ گلہ میرا +
کبھی جو مجھسے کرے تو بہے لہو میرا

تامل کیجیو ذوق طپیدن دیکھیے کیا ہو
کہ ابتک ذبح کرنیکا نہین قاتل کو ڈھب آیا

ایکدن بالکل نہین اسے چارہ گر اچھا ہوا
داغ ادہر تازہ ہوا گر زخم اودہر اچھا ہوا

نخل گل مہندی نہ بو نصف سبو مین جو لگا
ٹوٹ کر ٹکڑا ہو رکھکے میرا کاسۂ سر زیر پا

وہ کون ہے جو مجھپہ تاسف نہین کرتا
میرا ہی یہہ جگر ہے کہ مین اف نہین کرتا

لکھیے اوسی خط مین کہ ستم اوٹھ نہین سکتا
پر ضعف سے چلتی نہین قلم اوٹھ نہین سکتا

بلبل ہون صحن باغ سے دور اور شکستہ پر
پروانہ ہون چراغ سے دور اور شکستہ پر

لب جو ہین غنچے کو نکلی وا کیا جا کیا گہنے کو ہین
شاید اوسنے دیکھکے صل علی کہنے کو ہین

وہ جنازہ پہ مرے کس وقت آئے دیکھنا
جبکہ اذن عام میرے اقربا کہنے کو ہین

عبث تم اپنا رکاوٹ سے منہ بناتے ہو
وہ لب پہ آئی ہنسی دیکھو مسکراتے ہو

آچکی ہے سر گرداب فنا کشتی عمر
ہر نفس باد مخالف کا ہے جھونکا مجھکو

نگہ کیا اور مژہ کیا ہمتو دونون کو بلا سمجھے
اسے تیر قضا اوسکو پر تیر قضا سمجھے

زخم دل پر میرے کیون مرہم کا استعمال ہے
بیشک اگر جھونکا ہے تو کیا لون کا بھی کال ہے

موذیون کو حق نے آنکھین کہ لا دین بلا ہے
ہین حکمت تھی جو بعد وہم البصر عقرب ہے

سر بوقت ذبح اپنا اوسکے زیر پا ہے ہے
یہہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جاے ہے

رخصت اے زندان جنون زنجیر در کھڑکائے ہے
مژدہ خار دشت پھر تلوا میرا کھجلائے ہے

ہان مدد طاقت کہ ہے ضعف سے سینہ مین دم
دیکھیے لب تک خدا کیونکر مجھے پہنچائے ہے

واہ رے شور محبت خوب ہی چھڑکا نمک
استخوان میرے ہما کس کس مزے سے کھائے ہے

ابکے ہم سوز جنون بھن جاینگے دل اور جگر
رحم جوش گریہ چھاتی پھر ابھی بھر آئی ہے

قطرہ قطرہ آنسو ہے جسکے طوفان شدت ہے
پارہ پارہ دل ہے جسمین تو وہ تودہ حسرت ہے

وہ اپنے سینہ مین ہے آہ آتشین اے ذوق
کہ برق دیکھے تو فی النار والسقر ہو جائے

ذرہ تخلص لالہ رام ناتھ نام خاور کا نزمین خورشید مضمون درخشان ذرۂ فلک صفحہ بیاض روشن پہ یون تابان

تربت کو جہین روز و شب پڑا پھرتا ہی یہہ ذرہ
بجا ہے ایسے دیوانیکے مطلب کو روا کرنا

ذوق کا تخلص لالہ خوبچند نام ساکن دہلی شاگرد شاہ نصیر اصلاح سخن مین موافق انکی راے اور تدبیر

نقش پا خالق گیتی نے بنایا مجھکو
جسکے قدمون سے لگا اوس نے مٹایا مجھکو

شرم سے ہوگئے پانی تری دولت سے جنہین
موج دریا بھی ترے پانونکی زنجیر کہین

ذوقی تخلص ذوقی شاہ نام ایک فقیر لکھنؤ وطن گدائی فکر کا محلہ کاغذ مین ہر ایک دانا سے یہہ سخن

رکھہ ہات وہ قبضہ پہ یہہ ہم بولا کہنے
اب تو ہی ترا سر ہے شمشیر ہے اور مین ہون

وخواجہ حیدر علی آتش جیسے راسخ الاعتقاد خوش اور کاذب باعہد مشوش صاحب گلشن بیخار تمام زبانیکے شعرا کی صفت سے بجز اپنے دوستونکے تحریف کرتے ہین ہم جیسے عاصی سب صاحبون کے وصف خواہ دوست آشنا یا ناآشنا ہون تالیف کرتے ہین صاحب گلشن بیخار نے تذکرہ کیا لکھا نوابی کی ہر ایک شاعر کی یہان خانہ خرابی کی اگر منصف ہوتے تو ایسے حرکات سے ہر ایک کے ساتھہ پیش آنے سے سکون کرتے جو زیر و زبر ہونا پڑتا اسی طرز تحریر تذکرہ سے ڈرتے بلکہ حبل المتین انصاف کو مستحکم پکڑ کر فدوی کیطرح ہونا تھا صراط المستقیم انصاف پر چل کر اپنا عیب کہتا تھا اگر اب بھی منصفی کو کام فرماتین تو اپنے حرکات سے باز آئین بندہ صواب پرست وہ بر سر خطا کرتے ہین انکا اعتراض بیجا اونکا عذر بیجا کلام راسخ انکا سخندان عدد کا ناسخ وہ منسوخ ہے اور ناسخ راسخ

بار ور تجربے سے ہوتا ہے پتلا خاک کا
قطع دنیا کاٹنا اچھا ہے نخل تاک کا

کب سہی ضرب سخن راسخ کسیکی طبع تیز
باد بھی ہے تازیانہ توسن چالاک کا

بندہ خط و خال کا عنبر ہوا +
مشک کب اوسی زلف کا ہمسر ہوا

منزل مقصود کا پایا سراغ +
خضر میرے پانون کا چکر ہوا +

بے خم ابرو تری یہہ ماہ نو +
دیدۂ مشتاق مین خنجر ہوا +

راسخ اب اوسکے لب میگون بغیر
کوزے کا لب یہان لب ساغر ہوا

جوشن ترک فلک کو بھی ہوا ڈر پیدا
تیغ تیری نے کیئے اور ہی جوہر پیدا

سختئے دہر نے رکھا ہے گران بار مجھے
لون درم ہات مین تو ہوتے ہین پتھر پیدا

گو نگاہ اوس شوخ کا اقرار ہے بھی اور نہین
میرے ملنے سے اوسے انکار ہے بھی اور نہین

لاغرے ضعف ایسا ہے کہ شکل عکس
بستر غم پہ ترا بیمار ہے بھی اور نہین

خاموشی سے دل جلے کہنے سے جلتی ہے زبان
حال اپنا قابل اظہار ہے بھی اور نہین

گہ اوٹھا لیتا ہے گہ سینہ پہ رکھتا ہو وہ ہات
سانس لینا اب ہمین دشوار ہے بھی اور نہین

علم درسی مین ہادی شعرا مرحوم سے بہرہ وافی اوٹھایا اور لشکر سخن سید
گلزار علیصاحب متخلص باسیر پیرہادی شعرا سے استفادہ پایا اور سن
سن بارہ سو پینتالیس ہجری مین بزم مشاعرہ ببارگاہ فلک اشتباہ مہاراجہ
صاحب ترتیب پائی اور شعرائے نامدار سے مثل خلیفہ گلزار علیصاحب وغیرہ
کی خوش بیانی سننے مین آئی شعرائے اطراف صادر و وارد بھی آتے تھے اور
سخن زرہ مینا مین محک امتحان پر دار العیار مشاعرہ مین دکھاتے تھے تو اس
مشاعرہ کا شہرہ مشہور ہر بلاد مثل لکھنؤ اور شاہجہان آباد صاحب گلشن بیخار
نے اپنے تذکرہ مین مذکور نکیا انکا بیان حال آکے منظور نکیا جز بے فکری
خود آرائی ہے اور اپنے نزدیک بڑی بے پروائی ہے از انجا کہ کلام الملوک
ملوک الکلام قول بزرگان ارقام دیوان ذہن نے ترتیب پائی اگرچہ طبع ہر
سبکی طبع مین اپنی محبت جتائی راجہ صاحب کا کلام [illegible]
گرانی کرتا ہے ہر ذی شعور کی عقل کو اپنی کچہری مین دیوانی کرتا ہے

خانۂ دل مین خدا داخل ہبتو نکا نکلا — کعبہ ہم سمجھے تھے جسکو وہ کلیسا نکلا
چتر ہے داغ جنون سر پہ تو نالا ہے نقیب — دشت وحشت مین عجب ہم ہوے راجہ نکلا
اے جنون عریان تنی مین ہی تجمل ہو گیا — بال سر کے بڑھ گئے یہان تک کہ غل ہو گیا
خاکساری مین ہی نقش لعل طوق بندگی — دل سے مین راجہ غلام شاہ دلدل ہو گیا
اے شعلہ طور اپنے ترے ہات مین ہے دل — کیون داغ سودا نہ ہمیشا نہین ہوتا
تیر کے ہات مین وہ ہات دیئے بیٹھے ہین — دست فرعون مین ہوا بھی ید بیضا پیدا
صاف قائل ہی ہون اتنا کہ یقین ہے دم قتل — میرے خون کا بھی نقش ہے تیغ پہ ید بیضا پیدا
دھوکا ہو سرخ انگلیون پہ شمع طور کا — دیکھے کبھی جو مہندی لگی ان کے ہات
کیا جانئے کہان قافلہ ہمسفران ہے — یاران ہمدم کی نہین آتی ہے خبر
اب دیکھئے کیا ہو یہان یک لشکر و نشکر — اوس خوش نگہ کو [illegible] ملاکی [illegible]
ناتوانی سے بنا یا عنقا + — گویا شعرا کی [illegible] مین [illegible] ہون

سوے صحرا سے دیوانگی ذوق امیز کیا و خضر زیست اس قدر محبت رکھتے تھے
کہ ایک لمحہ جدائی اوس معشوق کی شاق محو نظارۂ جمال یار ایسے کہ دیدار
کے مشتاق تھے ہنگامہ جہان سے وقت رخصت ہچکیان مدہوش بادۂ محبت
کو جو انکے دوربین تھے وصیت کی کہ بعد انتقال لاش اس سرشار راوق
عصیان کو مے سے غسل دینا اونھون نے ایسی ہی نیت کی دیکھیے قدرت
خدا کہ کفن سے ہرگز بوے شراب نہ آئی معبود مطلق نے اسطرح بھی
ہر مدہوش شراب غفلات کو اپنی قدرت دکھائی سبحان اللہ ذات غفار الذنوب
ستار العیوب کا کس زبان سے شکر ادا کیجیے کسطرح اوسکی رحمت بیکران
اور عنایت بے پایان پر جان نہ دیجیے گنہگارون پر رحمت ہے یہہ کمال محبت
ہے اگر ہر بال ہمارے بدن کا زبان ہوا ور عمر خضر میسر ہو اور ازل و ابد
لاکھون بار شروع و تمام ہون تو بھی کم سے کم نعمت کا شکر ادا نکر سکین بجز
بندگی و بیچارگی ہم جیسے عاجز عصیان شعار جنکے بے لبی کا کچھ ٹھکانا ہی
نہین بھلا کیا کر سکین یا رحیم مجھ جیسے گنہگار پر تری بخشش بے پایان
یا اللہ ایسے عاصی بیمقدار پر یہہ تیرا احسان شایان آمین رب العالمین جسکا
شکر بہت چاہیے اسے کمترین شوق سخن رسوا کرتا ہے انکی بدنامی سے
نہین ڈرتا ہے

کوسے جانے نہین زمین پہ کہ اشکو نے ہم نہین	رسوا ابھی اس زمانے مین مجنون کی ہم نہین
ایام جوانی ہو نشا ہو سر جو ہو	یہہ سب ہو پہ جانان میری آغوش مین تو ہو
ہے زندگی کا لطف تب اے خضر خوش اوقات	جب ہات مین ساغر ہو صراحی ہو سبو ہو
رسوا کو کہا دیکھکے گل شوخ نے گستاخ	چل دور ہو فی النار ہو کافر ہو جہنم ہو

رسا تخلص مولوی علیم اللہ نام وطن انکا مطلع خورشید عالم طبع کی
بحث نفی و اثبات منطق شاعری مین طالب علم فکر سے مدرسہ کاغذ
مین یہہ تکرار و گفت و شنید طبع رسا فہم ذکا

کب حوصلہ تھا دلکو ستمگر کی چاہ کا
خانہ خراب ہوئیگا روسیاہ کا

راقم تخلص غلام محمد نام راقم کو جب اور کیفیت اظہار نہو ئی تو فقط اس مثل کو پیش کیا طبیعت ناچار ہوئی

جب مین نے کہا تمنے ملاقات اڑادی
تو اوس نے ہنسی مین یہ مری بات اڑادی

رضا تخلص سید محمدی نام شاگرد میر ضیا ذرہ فکر میر ضیا کے عکس سے یون چمکا

نقش شیرین کاٹتے پتھر پہ ہو سکا خیال
یہہ نہین ممکن کہ جائے خاطر فرہاد سے

رضا تخلص میر رضا علی نام لکھنؤ انکی سکونت کا مقام سخن سے راضی برضا ہو ایسا فرمایا

مت پوچھیے رضا کا کچھ حال غم تنہائی
اک دل تھا سو کھو بیٹھا اک سر ہے سو سودائی

رضا تخلص میر محمد رضا نام عظیم آبادی قول بعضو نکا ہے کہ لکھنوی ایسا فرماتے ہین یہہ سخن زبان پہ لاتے ہین

اسکا کچھ انجام بھی سمجھا کہ تو نے اے فلک
حسن دن دونا فزون ہان ہان عشق شور افزا کیا

رضا تخلص مرزا جیون نام وطن شاہجہان اباد صاحب دیوان میر نظام الدین ممنون انکے اوستاد

کون ہے وحشی کی اسکو اسقدر ہے یاد آہ
سنگ سے اب تک بھرا جو دامن کہسار ہین

رضی تخلص سیف الدولہ رضی خان صلابت جنگ نام وطن شاہجہان اباد عرصہ قریب ہوا کہ رخت ہستی سرائے دنیا سے طرف منزل عدم باندہا رضینا برضا اللہ تا یوم تشادیہ سخن ایسا زبان پر آیا جو صرف امتحان پر آیا

دیکہہ تک شمع کو عاشق کے ستانیوالے
اسطرح جلتے ہین اورون کے جلانیوالے

راقم تخلص لالہ بندرابن نام ساکن جہان اباد یا متہرا معلوم نہین کہ شاگرد منظہر ہین یا سچے شعرا راقم انکے ترقیم کو یون رقم کرتا ہے انکے مضمون کو کاغذ سے ضم کرتا ہے

اب اور لگا ہوئی ایجاد گلستان مین | راتون کو لگا رہنے صیاد گلستان مین

۲۳ رفاقت تخلص مرزا نگین نام رفیق سخن شفیقان شعرا سے بزم کانند
مین اس رفاقت سے ہم فن

برسون کی ایک دم مین رفاقت چھوڑ دی | کیا ایسی زندگی کا بھروسا کرے کوئی

۲۴ رغبت تخلص میر ابو المعالی نام وطن لکھنؤ طرز تحریر سخن مین یہ وضع
ایسا کلام

یاد ہے راتونکو چھپ چھپ کر وہ آنا اپنا | چٹکیان میری وہ لے لے کر جگانا اپنا

۲۵ روشن تخلص روشن شاہ نام میرٹھ مین بلباس فقیرانہ بسر کرتے بریلی
وطن جیلہ روشن چراغ طبع کا شعرا کے میلہ مین فرش کاغذ پر صداے
یا علی مدد سے ہم سخن

آپ کرتے ہین بار بار نہین | ہمکو ہان کا بھی اختیار نہین

۲۶ رفیع تخلص رفیع الدین خان نام شیو خان لکھنؤ سے ہین تمناے زیارت
حرمین محترمین ہمن سرکو قدم کر کے اپنا کام کرتے ہین واسطے طواف کعبہ
ابروے لعبت مضمون کے جہاز کاغذ مین حاجیان شائق کے روبرو اسطرح
احرام کرتے ہین

نالہ والون کے ستانے سے حذر کر ظالم | عرش بھی آہ سے مظلوم کے ہل جاتا ہے

۲۷ رنگین تخلص لالہ پوہن لعل نام قوم کایتھ ساکن شاہجہان آباد ازم
تزئین دست مزاج سخن حناے فکر شعر سے باین شوخی رنگین

رنگین نہین ہین قطرۂ شبنم سے باغ مین | باد صبا نے مے سے بھرا ہے ایاغ گل

۲۸ رقت تخلص مرزا قاسم علی بیگ نام تلمیذ یافتہ شیخ قلندر بخش جرأت
اور مہربان خان رند سے بھی فیض پایا مولد و منشا دہلی ریاست بزرگان
مشہور سطر مردم چشم سخن اپنا مضمون رومال کاغذ سے لیکن پاک
کرتے آیا

دیوار گلرخان کا سایا گر پڑا ہے	زاہد بتا تو مجکو طوبےٰ مین شاخ کیا ہے
سے خیال نگہ یار سے آہون مین اثر	کیا ہے پیکان نکیلا یہ مرے تیر مین ہے
حضرت پر قدس سے یہہ فیض ہوا ہے رقت	دم عیسی کی حلاوت مری تقریر مین ہے

رونق تخلص میر غلام حیدر خان نام ساکن عظیم اباد رونق اشعار رنگین مین انکی ایسی استعداد

رحم کر اید دست گاہی خاکساری پر مرے	نقش پا کیطرح تیرے راہ مین افتادہ ہون

رند تخلص مہربان خان نام علم موسیقی مین سازو برگ کابل امیر وقت ہمچشمون مین بترتیب مضامین سایل صاحب دیوان مرد خوش بیان کلام رندانہ طرز بے باکانہ یہ طور تقریر ایسا اندازِ تحریر

بہی کب تلک چشم تر جا بیگی	یہ ندی چڑہی سے اوتر جا بیگی
دلکا گہبرانہ کہون یا کہ نفس کی تنگی	دیکھیے کیا کرے صیاد قفس کی تنگی
ہے مری جان کا یہی دشمن	رند اس دل کو خوار ہونے دے

رضا تخلص حمید الدین نام رہبس چاند پور سخن گو و طباع مشہور

آہ کیا دن ہے کہ ہم ساتھ ترے او گلرو	دو قدم صحن خیابان مین چلے بیٹھ گئے
اب یہ حالت ہے کہیں چہپ کے ترے کوچہ مین	ہمین گنہگار جو دیوار تلے بیٹھ سکے

رند تخلص لالہ گنگا پرشاد نام زلف سخن مین مشاطہ فکر جرأت سکے ہات شانہ اصل لکھنؤ کشمیر زار نہ مشرب کلام رندانہ

نہین پیکان پہ جو ہر نامہ دوست یہ پہ لکھا	اشارا قتل کا قاتل نے کس تقصیر پہ لکھا

رنج تخلص میر محمد نصیر نام سلسلہ نسبت بیرون سجادہ نشین خضر شعر اسے بلا اوصاف حمیدہ صفات پسندیدہ علم موسیقی مین مشاق کمالات مین طاق فرمانروا ے ملک خوف و رجا برکت انفاس متبرکہ بے انتہا شہسوار ابلق جذب و سلوک یکہ تاز اشہب الفقر فخری دو نوک سخن عاشقانہ دافند عشاق کلام مشتاقانہ زخم جگر خدنگ مژگان کا مشتاق دست فسکہ مین

قلم کے آرنج ثمر مضمون ہے یا ترنج رنج سکے کلام سے جی کو راحت ہے کیا نادر فصاحت ہے

یقین ہوگیا دیکھکر اوسکا قامت | کہ بیشک قیامت مین دیدار ہوگا

راز تخلص لا اعلم اسم مبارک پردہ دار راز سخن سے حاصل نیاز رہتا ہے

دہیان ایک قلم تا زلف کا | صفحہ کو دیکے رشتہ مسطر سے ہی غرض

رنگین تخلص سعادت یار خان نام شاگرد شاہ حاتم ذوالاحترام سیاح اشتہار سیار ہر دیار عہد شباب مین سینہ محبت گنجینہ تودہ تیر مژگان دلبران ایام جوانی مین دل مشتاق منزل سپر شمشیر لعبتان سمند خامہ بہ تصنیف رسائل فرستادہ عرصہ قرطاس پر جولان زاہد کلک بہ تحریر مثنویہا سے معرفت آگین بزاویہ ذریعہ تسبیح خوان پھر صاحب گلشن بیخار کی کج طبعی اور شوخی کا بیان آیا دیکھیے ان صاحب کے حق مین اونھون نے اپنی کتاب مین کیا تحریر فرمایا «چون دواوین دیگرش مبنی بر ہزل و ریختی وغیرہ است کہ ایراد آن باین ذخیرہ نمیسازد بنا بر آن از دیوان ریختہ و ریختہ بوقت تمام این ابیات گزیدہ شد الخ» مخدومان والا جاہ غور ہے انکی تحریر کا یہ طور ہے کہ انکے کلام کی اہانت کرتے ہین کس پردے مین فاش ظرافت کرتے ہین جو انکی تحریر کا حال ہے وہی انکے اوستاد و یاران ہم صحبت کا احوال ہے انکے اوستاد وغیرہ مانع نہوئے کیسے اچھا کہنے پر قانع نہوئے انکے اوستاد اور انکے دماغ مین تجبر بھرا ہے نہین نہین سودائے خام پک رہا ہے کلام میان رنگین ہزار رنگین کف کاغذ حنائے عیش سے بکمال شوخی تضمین

داری مین ترے جاؤن خالق ہے تو خلقت کا | کب ہووے بیان مجھسے ذرہ تری قدرت کا
تو ہی وہ جوان جس نے پھر کرکے زلیخا کو | یوسف کو کیا مفتون اوس چاہ سے صورت کا
اور حضرت عیسی کو بن باپ کیا پیدا | مریم کا مرے والی شاہد ہے تو عصمت کا
سمجھے گی اوس سے صحبت کسطرح کچھ کہہ نہین سکتا | وہ ہرجائی ہے اور بس شغل مین بھی وہ نہین سکتا

زکی تخلص شیخ مہدی علی نام مرادآباد وطن لکھنؤ جیسا شہر انکا انکے شعر سے مشہور ہوئے بے بدل اچھی فکر غزل پیشکار تحصیل حضور مضافات سہارنپور شخص ضعیف اور سن رسیدہ سیاح اطراف جہان دیدہ مرد دانا و عاقل بندہ کو ہے اون سے نیاز حاصل

جمال یار پہ ہمنے یہ ٹکٹکی باندہی + کہ اپنی آنکھ کا تل اوسکے منہ کا خال ہوا
وحشت ہے آشکار زلیخا کے حال سے + آنکھیں بیان کرتی ہیں افسانہ خواب کا
نہ گرد راہ نہ بانگ جرس نہ نقش قدم + اوداس قافلہ جاتا ہے زندگانی کا +
غبار قیس ہی جان آگئی لیلا کی ٹھوکر سے + اوڑا جاتا ہے مجنون جنگے ہر ذرہ بیابانکا
شعلۂ حسن کبھی برق جہان سوز نہو + آفت جان زکی دل ہی کا آنا ٹھہرا
دہوم دیوانی اوڑاتی ہین پریزادون کے + شمع محفل کو لگا دیتے ہین پروانے پر
یہہ جگر و لگا ہے اے سوز محبت ورنہ + پہینک دیتے ہین شرر سینہ سے پتھر باہر
یوسف کا اپنے دہیان ہے تحریر خط کے وقت + ڈر ہے کہ اونگلیان نہ قلم ہون قلم کے ساتھ
حسرت اے تازہ اسیران قفس آتی ہے + دہوم سے فصل بہار اب کی برس آتی ہے
پیار کی باتین غضب ترچھی نگاہین چھپان + مہربانی قہر ہے نامہربانی قہر ہے +

راز تخلص میر مظہر علی نام ملازم احمد علیخان شوکت جنگ راز دل کا پردۂ سخن مین راز و نیاز ہے کر بیان کرنے کا آہنگ

اگر کچہ لبس بھی ہوا اپنا تو کا ہیکو یہ خواری ہوتی + بچا ہین اوسکو بھی ناصح ہو الفت اختیاری ہوتی

زینت تخلص از ارباب نشاط ایک صاحب شاہجہان آباد کی ہین از ابرا بیگم صاحب غریب مقتول شہید کشتۂ غمزہ اونکے تھے شاہد وفا سے ترک انس نکی وطن سے جبر آغربت لکھنؤ کی حصول عاشقون سے اشارہ ابرو مجبوبۂ سخن کا چہارسو سخن کو ان سے زینت ہے یاران شائقین کو صحبت ہے

شب جہتا ہیں تا صبح زینت + خیال یار ہے اور میں ہون +

راز تخلص میر برہان الدین نام ربط تحریر خط شکستہ درست دل راز کا راز سخن

نہلیان شائقین کشادہ خاطر کے روبرو چیت

چرخ کے کیسے انقلاب ہوئے + پھر کبھی ہم نہ کامیاب ہوئے

زائر تخلص میر جیون علی نام کشمیری یہہ بھی اونکی نظم سحر بیری

ایکدن پہلے ہی دنیا سے اوٹھانا ہمکو | یا الٰہی شب ہجران نہ دکھانا ہمکو

زمان تخلص سید محمد زمان نام امروہا وطن دیکھنے مین نہ آیا ان حضرت کا مجموعۂ سخن کلام ایسا فرمایا جو لکھنے مین آیا

عارض ہی گل کا صاف و لیکن جھلک نہین | نرگس سے چشم ہے یہ نکیلی پلک نہین

زکی تخلص جعفر علی خان نام بندہ اورکیفیت سی محروم وقت ارقام کلام ایسا ارشاد کیا سامعین کا دل شاد کیا

عشق مین نسبت نہین بلبل کو پروانہ کو سا | وصل مین وہ جاندی یہہ ہجر مین جلتے رہے

زخم تخلص بسم اللہ خان نام حیدرابادی دیکھی انھون نے میان [illegible] صاحب کی اوستادی انکی تیغ قلم تیز ہے سپاہی فکر کا جو ہر خونریز ہے زخم دل سخن مرہم اصلاح سے مندمل ہو جسکے سننے کے لیے ہر مشتاق کا بلبل دل ہو طبیعت کا شاعر بسم اللہ خوان جسکے صحیفہ کا یہہ عنوان

واہ وا اپنے رہو اے شیر واہ + تمنے آہو گیری اچھی یاد کی ++

حرف السین

سامان تخلص میر محمد ناصر نام ساکن کانپور معلوم ہوا انکا کچھ اور تذکرہ ہرچند خامہ بے سر و سامان ہے اسیر کیا تحریر ہے کیسی شان ہے

شب اسطرح جلتے ہین ہمین دیکھ | مگر رشتہ مین ہین اوس شمع رو کے

ساقی تخلص مرزا محمد جان بیگ نام ابتدا انکے قپچاق جو ایک صحرا ہے ترکستان مین شہرہ آفاق انکے والد نے کشمیر جنت نظیر مین ریاست اختیار کی پھر دہلی مین رہے اور حضر شعراے بیعت ایکبار کی دونو زبانون مین شعر گفتہ شاہدان مضمون سے خوش رہتے اصل ترک کشمیرزا کی دہلی مین

سجاد تخلص میر سجاد نام مولد و منشا فخر دہلی غربت سے جب وطن مین آتے
شوق سخن یہہ تھا کہ تا قیام ہمیشہ مشاعرہ مین شعرا کو بلاتے اب یہہ انجمن
سے گئے اور یہہ سخن ہے

خواہ خط اور خواہ ابرو خواہ مژگان خواہ زلف	ایکدل رکھتے ہین جو چاہے سو لیجائے آوے

سرشور تخلص لالہ دیوانی سنگہ نام قوم کا کایتہ اسکے سخن کی یہی ہے
بہ حال نہایت

طوفان نوح اسنے دکھایا پھر نظر مجھے	گریبان رکھے ہے جن تر یہہ چشم تر مجھے

سراج تخلص سراج الدین علی نام مصباح عقل و دانش سے روشن ہوا
شعلہ عشق بہت تر ساختہ تن پہ شرر افگن ہوا پیر دلمین چراغ محبت اوس
بت کا روشن ہوا خدا کی شان صرف برق حسن انکا خرمن ہوا آخر الامر چراغ
دل پر وقع مغفرت ہوا کو ترحم و الہ کا دامن ہوا حکم ملاقات شمع و پروانہ کا دلمین
مسکن ہوا افراط الفت پہ یہہ اوس نور شمع دیکر پروانے کو وصل کی پروا انکی
کو ایجا بالکل کر دیا سراج نے مانند پروانہ اوس شعلہ شمع حسن پہ تصدق ہوکر
اپنا چراغ ہستی گل کر دیا عاشق کو نہ وصل کی توانائی نہ ہجر کی طاقت آزمائی القصہ
شاعری سے مین شمع جانگدازم تو صبح دلکشائی ❊ سوزم گرت نہ بینم میرم چو
رخ نمائی ❊ نزدیکت اینچنینم دورت آنچنان کہ گفتم ❊ نے تاب وصل دارم نے طاقت
جدائی ❊ وہ شمع سر بشعلہ ہوئی سر مانند وہ پریشان کرکے بخاطر جمع ساتھ
چراغ روح سراج کے ہم جلوہ ہوئی آتش عشق نے دونو کو ایک آگ مین
جلایا اور درمیان سے اوٹھا پردہ دوئی سراج عشق حقیقی ہمراہ دوست
جب وصل ہوا تو آپ دشمن آپ دوست عاشق کا چراغ زندگی باد اجل نے
بجھا دیا معشوق کی شمع عمر گداختہ دل سوختہ تن کو سوز عشق نے جلا دیا
معشوق مانند شمع اشک ریز عاشق صورت پروانہ جلنے مین تیز فکر سے سخن
مین سوا اسکے اس غزل کے اور کچھ کبھی سمع ماعمی مین نہین پہنچا سراج تخلص

مجلس تاریک کاغذ کو اس سوز سے روشن کیا

چلی وحشت عشق میں وہ ہوا کہ چمن سرور کا جل گیا | نکلا ایک شاخ نہال شمع سے دل بسمل میں جو ہری نار

سرور تخلص اعظم الدولہ نواب میر محمد خان نام تلمیذ یافتہ محمد جان سنائی فن شعر میں مشہور زمانہ تالیف تذکرہ میں نامی گرامی اسکے کلام سے دلکو سرور بندش مضمون سے خاطر مسرور

ہم جانتے زمین سے تھی دور چرخ کو | دیکھا تو ایک نقطہ جولان نالہ تھا
ہات اپنے سینہ زیر بغل بعد فنا بھی | تھی ایک ہم آغوشی دلدار کی حسرت
غیر لایا اسے یہاں پھر تماشا وہ تنزع | دو دستوں سے تنہا جو کہ ہوا دشمن سے

سراج تخلص لالہ اعلیٰ ہر چند لولگانی نام اونکا روشن ہوا معاصر آئینہ سراج سخن طاق کاغذ پر اس شرارت سے شعلہ انگیز اسکے مشعل فکر سخن کی روشنی ہر سو

بیٹھیں سے تاب تجھے تیرے سامنے جانا | کہاں سراج کہاں آفتاب عالمتاب

سرور تخلص مرزا رجب علی بیگ نام لکھنوی از تلامذہ نوازش حسین خان نوازش مصنف فسانہ عجائب ایک قصہ بطرز نادر بھاورہ روز مرہ بعبارہ اسکے قلم سحر نگار کی تراوش اسکے کلام سے دلکو سرور ہو غم و کلفت جیسے دور

عشرتکدہ جہاں میں ہزاروں ہوئے ولی | اکیدل ہمارا تھا کہ وہ ماتم سرا رہا
سے شوق سرور الیفا غالب جو قاصد سے | کوسوں ہیں تلک حاجت کہتے چلے جاتے ہیں
ایک وضع پہ نہیں ہے زمانے کا طور آہ | معلوم ہو گیا مجھے لیل و نہار سے

سلطان تخلص مرزا الٰہی بخش نام عرف مرزا تیلی انکی پادشاہ سخن کا یہ حکم کہ تیغ زبان سے تیلی پیلی ہو کر عدو کا جی لے

دور رکھے دوران سے گردش دوران تجھے | مت رکھ اسے دور خراب یا دم گردان

سعید تخلص قاضی سعید الدین خان نام کاکوروی انکی چشم سے وعدہ دیدار فردا کے شوق میں چشم پوشی اختیار کی چشم نابینا سے سخن

کحل دوات مین میل خامہ کو کحل الجواہر مضمون سے آلودہ کرکے واسطے حصول بصارت معنی کے یون چشم چہار کی معشوق سخن سعید ہے عاشقونکو دید روز عید ہے

بیمار غمی اوسکے ملنے سے بہتر ہے کیونکہ ہوا — الہ پھری کو نہین خوش آتی ہر انسانکی بو

سکندر تخلص خلیفہ محمد علی نام پنجابی شاگرد محمد شاکر ناجی الکلام و شیشہ سکنے کا شوق تھا پہر شراب پینے کا بھی ذوق تھا سیر دہلی کرکے حیدرآباد پہنچے اور وہین انتقال کیا مین نے اونکا بیان تحریر حسب حال کیا سکندر فکر رہبری حقیر شوق سے طرف ظلمات مضمون کیا نیزہ فکر طبع سوسے سینہ دار اسے مضمون پہر خون کیا طبع نعیمی کی سکندر سے ملک سخن پہ زور آور ہے

سحر گئی پرا چمن مین کونسا خورشید رو یارا — اے شبنم گل کے منہ پر اب تلک پانی چڑہی ہے

سعادت تخلص سعادت علی نام اور دہلی کے ساکن اور کیفیت معلوم نہین کہ کیسے تھے اور کیا سن سخن کو سعادت ہے انکی نیک عادت ہے

یار ہے جو رقیب لڑتے ہین + — یہ بھی اپنے نصیب لڑتے ہین +

سلطان تخلص نواب نصر اللہ خان نام خامہ اسکے بیان حال مفصل مین ناتمام مضمون اس سلطانکی رعیت ہے لشکر سخن پر نصرت ہے

اوس لب سے کیا لعل کا جب رنگ برابر — دیکھا تو نہین اوسکے یہ پاسنگ برابر

سلیمان تخلص لااعلم یہ انگشتری سخن براے تسخیر جنات مضامین لو کہین

تجھسے ظالم سے ملا دیکھیو طرار ہی دل — کچھ بھی دہڑکا نکیا بل بے جگردار ہی دل

سلام تخلص نجم الدین علی نام ساکن جہد دہلی اور کسی حال سے عاصی کو آگاہی نہ ملی شاہد سخن کو سلام کلام سے کلام لاکلام

حدیث زلف چشم یار سے پوچھہ + — درازی رات کی بیمار سے پوچھہ +

سرعت تخلص انکے احوال نے سرعت کی تو بندہ نے بھی تفتیش مین نہ جرأت کی

موجین مارین کہ قلزم عمیق مین چشمہاے حباب دیکہہ ہارین کلام اونکا وہ
نخل ہے کہ ثمر اوسکا مزا اثمار اشجار خلد کا دیتا ہے ایک ایک مصرعہ موزون
سے شاخ طوبی کیفیت فضاے بہشت لیتا ہے خنجر مصرعہ کا جو زخم کہائے
تو ہر مرتبہ مزا شہید شہادت کا پائے اور نشان زخم نظر نہ آئے تو کسیکو
کیا دکھائے روشنی شمع فکر اونکی آذر مشعل وادی ایمن ایک دو دانے
ہین طائر مضمون اور طوطی سدرا ایک آشیانے ہین مرغ مضمون شاخ
مصارع پر اس رنگ سے نوا سنج جسکی نغمہ پردازی سے بلبل ہزار داستان
کو رنج طوطی تصویر سخن گلدستہ کاغذ پر اس وجہ سے دستان سرا ہے
کہ ہیچ عندلیب با وصف اعجاز گویائی گنگ بے سر و پا ہے دام ابیات
مین مرغان مضامین بہزار شوق شکار ہوتے ہین صیادان طیور سخن اسکے
فکر طبع کے پہندے مین گرفتار ہوتے ہین اگر مرقع بہزاد مین تصویر جیسی اُس مضمون
خامہ جادو نگار لکہے تو ہر تصویر ذی روح اور گویا ہو کر محو حیرت ہو رہے
کلام اونکا وادی کاغذ مین گم گشتگان دشت سخن کو خضر ظلمات مطلب ہے
سخن کی اور اونکی کثرت الفت سے ایک صورت ہو گئی یہی سبب ہے گو
قصیدہ غزل سے بہتر ہے پر غزل جو بہتر قصیدہ سے نظر حقیر مین غزل چشمۂ
خورشید اور قصیدہ جوی شیر سے سفید امکان نہین کہ غزل مین
شعر بے لطف ہون اور قصیدے مین باکیف ایک ایک سے بہتر اسپر عد و عیب
لگائے ہزار حیف طبع نیاز مند کو طرز کلام اونکا نہایت پسند مذاق معانی
سے خواہش شوق خورسند اگر عنان کمیت کلک طرف ساخت صفت پہیری
تو نکس کو ہما سے افضل تر بنایا اور جو باگ شبرنگ قلم سمت عرصۂ ہجو
معطوف کی تو عنقا کو پشہ سے کمتر کر دکہلایا صاحب گلشن بیخار کو کیا ہوا ہے
جو سودا کی بابین یہ فقرہ لکہا ہے مرزا از اقسام شاعری در مثنوی فکر معقول ندا شت الخ صاحبو
جس شخص کو یہ قدرت حاصل ہو کہ جس طرف کو طبیعت مائل ہو تو پیر تو آفتاب طبع سے مہر کو

سایہ سے بدتر کر دکھائے جو دست فلک سے سایۂ دیوار کو رشک ظل ہما بنائے کیا مثنوی یہ کہہ سکے کیونکہ میرا جی رہ سکے کلیات مین ایک مثنوی دیکھنے مین آئی واہ اللہ اللہ سبحان اللہ کیا کیا شعر اوسمین لکھے ہین کہ اونکی کیا تعریف ہو کس زبان سے اونکی توصیف ہو غرض کہ وہ صفا اونکا جسقدر کہیجیے زیبا سودائے سخن شاہ سخن شاہ حاتم سے خرید اصفرا عرا جان شائق کو سودائے شعر اسدم سے دیا + سوداغ اوٹھانے والے محبت کے جو دعوے سخن کرتے ہین اون سے یون کام لیا

ہر سنگ مین شرار ہے تیرے ظہور کا
موسیٰ نہین جو سیر کرون کوہ طور کا

پڑھیے درود حسن صبیح و ملیح پر +
جلوہ ہر ایک مین ہے محمدؐ کے نور کا

نوراخند ہنر کرنے مین اپنا مین گنوایا
چون آئینہ جوہر نے مجھے عیب لگایا

جلوے سے ترے ہم ہین صنم بزم جہانمین
گر شمع نہووے تو شب تار ہے سایا

کام آب کا لے خاک سے بھی روشنی طبع
آئینہ نے منہ خاک سے پھر عمر ڈبلایا +

کچھ کبر سے خاطر مین نہ لایا ہمین کوئی
رتبہ کسی خاطر مین ہمارا نہ سمایا

صہبائے خرابات جہانمین ہون کہ جس نے
نام اپنے بزرگون کا خم سے مین دبایا

مین ننگ ہون تا کہ قبیلے مین سے کوئی
میراث کے لینے کو بھی وارث نہ کہایا

رونے نے کیا حال دل اوس شوخ پہ روشن
سودا نے دیا عشق کا پانی سے جلایا

مجھ صید ناتوان کی احوال کو نہ پوچھو
محروم ذبح سے ہون مردود ہون قفس کا

زخم دل پا دے مرے شور سخن سے التیام
چاک ملتا ہے زبان شمع سے گلگیر کا

گل مرے مشہد پہ کب بھیجے ہے وہ ابرو کمان
طرح غنچہ کی کھلی جب تک نہ پیکان تیر کا

جائے گرد کاروان ہو جائیے ہم صحرا مین دو
ورنہ کیا حاصل جرس فریاد سے تاثیر کا

سودا جو کبھی گوش سے ہمت کی سنے تو
مضمون ہی ہے جرس دل کے فغان کا

ہستی سے عدم تک نفس چند کی ہے راہ
دنیا سے گذرنا سفر ایسا ہے کہان کا

اسقدر بنت العنب سے دل ہے سودا کا بھرا
زخم لے دکے نہ دیکھا منہ کبھی انگور کا

زبان ہے شکوہ میں قاصر شکستہ پائی کی
کہ جس نے دل سے مٹایا خلش رہائی کا

بہنا کچھ اپنی چشم کا دستور ہو گیا
دی تھی خدا نے آنکھ سو ناسور ہو گیا

بھٹکی پھرے ہے کب سے خدایا مری دعا
دروازہ کیا قبول کا معمور ہو گیا

پہنچ چکا ہے سر زخم دل تلک یارو
کوئی سبو کوئی مرہم رکھو ہوا سو ہوا

اتنا ہی تو یوسف سے مشابہ کہ عدم کے
پردے میں چھپا اوسکے نہیں تجکو نکالا

کعبہ اگر چہ ٹوٹا تو کیا جائے غم ہے شیخ
کچھ قصر دل نہیں کہ بنایا بنجائے گا

رہائی کے لئے کیا منت صیاد اے ظالم
بس اتنا بھی نہ مر رہیو پھڑکنے زیر دام کیا ہوگا

دلا اے اشک کہ جون شمع گلا جاتا ہون
رحم اے آہ شرربار کہ جل جاؤن گا

اپنا ہنر دکھاوینگے ہم تجکو شیشہ گر
ٹوٹا ہوا کسیکا اگر ہم سے دل بنا

کمال بندگی عشق ہے خداوندی
کہ ایک زن نے شہ مصر سا غلام لیا

سیہ کاری ہی مانند نگین ہر چند کام اپنا
نکالا روسفید آخر ہیں اس صفحہ میں نام اپنا

سودا غزل چمن میں تو اب ایسی کہہ کہ لا
گل جسکے پھاڑیں جیب تو دیں بلبلیں جلا

شاکی نہیں خدا سے بنے گر یہ شکل خشت
ممکن نہیں کمہار کا مٹی کرے گلا

خاک کا پسر بھی مسیحا سے کم نہیں
فیروزہ مردہ ہو وے تو دیتا ہے یہ جلا

برنگ آئینہ ہم روز سینہ صاف ہوئے
جو اپنے دل پہ کسی شخص کا غبار آیا

سینے سے میں دعا کو لایا جو شب زباں تک
کہنے لگے اجابت کیا یہ خیال آیا

اکثر ہے تو کیا ہے وہ مشت خاک سودا
خاطر پہ جب کسی کے اوس سے ملال آیا

کفر کی میری تجلی ہے نظیر شمع طور
پوجوں جس بت کو میں ایک نمونہ ہی اللہ کا

کمال کفر ہے اے شیخ ایسا کچھ کہ اوس بت نے
پرستش سے مری پیدا کیا جلوہ خدائی کا

گل مت سمجھیو باغ میں اے عندلیب زار
غنچے کا دل وہیں پہ ٹپکے بکھر چلا

ہر خار سے اوسکے ہے مراد امن دراز
ہوں رشتہ بپا بلبل گلزار محبت

چوٹ ہو دل میں تو وہ سدرہ پیری ہے
ہوتے ہیں نہیں کرتا غم ایام سفید

آج بیمار کا تیرے سے ترقی پہ ضعف
صبح تھا زور رہا وسکا تو ہوا شام سفید

زاہد ایکی مغ نے مے اس نوع کی کھو کہ آج
وقت پہ مرے صبح نسیم آئی تو یہ جان
سمندر کر دیا لوگون نے آخر اوسکو گریہ کر
دماغ آشفتہ ہو جاتا ہے غنچے کے چٹکنے سے
مین مین پرہون شہ کوچہ مین کیا خاک بسر
دام الفت کی اسیری نکی جدی ہے پرواز
دام سے زمزمہ ساران چمن کو کیا کام
بال و پر ہونے نپائے تھے نمودار ہنوز
کسکے ہین زیر زمین دیدۂ نمناک ہنوز
گل زمین سے جو نکلتا ہے برنگ شعلہ
اشک آتش ہے خون آتش وہ ہر داغ دل آتش
اے لالہ کو فلک نے دیئے تجھکو چار داغ
سینہ ہے سوز عشق تیرا بات کب اوٹھائی
دلکو داغون نے نرکھا سیر گلشن کا دماغ
یکدست اگر زمانہ جہان سکے لٹا سے گل
ہے شعر طور دیہہ کہ بجز حکم عندلیب
ہین اور عندلیب ازل سے ہین ہم نصیب
سودا لکھے ہے باغین وضع زمانہ دیکھ
جاتا گل تو تو ہنستا ہے ہمارے بے ثباتی پر
دیکھین تو کسکی چشم سے گرتے ہین لخت دل
کیا چاہیے تجھے سر انگشت پہ حنا +
گلشن مین چشم اوسکی مجھے یاد ہے سودا
ہاے دل نے ترے صید نہ چھوڑا زمانے مین

کوے میخانہ سے گذرا محتسب پڑھتا درود
دیوانہ تہ خاک ہے زنجیر ہوا پر +
ہوئے تھے جمع کچھ آنسو مری آنکھون مین بہہ کر
چمن مین مسرہ ای بلبل پری تک جا کے چہچہہ کر
تب ہو سکین کہ اولٹ جاے زمین میرے
کہین اوڑتی ہین مری بال کہین پر میرے
لائی آفت مری آواز حزین میرے پہ
تب ہی ہم کنج قفس مین ہین گرفتار ہنوز
جا بجا سوت ہی پاتے ہین تہ خاک ہنوز
کون جان سوختہ جلتا ہے تہ خاک ہنوز
آتش پہ برستی ہے پڑی متصل آتش
سینہ مرا سراہ کہ ایکدل ہزار داغ
تا پھوٹ کر جگر کی نہو جاے پار داغ
زخم ہے سینہ کا میرے رخنۂ دیوار باغ
سر کو ہمارے خاک نہ دیوے سوای گل
کوئی کسی مزار پہ ہرگز نہ لائے گل
تجھ پر ترا ستم ہے تت اوسپر جفاے گل
اے واے وای بلبل وہ ہی ہای ہای گل
تتا روتی ہے کسکی ہنسنے موہوم پر شبنم
تو اسطرح سے رو سکے اے ابر تر کہ ہم
جس یگانہ کے خون مین چاہین ڈبولیا
ساغر کو مرے ہات سے لیجے کہ چلا مین
تڑپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانے مین

بلبل تصویر ہو نہین نقش دلوا چمن
نوک سے کانٹون کی ٹپکے ہی لہو اے باغبان
لخت دل اگر تو خزانمین جائے بر گل اے عندلیب
نے بلبل چمن نہ گل نو دمیدہ ہون
لخت جگر آنکھون سے ہر آن نکلتے ہین
کار فرما جو ہمین پوچھے تو کیا دینگے جواب
حباب لب جو ہین اے باغبان ہم
نوشتے کو مرے مٹاتے ہین رو رو
سنوار آئینہ گہر داس غم سے اپنے منہ کو ملتا ہے
اس کشاکش سے دام کے کیا کام تھا ہمین
احوال میرا سن ہون مغرور کیا اوسکو
پیغام بر نے دیر لگائی تو ہے ولے
مستی سے اوسکی چشم کی لے محتسب خبر
یوسف تجھے کہہ بیٹھے زلیخا تو کہو ون کیا
تصویر مین ترے کہو صبا اوس لا وبالی سے
گل پھینکے ہے اورون کیطرف بلکہ ثمر بھی
اے ابر قسم ہے تجھے رونے کی ہمارے
اسدل کے تف آہ سے کب شعلہ برآوے
پھل جوانی سے نپایا کبھی جوان طفل عمر
فکر معاش عشق بتان ذکر رفتگان
گر ہو شراب و خلوت و محبوب خوبرو
تعلیم گریہ دو دن اگر ابر بہار کو
سودا ہزار حیف کہ دنیا مین آ کے ہم

فی قفس کے کام کا ہر گز نہ درکار چمن
کس دل آزردہ کی دامن گیر ہین خار چمن
ہم تری جا کہہ اگر ہوتے دل افگار چمن
مین ہو سمہ بہار مین شاخ بریدہ ہون
کیا دل سے محبت کی از بان نکلتے ہین
وہ کیا کام نہ دنیا ہو نہ ہو قدر جس مین
چمن کو ترے کوئی دم دیکھتے ہین
ملایک جو لوح و قلم دیکھتے ہین +
خدا جانے کیا کیا صورتین اس خاک مین ہین پنہان
اے الفت چمن ترا خانہ خراب ہو
اغیار تو تجھے ہی پر یار بہت تھے +
دھڑکے سے دل کہ یہ نہ کہے رات ہو گئی
دنیا تمام بزم خرابات ہو گئی +
عاشق وہ ہوے وہان کہ جہان جا ہوا دب کی
گلے ململ مین دیار ات تصویر نہالی سے
اتجا نہ برا اندازہ چمن کچھ تو ادھر بھی
ٹپکا ترے آنکھون سے کبھی لخت جگر بھی
بجلی کو دم سرد سے جھٹکے جو ادھر سے
ملگیا خاک مین مین پانون کو دھرتی دھرتی
اس زندگی مین اب کوئی کیا کیا کرے
زاہد تجھے قسم ہے جو تو ہو تو کیا کرے
جز لخت دل صدف مین نہ گوہر ملا کے
کیا کرچلے اور آئے تھے کس کام کے لئے

مے پرستی ہی میری باعث آمرزش خلق — توبہ صد قوم ذکی ہے میری مےخواری سے
تنزلیں بھی ہم ہرگز ترقی سے نہ کم ہوتے — جو ہوتے کوہ سے پتھر تو پتھر سے صنم ہوتے
جون پھلجھڑی کی شاخ نہ پانی مین ہو نہین سیر — دی آگ باغبان کہ میری بیل پھل سکے
سرگشتگی نصیب کی مٹیے تو سحاب سے — اوٹھتے ہی گرد باد ہمارے غبار سے
اتنی ہی بعد مرگ بھی پاس شکست دل — ٹوٹے نہ آئینہ مرے سنگ مزار سے
شربت ہے مجھے زہر غم ہجر کہ میرے — گھٹی جو بنے روز تولد تو وہ سم سے
بازار محبت مین بنوت کا بہب کیا — اک زن نے لیا مول ہے چند درم سے
غفلت مین زندگی کو نکھو گر شعور ہے — یہہ خواب زیر سایۂ بال طیور ہے
سودا کے جو بالین پہ گیا شور قیامت — خدام ادب بولے ابھی آنکھ لگی ہے

سوز تخلص محمد میر نام طور الشعر الملک مالوفہ لکھنو تیر انداز لیکا گوشۂ خاطر مین کسب کامل تحریر اقسام خطوط مین نازک انکی انامل اے منصفان زمان اور سیر کنندگان گلشن بیخار وگلستان بیخزان منصف ہو کر انصاف کرنا اور دیکھنا انکا بیان مولف گلشن بیخار کی تحریر پر نظر کرنا انکے نسبت یہ عبارت ہی جسکی عاصی کو سب کی حضور مین شکایت ہے (وکلامش از جادۂ مستقیمہ بر کران الخ جائے انصاف اور غور ہے میر سوز صاحب کے ساتھ انکا یہہ طور ہی جو ظاہر حال انکا مانند باطن پاک ضمیران صاف اور باطن آلایش حسد و بغض سے پاک اون سے یہہ لاف انکی شراب سخن وہ تیزاب ہے کہ مذہب شعرا مین روا جس سے سامع مست و بیہوش ہو الکلام مانند صراط المستقیم مستحکم ہمکو اس بات کا حد سے زیادہ غم کہ صاحب گلشن بیخار نے ایسے بھی گستاخی کی جو ایسی بیہودہ عبارت لکھی اگرچہ جوش طبع یہہ کہتا ہے کہ کچھہ صفت میان شیفتہ صاحب کی لکھون اور بتقریب شایستہ اوس عبارت کو زیب دون مگر بخوف خدا باز رہا اس مشورہ مین دل بہت گداز رہا صد حیف کہ یاران ہم جلیس نزدیکی مومن وانیس وہ کون مرزا اسد صاحب وغیرہ مخصوصا

مومن خان جنکو باوجود متانت مرتبہ شناسی و رتبہ دانی کہان اور یہہ بھی ایک طرحکی چالاکی ہے اونکے دلونمین ایسی بے باکی ہے اپنے نزدیک وہ درہین ہوشیاری کی پیش خود عیاری کی میدان خالی پایا کوئی بہرا ہوا مقابلہ کو ہات نہ آیا یہہ سمجھے کہ زمانہ بہرا ہے ایک ایک آفت دہرا ہے سو دیکھیے انھون نے اپنے کو بلند کھینچا بڑے بول کا سر نیچا دوڑ چلے تو آخر گر پڑے کیا ہوا جو میان شیفتہ کو بیوقوف بنایا خود دکہا چاہتے تھے پہرا ـن سے ہرا کہوایا ایسی چالاکیان ہمکو بھی یاد ہین ایسون کے ہم بھی اوستاد ہین عاقل کو نکتہ کنایہ ہے غافل نادان لاجواب ہے آمدم بمطلب کلام طور الشعرا مین وہ گداختگی ہے کہ سنگدلونکو موم کرتا ہے وحشیان صحرائی کو رام موسئی مضمون وادی کاغذ مین ایمن ہوکر عصاے قلم سے ساحران باطل فن کو ہناتا ہے غلام سخن جانسوز ہے باسوز ہے اور بے ساز ہے نے باوصف بے مغزی سوز دل پیدا کرتی ہے ایسی آواز ہے سناتی ہے کہ پہلے میر تخلص تھا سبب تبدیلی تخلص معلوم نہوا انکی سوز دلی نے خس و خاشاک دشمن صحرا سے کاغذ مین جلایا کلام سوز عدو کو آتش حسرت مین جلاتا ہے غیر جو باسا نہ اُسے جلتے ہین اوسکے یون دہوئین اڑاتا ہے

شنیدے گر چشم ظاہر دیدہ بیدار ہو پیدا — در و دیوار سے نقش جمال یار ہو پیدا
تڑپتی کیون ہے اے بلبل کمال اتنا تو پیدا کر — کہ تیرا اشک جس جا گرے گلزار ہو پیدا
یہان تک کفر دلمین چاہیے گر خار گلشن ہو — بجاے ہر رگ گل رشتۂ زنار ہو پیدا
قتیل خنجر مژگان ہون ایسا کیا تعجب ہے — کہ میری خاک سے سبزے کی جاگہ خار ہو پیدا
مسیحائی ہے تیری تیغ مین کیا سوز کو ڈر ہے — کہ سو سو بار ہووے قتل سو سو بار ہو پیدا
پور پور انکے ہین اعجاز مسیحائی سے — چٹکیان لے لیکے مردونکو جلا دیتے ہین
خواب مین بھی یہ دیدے روتے ہین — نہ در چشم مین ہین خوب سوتے ہین
برق طپیدہ یا شرر جہیدہ ہون — جسم تنگ مین ہون نہین غبار خود دیدہ ہون

اے آہ و نالہ مجھ سے نہ آگے بڑھو کہیں	بچھڑا ہوں کاروان سے مسافر جریدہ ہوں
اے اہل بزم ہیں ابھی مرقع میں دہر کے	تصویر ہوں دلی لب حسرت گزیدہ ہوں
جنازے والو نہ چپکے قدم بڑھائے چلو	پیدا اوسکا کوچہ سے تنگ کرتے ہائے پہلو
قیامت حشر کو ہوگی خوشی تیرے شہیدانکو	کوئی کھینچے ترا دامن کوئی پھاڑے گریبانکو
مثل نے ہر استخوان سے درد کی آواز ہے	کچھ نہیں معلوم یارب سوز ہے یا ساز ہے
ایکبار ہی دیکھتے ہی ہو گئی دلکی چھپر لگی نہ سا سا	کس شکار انداز کا یہ تیر سے آواز ہے

سہراب تخلص سہراب بیگ نام دہلوی الفن رمل دستگاہ تمام شاہجہان آباد سکونت کا مقام شاگرد نصیر روشن ضمیر والا احتشام اسفندیار سخن کا زور آزما فکر شعر میں ابیہ صدہ کا عفو بیان سخن قدم سے زور آزماتا ہے جس سے گردان معرکہ نظم کا زہرہ پانی پانی ہوا جاتا ہے

کس دن نہیں خیال دہان و کمر ہمیں	عدم کو لیا ہے روز جو سیر عدم ہمیں

سپہر تخلص میر غلام رسول نام مرادآباد وطن بزرگ فکر سخن میں انکا مطلب سترگ ایسا فرمایا جو براے زیب دفتر آیا

خنجر دلوں کے توڑنے سے نہ باز آئینگے	یہ تو خبر نہیں جائینگے کہ جان کے ساتھ

سوزان تخلص مرزا اسمعیل علی نام بیان مضمون آتش سے زبان خامہ سوزان و ناکام اسکے سوز سخن سے سینہ دشمن ناکام کی آہ دود سے

فرقت میں یا وصل کے سوزان ناحق تو جان ہی ہے	وصل میں تو کہو غنچے مرنے سے کیا سبکے

سپہر تخلص حکیم قطب علی نام وطن سکندرآباد مزاج سخن عندلیبان مشتاق کے واسطے اوستاد

جا دیکھ کے شور میں سپہر کا سخنہ	دیکھو سکندر وہ بھی بنگالہ بنگیا

سیادست تخلص میر مجاہد الدین نام تلمذ یافتہ ممنون تخلص جنکا اچھا کلام یون فرمایا ایسا سخن زبان پر آیا

مثل نسیم صبح پھرا میں تو ہر کہیں	پر وہ گل شگفتہ نہ آیا نظر کہیں +

عشق ابرو مین مہ نو سے یہ جی گھٹا ہوا — دیکھکے سمجھا مین اہلی کا کتارا چاند کو
بھولکر عارض سے اوسکے کی جو اوسنے ہمسری — چاند ماری کہ بہانے ہمنے مارا چاند کو
تمہارے حسن روز افزون نے کس کس کو نہ شرمایا — فرشتے کو پری کو حور کو یوسف کو غلمان کو
تمہاری چال نے عالم کیا تہ و بالا — زمین فلک پہ گئی آسمان زمین کے تلے
اللہ رے یہ دستگیری دلدار کا اثر + — دزد حنا ہوا ید بیضا کے سامنے

سرعت تخلص لا اعلم انکے احوال سے سرعت کی تو بندے نے بھی تفتیش حال مین نہ جرأت کی سرعت کا کلام دیر پا ہے کیا خوب لکھا ہے

جو کہے تیرا عشق جانا ہوا ہے + — تو کہتا ہے چل بے دیوانہ ہوا ہے

سعید تخلص سعید الدین خان نام نبیرۂ حافظ ابو التوید خان مرحوم کہ ساکن شاہجہان آباد مین لال کوے پر اونکی ریاست مفہوم ایسی چالاک کہ بلاد مین بھی املاک حافظ صاحب مرحوم اور جد امجد مخدوم آپسمین دوست تھے وہ مغز و یک پوست تھے سن بارہ سو بیتالیس ہجری مین عاصی ہمرکاب والد ماجد مرحوم دہلی گیا شرف ملازمت حافظ صاحب سے فیضیاب ہوا حضرت شیخ فرید الدین رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد مین بزرگ و بزرگ زادے سخن مین اوستاد ہین سخن سعید ہے جسکی یہہ تقلید ہے

یا کعبہ کو یا سمت تری گھر کے کرے منہ — ایکعمر سے دو گدہ مین ہے دل قبلہ نما کا

سلطان تخلص سلطان خان نام رئیس اعظم عظیم آباد انکے دریافت حال سے دل جو یا نہوا شاہ سخن کے بادشاہ ہین رکھتے مضمون کے سپاہ ہین

عشرت نہین نصیب مین حسرت نصیب ہو — پہلو مین داغ ہے جو وہ رشک قمر نہین
جسجا ہجوم بلبل و گل سے جگہہ نہ تھی — وان ہائے ایک برگ نہین ایک پر نہین
کیون کر بہار گل کے نہ دو ایکدن رہے — کچہ زخم دل نہین ہے یہ داغ جگر نہین
دنیا سے میرے ساتھ چلین نامرادیان — حسرت چھٹ اس سفر مین کوئی ہمسفر نہین

حرف الشین

شاد تخلص لا اعلم زنار دار سکندر آبادی برہمن سخن نے پوتھی فکر شعر کی مہاراجان شاد القبیز کو یون سنا دی سامعین کا دل شاد کیا دیہ دل مین عشق بت بنیاد کیا

اوس رنگ سے چینی کا پڑا جس زمین پہ عکس ‖ چینا کے پھول اوگتے ہین وہ ان کے بہار سے

شاداب تخلص لالہ خوشوقت رائے نام انکے ادب دینے والے شیخ محمد قیام الدین قایم جنکا چاند پور مقام آبیاری فکر سے نہالان مضامین چمن کاغذ مین شاداب سرو مصارع خیابان طبع بلند مین سیراب

جبتلک ہو کام مژگان ہی تو ابرو مت چھوڑنا ‖ تیر کے ہوتے کوئی کھینچے بھی ہے تلوار کو

شاد تخلص آلہ یار بیگ نام متوطن کیان شاگرد مصحفی خاطر محزون کو زاد طبع سے یون شاد فرماتے ہین خدنگ مضمون معرکہ شعرا مین اماجگاہ کاغذ پہ اسطرح لگاتے ہین

اگر چاک سینہ کو ہم وا کرین ‖ تو ہنگامۂ حشر برپا کرین

شاد تخلص لا اعلم متوطن پٹنہ کلام ایسا شاعرانہ سخن دلشاد ہے خاطر محزون آباد ہے

پائے جو کہین دل کی مرے تک خبر آتش ‖ پھر رشک سے لوٹا کرے انگارون پہ آتش

شاد تخلص میر احمد حسین نام متوطن شکوہ آباد خاطر محزون سامع مضمون خوش سے شاد اب ارشاد

لب ہلا کے کبھی بس ایسی بھی رعنائی کیا ‖ کام آوے گی قیامت مین مسیحائی کیا

شادان تخلص میر رجب علی نام مرد درویش شاگرد بھور یخان آشفتہ آزاد کیش طبع سخن آگین انکے کلام سے شادان خاطر غمگین لطف سخن سے فرحان

دل نہ پیچے آہ شادان طفل ابتر کو کبھی ‖ یاد ہے مجکو یہ نکتہ حضرت استاد کا

شاکر تخلص شاکر شاہ مطالب مضمون سخن سے آگاہ الحمد پر صابر و شاکر

علم شعر سے یون باہر طبع گدا اگرچہ ہی ٭ حرف سوال لب پر ہے

اوسکی آنکھون نے نہ ایک خلق کو بیمار کیا ٭ زلف نے بھی دل عالم کو گرفتار کیا

شاہ تخلص شاہ سعد اللہ نام دل شکستہ فقیر روشن ضمیر دست بپاے قناعت بستہ گداے فقیر تکیہ کا غذ ہین یاد حق سے مشغول سوال خاص جواب معقول

کیسی ہے اسقدر آنکھونمین خوبصورت یار ٭ کہ رہگیا نظر آنے سے خوب و زشت مجھے

شاکر تخلص محمد شاکر نام شاگرد محمد علی حشمت اوستاد کے ہاتھ سے پاے سخن کی دولت طبیعت حاضر سخن پر شاکر

کیا پوچھے ہے حال بلبلون کا ٭ جو اونپہ گذر رہی ہو گذر لے +
گلچین تجھے کیا تری بلا سے ٭ گل توڑ کے تو تو گھر د بھر لے +

شایق تخلص محمد ہاشم نام قباے سخن مقراض اصلاح میر عزت اللہ عشق سے قطع علاقہ ہنر خیاطی مین پارہ نان براے نا محتاج جمع اس پیوند کا کلام سے جیسی بڑے قطع و بیوند والون کے ٹانکے ادھیڑتے ہین بڑے بڑے عاقل انکے خیاط خامہ سخن کے پانون پڑتے ہین کلام سننے کے لائق بندہ بھی جسکا شایق غنچے کیطرح زبان خامہ تیز گلے کرنے مین گلہ پیتے +

سراپا اوس پریوش مین لطافت ہی صفائی ہے ٭ تصدق ہین ہم اوسکے جسنے یہ صورت بنائی

شایق تخلص پیر محمد نام شاگرد ہاشمی کے لایق بعدہ کسی سبب سے جرأت جیسے اوستاد کے شایق

تماشا دیکھ جراح کے مرہم لگانے کا ٭ ہمارے زخم ٹانکے توڑ کر کھل کھل کے ہنستے ہین

شایق تخلص میر حاجی نام بشوق خوشی حصول خاک نہ ہوئی ایک عمر دلکو پارہ کیا اسے غم مین گاہ کشتہ گاہ زندہ ہو کر گذارہ کیا اخلاق حمیدہ حلم پسندیدہ نسخہ فکر بوئی طبع میر ہدایت علی کیفی سے شمس اعلی ہوا ایک عالم انکے کیمیاے فکر کا چاہنے والا ہوا

[illegible] ٭ احباب اسا کوئی نہ دیکھا یہان مہمان بیٹھے ہین

شایق تخلص محمد نذیر الدین نام اُنکے جملہ حال سے شایقین محروم الاکلام جسکے سب شایق اور سب پر فایق

چین اس دل کو نہ اک آن ترے بن آیا | دن گیا رات گئی رات گئی دن آیا

شرف تخلص شرف الدین نام زیادہ تر شوق تصنیف مرثیہ و مناقب اور بھی طبیعت طرف شعر راغب کلام کو اُنکے شرف گویا تیر بہ ہدف ایسی گفتار ہے جسکی یہہ تکرار ہے

اب دن پھرے ہمارے یہہ ہم پر عیاں ہوا | وہ مہ جبین جو رات کو پھر مہربان ہوا

شرف تخلص میر محمدی نام سخن کو فیض طبع سے مشرف کیا روے شوق ذہن اپنا بدل مضمون کی طرف کیا تن شاہد مضمون پہ شرف شریف ہے تشریف کا شرف نامہ جادو نگار سخن لطیف ہے

نگ صفائی قلب بس ہے ہر تسخیر جہان | خاتم دست سلیمان ہے نگین آسمان

شرف تخلص مرزا شمس الدین نام مصرعہ سخن سے طبیعت انکی تضمین الکلام گوہر مضمون کو صدف طبع مین شرف جیسے شرف آفتاب یکتا کلمہ طرف

مژگان اوسکے برچھی ہین یا خنجر ہین یا بھالے ہین | سینہ سپر یہان ہم بھی ہین سب اپنے دیکھے بھالے ہین

شریف تخلص مرزا شریف بیگ نام مرد شریف فکر سخن مین طبع لطیف ایسا کلام

شریف رونے پہ آجایئن گریہ دیدۂ تر | تو آبرو نرہے کچھ گھٹا برسنے کی ++

شرر تخلص مرزا صادق نام تارک دنیا طالب عقبیٰ سخن انکا سنگ طبع سے یون شرر ریز ہوا مضمون دلمین نہان جیسے سنگ مین شرر نہان گفتگو شعلہ انگیز کلام گرم شرر خیز

گئے وہ لوٹ پانو کا سہم ہم نہ دہر کے رہے نہ وہ دہر کے رہے | نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادہر کے رہے نہ ادہر کے رہے

شرافت تخلص مرزا اشرف علی نام لکھنو جاے سکون منشی شعر کے شاگردی مین ہیر مضمون سے مضمون طرز مین شرافت سے سخن مین لطافت ہے

طرز تحریر یہہ انداز تقریر یہہ

چمکے ہے برق نے کی ولیہ شعلہ باری رات
نظر مین بھر گئے دامن کے وہ کناری رات

شرر تخلص مرزا جعفر علی نام دہلی مسکن مقام حیدرآباد اس شاعر ذی رتبہ کا جاے مدفن سنگ طبع سے شرر مضمون شعلہ زن طبع گرم سخن کی کھلیان پہ برق افگن

اے عشق جگر سوز شرر کی تجھے سوگند
اک شعلۂ جانسوز کہ مشتاق فنا ہون

شرر تخلص مرزا ابراہیم بیگ نام انکے سخن پہ نوازش حسین خان نوازش کی نوازش سنگ خاراے سخن کے لیے بیستون کا غذ مین تیشہ طبع کی کاوش زبان قلم رشک تیشہ فرہاد ہے کلام شیرین کی تلاش مین بربادہے

شربت کے جیسے گھونٹ اتو پیتے ہیو شرر ہردم
یون رس شکرین لب کی ابہ گالیان کھاتے ہو

شعلہ تخلص امرناتھ نام کشمیر وطن جاے پیدایش لکھنو کا دامن آتش شعلۂ زبان گرم جس سے شعرا کی انجمن شاعلا وبالی ہے فکر مضمون فانوس خیالی ہے شمع رخ شاہد سخن کا پروانہ ہے جلوۂ حسن محبوب پہ دیوانہ ہے

غم اسیر ہونے بھی کچھ ہے اندمال زخم کا
باغبان پھول ایکدو رکھیو قفس کے چاک مین

شفیع تخلص محمد شفیع نام نادر سخن تحفہ کلام ارشاد کیا خوب ہے جو ہر طبع کا مرغوب ہے

شام کو جب یاد تیری بات آتی ہے ہمین
نیند کا فر ہون جو ساری رات آتی ہو ہمین

شفا تخلص حکیم یار علی نام بیمار سخن کو معالجہ حکیم طبع سے شفا نسخہ قرابادین طبع کا مریضان مضمون نظم کے واسطے دوا

جون ڈانک کے دہر ہیے دو نا لگے ہے یاقوت
چمکا ہے رنگ پان سے جوہر ترے لبون کا

شفیق تخلص منظر علی نام ادب یافتہ ثناء اللہ خان فراق سخن کو انکا انکو سخن کا کمال اشتیاق سخن الکا رفیق شفیق بہ سخن کے دو دست دلی بتحقیق

آتا نہین چمن مین مرا گلعذار حیف
جاتی چلی بہار ہے یون ہین ہزار حیف

شکوہ تخلص میر شکوہ علی نام سخن مین اپنے شکوہ یون جتاتے ہین جلوہ شان طبع اس خوش وضعی سے دکھاتے ہین

نہ دم مین دم ہے نہ اب نظر رہا ہے آنکھون مین
کبھی جو رو تے تھے خون جم رہا ہی آنکھون مین

شکوہ تخلص محمد رضا نام ساکن لکھنؤ شاگرد مرزا قتیل شکوہ سخن سے انکے کلام بہتر کہے یہہ دلیل

نہ اوسکا وصل ہے ممکن نہ تاب ہے دلکو
عجب طرحکا الہی عذاب ہے دل کو

شکر تخلص لالہ راد ہاکشن نام مراد اباد انکا جائے مسکن و قیام برہمن سخن بتکدہ کاغذ مین اصنام مضمون کی پوجا کرتا ہے پوجاری فکر کا مشاعرے کے مندر مین بتان مضمون کے پانو پر خدا واسطے سر دہرتا ہے شکر ہے نہ شکایت شکایت کیا شکر کی حکایت

دیکھو تو اچشم سیل اشک طغیانی مین ہے
گھر سنبھال اپنا کہ دیوار مژہ پانی مین ہے

شکیبا تخلص شیخ غلام حسین نام مزاج طبع مضطر شعر اسکے شکیبا ہوا تو بھی حیران و ششدر یہہ کلام ہے جس کا ایسا انتظام ہے

نیم بسمل اوسنے گر چھوڑا شکیبا غم نہین
پر یہہ غم ہے اعتبار دست قاتل اوٹھ گیا

شگفتہ تخلص مرزا بیدار بخت نام عرف مرزا حاجی طبع رسا گو سخن سنجیدہ ہے اسطرح شگفتگی و خوش مزاجی گل مضمون پژمردہ نسیم طبع سے شگفتہ صدف کاغذ مین نیسان طبع سے جو قطرہ ٹپکا وہ در ناسفتہ

مشکل ہے میرے اوسکے ہو صحبت برار
مین جلد باز ہون وہ تغافل شعار ہے

شگفتہ تخلص لالہ بدہ سنگہ نام حدادی پیشہ اوستاد انکے بہو ریخان آشفتہ ہمیشہ دست فکر داد دی آشفتہ نے آہین مضمون کو موم کیا تو عاصی نے انکا حال اس طرح مرقوم کیا

پروانہ وار جلکر گو خاک ہوگئے ہم
پر شعلہ رو بچہ کا اپنی شرارتون سے

شگفتہ تخلص مرزا یوسف علی نام یون شگفتہ ہوئے اونکی خاطر گل اندام چمن سخن کی ہوا نسیم جنت سے غنچہ خاطر جس سے شگفتہ بہر صورت ہے

آنکھین چرا کے شب وہ بہانے سے اوٹھ گیا	حرف مروت آہ زمانے سے اوٹھ گیا

شوق تخلص منشی شیخ الٰہی بخش نام انکے بزرگ پنجابی کہلائے یہہ نخود دہلی مین مطمورۂ عدم سے جلوہ گاہ ہستی مین آئے کٹرہ عمر خان محلہ تاج گنج سکونت کا مقام زیر سایہ روضۂ منورۂ ممتاز محل قیام منشی ازل نے وثیقہ تحریر نامجات مرزا مظفر بخت خلف مرزا جوان بخت انکی قسمت مین لکہا متانت و قناعت چستی و چالاکی طباعی وجودت مزاج انہین با ہر تحریر و تقریر ہے دیکہا دیوان فارسی بانواع شوخی و ناز ترقیم فرمایا علی ہذا القیاس دیوان بزبان ریختہ ریختہ خامہ پایا نثر مثنوی نلدمن بزبان ریختہ انشا قوانین سلطنت بہین زبان آویختہ سلک هنگام ورود جید دہلی فرخ آباد سے جو ہوتا تو مجلس مشاعرہ گرم کرتی مضمون سمر زلف بکہرتی مضمون کا نہایت شوق شوق کو اپر فوق

دیکہا ترے مقتول نزاکت کا جنازہ	اک برگ سمن مرگ کے دن اوسکا کفن تھا
عنان سنبہالی ہے رکہتے ہین نقش سرکش کے	سمند تیز خرام اپنا ہر زہ پو نہوا
نخل موجی ہے مگر اپنے نصیبے کا درخت	نہ کبھی پہولتے دیکہا ہی نہ پہلتے دیکہا
آوارہ و سرگشتہ بہ خاک ملامت	یہہ شوق وہ رسوا ہے کہ مین کہہ نہین سکتا
جیسے دیکہا آہ وہ رشک طلوع آفتاب	صبح محشر ہو رہی ہے ہمکو سطوع آفتاب
ہاتہہ پہونچے تو بلا ہات نہی دستون سے	اس زر و سیم کو کچہ دن سے بقا پایہ کا
سواد زلف ہے واللیل کی صورت نمایان ہے	قیامت ہے وہ قامت بسم اللہ کی صورت
دہن سے ہے آنکہین عین نون سورۂ یٰسین	یہ بیت اللہ معنی ہے دل آگاہ کی صورت
برق نے ہے قربان ہو کنار کیلیے	دور دامن کا ترے ناپ لیا دست بدست
نکل آوے کہین گہر سے وہ مہر انور خورشید	دیسے ہو جاے فزون رات کا درد او غم صبح
مانند کیا حملہ ہماری +	جون قطرہ نہ دیکہا سر و سامان نفس چند

موج روان اشک سے زنجیر پاے شمع ۔ گلگیر لیکے کیجیے تدبیر پاے شمع
جانا ابتک جلون کا نہین کیمیا سے کم ۔ خاک وجود شمع سے اکسیر پاے شمع
مکھڑا صنم کا اور گل تر دو نو ایک ہین ۔ میری بھی آہ و باد سحر دو نو ایک ہین
مطلوب دو مکان ہون اگر تجکو ایک سے ۔ آنکھون ہین میری آکے یہ گھر دو نو ایک ہین

شوق تخلص محمد بخش نام سخن کا شوق ہر اہل سخن سے سخن مین ذوق بیہ
شاہد مضمون کا شوق اللہ رے شوق و ذوق

ای شوق اوچھا ہے وہ شیشہ کو لٹتے ہین ۔ منظور کیسکی جدا وسے دلشکنی سے ہے

شوق تخلص جوہر بیگ نام لکھنؤ مسکن شاگرد مصحفی مشہد مقدس
اونکا مامن

ہمارا حال زار ای شوق وہ آکہ اگر دیکھے ۔ یہ کیا ممکن کہ جو آنسو نہ چشم زار سے ٹپکے

شوق تخلص مولوی قدرت اللہ نام صاحب شوق طالب علم طبع کو ہمیشہ
نظم کا ذوق

ایخدا یون بھی کبھی تیری خدائی ہوگی ۔ کہ مجھے اوسکی جدائی سے جدائی ہوگی

شوق تخلص لا اعلم دہلوی ادب یافتہ سجدہ گاہ شعرا نظم سخن کو بصد ذوق
و شوق یون آراستہ کیا

دامن کو تیری خون نے ہے بن بھرے ہوئے ۔ چھوٹے نہ اپنا عشق لعہ قاتل مرے ہوئے

شوق تخلص حسن خان نام شاگرد سراج الدین علیخان آرزو معشوقہ
سخن کے ہر ایک شائق سے جلوت بزم مین یہ گفتگو

دکھا دیدار اے پیارے کہ مین فرقت سے گھبرایا ۔ مرا فردا ے محشر آج ہی مین گل سے در گذرا

شوق تخلص روشن علی نام ستار نواز علم موسیقی مین داؤد آواز شائق
تیر اندازی کام انکا ہمیشہ سخن بازی

عقدۂ دل نہ کھلا ناخن تدبیر کے ساتھ ۔ آخرش کام پڑا پنجۂ تقدیر کے ساتھ

شوق تخلص غلام رسول نام دہلوی حافظ قرآن مجید تا و بیہ طفلان

وسیلہ آب و نان شاگرد نصیر حافظ طبع کا ذریعہ نجات حفظ قران دل بہر صورت حفظ قران پر مائل پہ بارہ نظم بھی بڑے مدو شد سے گردن مین حمائل قاری طبع کے وقت پنج آیت وہ حالت اور ناظم شوق کے بزم کاغذ مین یہ صورت لکھا ہوا تھا

یہ اوس مہ جبین کے پردہ پہ	نہین ہے کوئی اب ایسا نہین کی پردہ پہ

شور تخلص محمد بیگ نام مولد دہلی اصل ایران میدان پیکار مین تیر اسپ سخن قربان سخن نکدان کاغذ مین شور انگیز ذائقہ چاشنی کلام حلاوت سے طبیعت پر زور نظم کا جہان مین شور شمشیر زبان معرکہ شعرا مین جنکی تھا انکی تعریف بندے نے رقم کی

شب کو انکھین ستم ابرو عجب منہ کی صفائی ہے	خدا نے اپنے ہاتھون سے تری صورت بنائی ہے

شوق تخلص یعقف علی نام شاگرد غلام علی عشرت ساکن بجنور الحاصل دنیا مین آیا کچھ اور وضع کا طور شیطان دشمن قدیم آدمی گنہگار سقیم الصاحب بنارس مین کسی غیر مذہب یا کسی راہ پار انی صراط مستقیم سے بھگایا اور ایمان دل نے راہ راست کو بھلا کر یہہ طریق بتایا نعوذ باللہ غفور الرحیم ہر مسلمان کو بیر وسے فضل مکر شیطان سے بچا کر نگاہ مین رکھے ہدایت کی راہ دکھلا کر دشمن قدیم کے بدی سے پناہ مین رکھے میر تقی مین یہہ حال ہوا اونکو ایسا خیال ہوا اب بھی اونکا وہی کام ہے صبح و شام یہی کرتا ہون مین بار بار توبہ توبہ توبہ ہزار توبہ ایمان سخن انکے نے طریقہ شریعت نبوی چھوڑا افسوس ہے کہ اسلام سے یکلخت منہ موڑا اونکا پاور ہی طبع گرہ کاغذ مین مذہب عیسوی کی بندگی یون پڑھتا ہے صاحب فکر شکل قرطاس مین دین عیسائی کیطرف اس طرح پڑھتا ہے

مجھمین اور ایمان مین ہے معرکہ آرائی آج	سرخ رو رکھیو تو اے دیدۂ خونبار مجھے

شوق تخلص لالہ بھوگی لعل نام اور تحقیقات سے بندہ ناچیز کا کام نہین فرمایا جو لکھنے مین آیا

کہیں وہ شوخ بھی آ جائے انکو ہیں تماشیکو | مبارک جب مجھے الشوق ہو دیوانہ ہیں ہیا

شور تخلص غلام احمد نام پسر محمد اکبر شاگرد حکیم مومن خان شوریدہ سر انکے سخن کا شور ہے طبیعت کا زور ہے

کیا قیامت ہے کہ روز حشر ہے ہر روز ہجر | تھا قیامت کے لیئے یارب مقرر ایکدن

شہرت تخلص امیر بخش نام خلف عیسی خان حیدرآباد میں بسر کار دیوان چندو لعل بوسیلہ شاعری زر کثیر حاصل کیا عنفوان شباب میں غنچہ عمر انکا صرصر اجل سے پژمردہ ہوا شاہ اسد خان فراق نے انکو اپنی شاگردی میں داخل کیا زمانے میں اونکے سخن کی شہرت ہے نظم سخن میں ایسی صورت ہے

حیرت پڑی ٹپکتی ہے شمع مزار سے | آئینہ کو جلا دو ہمارے غبار سے

شورش تخلص میر غلام حسین نام عظیم آبادی شاگرد میر باقر علی حزیں انکی شورش کلام سے خوان نعمت سخن نمکین

رقیب اگرچہ بہت برخلاف ہے شورش | ہوا کرے ہمیں ہے یار اپنے کام سے کام

شہامت تخلص شہامت علی نام مشرقی سخن کی صفت یوں لکھی مرد خوش کلام صاحب نیک انجام

یاد حق دل میں نہو گر تو ہو غالب نفس شوم | بوم ہو جاتا ہے وارث خانۂ ویران کا

شہرت تخلص انکے سخن کی اس سبب شہرت ہے کہ اوستاد کلام طبع جرأت سے اپنے گفتگو سے جو بہرہ ور ہے

دل ڈھونڈتے ہو پاس مرے دل سو کہاں ہے | ایک شعلہ آتش ہے کہ پہلو میں نہاں ہے

شہید تخلص لا اعلم معصران مسجود شعرا اور مرشد شعرا شہید سخن کا تیغ طبع سے خون بہا

شہید آخر مقدر تھا ہمیں جسم تھیں جی دینا | ہمارے سر پہ آکر پھر گیا جلاد یا قسمت

شیدا تخلص لا اعلم مرادآبادی سخن پر شیدا انکے کلام پہ کمال کا شوق شائقین کو پیدا داہ کیا مضمون جیسے بیگانہ مفتون

کہتے ہو کیون سبک تم در سے مجھے اوٹھا کے
کیا میرے بیٹھنے کا خاطر پہ بار گذرا

شیفتہ تخلص لا اعلم شاعر قدیم سخن پر شیفتہ کلام منظوم پر بدل و شبو اتم فریفتہ ایسی ترقیم ہے جسکی یہ ترمیم ہے

عید کے دن بھی نہ دیکھا اوس ہلال ابرو کو
چاند دیکھا ہے لیکن منہ نہ دیکھا چاند کا

شرر تخلص لا اعلم آرامگاہ طبع بدایون طبیعت ایسی موزون معانی سخن سے یون جلوہ گر جیسے سنگ سے شرر

گل کھلائے گا بہت خال سیاہ رخ یار
سبزۂ خط بھی اسی تخم سے پیدا ہوگا

شفق تخلص لا اعلم لکھنوی ابر مضمون سپہر کاغذ پر ایسا دہوان دہار گھرا جسکی خوشی سے چہرہ گردون پر شفق شام کی پھولی اور رنگ بہرا قوس قزح سخن کی فلک کاغذ پر رشک ابروے مہوشان آفتاب سخن سطح سپہر قرطاس پر اس جلوے سے نمایان

پس مرگ میرے مزار پر جو دیا کسی نے جلا دیا
اوسے آہ دامن باد نے سر شام ہی سے بجھا دیا

شعوری تخلص لا اعلم جو لاپوری متقدمین سخن سے حضوری شاعر طبع عاقل ہے اس شعور سے ناقل ہے

پھرتا رہے ہے چار پہر مضطر آفتاب
روشن ہے یہ کہ تجھ پہ ہوا [illegible] آفتاب

شہیدی تخلص مولوی کرامت علی نام لکھنؤ مسکن بعلم حساب والی اقلیم دبیر فلک کی ہمفن علم عروض مین یکتاے زمانہ پایۂ سخن گران مایہ لیاقت صرف بے باکانہ آشفتہ انداز شاعر طناز سعادت جو رہبر ہوئی تو منزل سفر انکی سر ہوئی علالت طبیعت نے اس سفر سخت مین انکا ساتھ کیا اشتداد مرض نے انکو بہت تنگ کیا ہمراہیون سے پوچھا مدینہ طیبہ کتنی دور ہے اسکا دریافت کرنا جلد تر منظور ہے جب سنا کہ درخت وہان کے نظر آتے ہیں بولے یہ شعر پڑھ کے ہم عدم کو جاتے ہیں تمنا ہے درختون پہ ترے روضہ کے جا بیٹھے قفس جس وقت ٹوٹے طائر روح مقید کا ۱۲۵۵ شخص بیشک فنا فی الرسول

آرزو جناب درگاہ الہی مین قبول اللہ تعالے کل مسلمانون کو زیارت طیب روضہ مقدس اوس فخر آدم شفیع امم صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیب کرے اور خدا تعالے اس دعا کو قبول کرے شفاعت امت گنہگار کو مقرر اپنا حبیب کرے مرہم مداد کاغذ کے سیاہی پر جما کے داغ دل سخن پر لگائے تو التیام زخم جگر شہیدان نتایج فکر سے راحت پائی غازی فکر خنجر مژگان قاتل کا فکر کا شہید ہے زخم پر زخم دلپر کھاتا ہے لیکن وہ مزہ پاتا ہے کہ ہر لحظہ مشتاق دیدہ ہے عالم فکر کا مدرسہ کاغذ مین یہ مسئلہ ہے نفی واثبات عدم وجود کا مقابلہ ہے

طلوع روشنی جیسے نشان ہے شہ کی آمد کا
ظہور حق کی حجت ہے جہانمین نور احمد کا

ادہر اللہ سے واصل ادہر مخلوق سے شامل
خواص اوس رخ کبری مین تھا حرف مشدد کا

تمنا ہے درختونپر ترے روضہ کے جا بیٹھے
قفس جسوقت ٹوٹے طائر روح مقید کا

بیابان سے ہمیشہ بود و باش شہر پروا انکا
فزائے لامکان تک قرب ہے میری نیستانکا

شہیدی ہین تو کیا ہون لیکے بوسہ سنگ اسود کا
کیا خوشنود اوسنے خدا کو ایک بوسہ مین

رومال معطر ہے محبت کی جو بوسے +
یہ ہمنے لیا یا ہے شہیدی کے لہو سے

در پردہ ستم پیہ وہ کر جاتے ہین کیسے
کہ پیچے گلا صاف مکر جاتے ہین کیسے

وہ روز تو آئے وے بتا دینگے شہیدی
بن آئے کسی شخص پہ مرجاتے ہین کیسے

شیدا تخلص نواب معین الدین خان کالپی وطن شاہد سخن پر شیدا ہو کر سیکھا شاعری کا فن

استغنا نازک سے مزاج ایسا ہے قاتل تیرا
کہ تڑپتا نہین دل کھول کے بسمل تیرا

شیدا تخلص خواجہ بیگا نام اصول انکا کشمیر شاگرد شاہ محمدی بیدار علایق روزگار مین ہمیشہ علاقہ بندی کے علاقہ سے سروکار جو شن سخن رشتۂ فکر سے گوندہا اور بازو سے لعبت مضمون پہ باندہا حسن نگارہ سخن پہ شیدا عشق شاہد مضمون بدل پیدا

حیا کا نہین باتون کے بہانے لیا بوسہ | دیوانہ ہون شیدا یہ بڑا کام کیا ہے

صاحبو اس تحقیقات صاحب گلشن بیخار کو ملاحظہ فرمائی کہ یہہ شعر جو بنام شیدا لکھا ہے حقیقت مین اوستاد کے یہان کا لکھا ہے اور جن صاحب کو دیکھا ہو تو ملاحظہ کرین دیوان بیدار اور یہ جا ہے ہر مناظرہ مین میری گفتار وہ مطلع یہہ جسپر مخاطب پر تحسین ورزہ

جا مین مشتاقون کے لب پر آمیان | بلبے ظالم تیری بے پروائیان

شیفتہ تخلص حافظ عبد الصمد نام شاگرد مجہور یخان آشفتہ ہین اور حافظ کلام اللہ پاسے چشم سے طے کرتے ہین لبطریق اولے شرع شریف کی راہ منزل سخن طے کرتے ہین اس قرات سے تلفظا کلام ادا ہوتا ہے مطلق حفاظت سے

بے سبب کاکل مشکین کو پریشانہ کیا تھا | منہ چھپانا تھا اگر تو یہ بہانہ کیا تھا

شیفتہ تخلص نواب محمد مصطفی خان نام مولف گلشن بیخار ہے ای چہرہ آرایان عرایس سخن اے معاینہ کنندگان شاہدان مضامین نو وکہن یہہ مقام تکرار ہے کمال موقع کا وقت آیا شاہد مدعا سامنے منہ دکھلایا ملاحظہ فرمائی کہ میان شیفتہ صاحب کس شوخی اور لطافت و متانت سے حال اپنا اور اپنے اشعار اپنے تذکرہ مین تحریر فرماتے ہین چونکہ بدون مطالعہ اونکی عبارت کی کیفیت اور کمیت مفصل اور درست و دروغ کیسا معلوم نہوتا لہذا اثر اونکی جو اونھون نے بنام خود تحریر کی ہم وہ بھی لکھے دیتے ہین شیفتہ تخلص راقم آثم از کم وزیہا [illegible] است کہ [illegible] اما با میدکرم ارباب کرم کہ عیب را ہنر پندارند و خار را [illegible] لختے از گفتار خویشتن کہ ناخوشتر چون کہ دار است [illegible] خراشی میکند شنیدم کہ در روز امید و بیم * بدان را بہ نیکان ببخشد کریم * تو ہم از بدی [illegible] بینی اندر سخن * بخلق جہان آفرین کار کن * [illegible] از عرض [illegible]

گذارش کیفیت خود همی نماید که فقیر از اوان صبا باین شغل منوط بوده اکثر عمر
گرامی را رایگان داد چون ربط باین فن از دیگر اشغال عالیه و فنون شریفه
باز میدارد اکنون دیر گاه است که سر وکارم نیست مگر بتحریک محفلیان گاہے
از واردات جدیده اتفاق مے افتد و آنهم بعد سالی نه کدا هی چنانکه پاس
هجوم دل مشتاقان ریخته وقتے بغور فکر ریخته مضطر میکنم همچنان رعایت
جوش شوق آرزومندان پارسی گاه عنان دل را بپارسی میکشد و در هر ادا
سخن اگرچه ادا ے خاص با من است اما طبع با هر روش چنان مناسب افتاده
که بهر شیوه سخن میکنم که همانا همان طرز خاص منست و این سخن را اگر مجموعه
نظم و نثر من بینی مسلم میدارد و هر انچه در قدسی خمخانه بخشش من داشتند از
دست ساقی مصطبه سخن مومن خان بکاسه ام ریختند انچند بیت از خیالات
پریشان خود که جمعیت دیوان گرفته عرضه میدهد الخ دیکھے ابتداے عبارت
مین کیا عجز و کسر نفسی بیان کرتے ہین اور تتمہ مین کیا کبر و نخوت پر احسان کرتے
ہین سو یہ ہین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا ہان ہان خوب لطیفہ یاد آیا وہ
دعوے انکا اس راہ سے زیبا او فریب پایا کہ ہرگاہ ہمنشینون اور ہم شہریون
اور استادون کو اپنے تصنیفات نظم و نثر اور طبع نادرہ پر یہ حوصلہ ہو کہ نثر مین سعدی
نے گلستان اور نظم مین نظامی نے خمسہ لیشان جمع کیا ہم ایسے ناظم و ناثر ہین کہ ایسے
بہت کتابین کہہ سکتے ہین پھر کیا گلہ ہے یہ زبانی دعوے سنے مین آیا کسی کو اس خام
خیال مین پکا نہ پایا خدا کی قدرت میان شیفتہ صاحب نے اپنے نسبت کی عبارت
مین یہ فقرے تحریر فرمائے اور کلمات ناشایستہ و بیجا بزرگون کی نسبت
اپنی زبان پر لائے ہے اما طبع با ہر روش چنان مناسب افتادہ کہ بہر شیوہ سخن
میکنم کہ ہمانا ہمان طرز خاص منست الخ اگرچہ یہ نیازمند جانتا ہے کہ الحق
یہ شراب علم کے نشے مین مدہوش ہوگئے یا غرور کو پی کر اوسکے لہرین مین بہہ
ہوگئے انسان خاکی بنیان کو لازم ہے کہ اپنے رتبۂ پیدایش کو خیال کرے

کہ کیا شے ہے کہان رہی کیونکر رہی کیا خوراک تھی کدہر سے نکلی یہہ آدمیت نہین کہ جب اللہ نے اپنے فضل بے پایان سے دولت و حشمت لباس خوب خاصہ خاصہ کہانے کو سواریان چڑہنے کو آدمی خدمت اور خوشامد کو عنایت فرمائی اوسوقت گہر سے نکلے یعنے جامہ سے باہر ہو گئے آپ شہنشاہ کے برابر ہو گئے تو اونکے نزدیک وہ دور بینی ہے لیکن حقیقتاً قرب عقل عقلا نکتہ چینی ہے اگرچہ کمترین جانتا ہے کہ یہہ تقریر باعث تکدر خاطر ہوگی الا اگر اب بھی منصفی پہ دل کہولکر بانہین تو معقولی ظاہر ہوگی اور جواز راہ سخن پروری یہہ بات ہے کہ صریح حقہ ہے اور سارے ضد و جہالت کی اوسکو کٹورا کہتے ہین تو اب تمام زمانہ حقہ کہے اور آپ کٹورا کہتے رہتے تھے بس عین جہالت سے حاصل اس سے ندامت ہے ایمان کی تو یون ہے کہ یہین انصاف کو چھوڑونگا اور منصفی سے ہرگز منہ نہ موڑونگا باطن اب اپنا کام کر اپنی کتاب کا انجام کر مومن خان انحضرت کے اوستاد ہین انکے کلام پر اونکے صاد ہین طرز سخن کا ایسا انجام ہے گویا ہو بہو اوستاد ہی کا کلام ہے سمجھنے کی بات یہہ ہے اس دام مین دانا کہان پہنسے کہ بات یہہ ہے انصاحب نے اکیسو تینتالیس شعر اپنے تحریر فرمائے اور مولف گلدستہ نازنینان بھی وہی شعر اپنی کتاب مین انکے نام پر لائے فقرہ گلدستہ نازنینان برائے شنیدن تحفیان سے حکیم محمد مومن خانصاحب سے اصلاح اشعار لی تھی انکا دیوان دیکھنے مین نہین آیا الخ جب خاص شاہجہان آباد والونکو دیوان تو کیا بلکہ سوا ان شعرون کے اور سنے مین نہ آئے اور یہی ہر ایک کو سنائے جو چلتے چلتے ٹھوکرین کہاتے ہوئے یہان پائے معلوم ہوتا ہے کہ کل یہی شعر انکے ذہن رسا سے آئے یا جیسے امرا شاعر ہوا کرتے ہین اپنے اوستاد سے کہوائے چونکہ اور شعر انکے کہین دیکھنے سننے مین نہین آئے لہذا ازانجملہ بندے نے بھی وہی زبان خامہ سے پڑہوائے طبع انکی شاید شاہد مضمون پر شیفتہ و رخلق اللہ

کی بدگوئی پہ فریفتہ

گھبرا کے اور غیر کے پہلو سے لگ گئے
دیکھا اثر یہ نالۂ بے اختیار کا

یہان عجز بے ریا ہے وہان ناز دلفریب
شکوہ بجا رہا گلہ بے سبب تلک

ازبس کہ دیکھ جلوہ ترا جل گئی بہار
شعلہ اوٹھے زمین چمن سے بجای گل

طوفان نوح لانے سے اے چشم فائدہ
دو اشک بھی بہت ہین اگر کچھ اثر کرین

دشمن نواز یار جفا بوالہوس پرست
کس سے جفاے یار کا یارب گلہ کرین

نیرنگیون نے تیری یہ حالت تغیر کی
امید زندگی کی کبھو سے کبھی نہین

دیکھکر چشم غضب کو اوسکی مین نے رو دیا
چاہیے پانی ملا لینا شرابِ تیز مین

آہ و زاری نارسا شوق اسیری بے اثر
کون لائے آشیانے تک مرے صیاد کو

تھی کیسی مرگ حسرت دیدار مین نزاع
وہ ایکدم مین آ نکلے جب اوٹھا اوٹھا چلے

ایجان لب پہ آ کے ٹھہرنے سے فائدہ
رہنا ہوا تو رہ گئے چلنا ہوا چلے

تنگ مہمانی دشمن بھی کیا ہمنے قبول
شیفتہ لیکن نہ آئے وہ کسی تدبیر سے

شیفتہ تخلص احمد خان نام شاعر تیز طبع خوش کلام مولد و منشا شہر دہلی جوان سبزہ رنگ طرار وضع دار جوانانہ روش بے باکانہ انداز شاگرد میر گلزار علی اسیر نیازمند سے کمال رابطہ ہموار رہنیوالا گوالیار مین کسی سردار کی ہمنشین و مشیر اس روش اپنی اوقات بسر کرتے ہین ہر ایک بد وضع سے جو کسی کا بدگو ہوا وس سے الگ سرک کر قدم دھرتے ہین ہین اگرچہ میرے خورد مہر سخن مین مجھسے اچھی دست برد وہ کیا بلکہ کل شعرا میرے اوستاد ہین بندہ سب کا خادم ہے ایسی خوشامدین یاد ہین میان شیفتہ صاحب کا ساتوسن ہین برنگ سبزہ سر بلند ہین پائمالی منظور نہین عاصی کے والد ماجد مرحوم اور انکے والد مغفور حضرت پیر ضیا الدین صاحب جے پوری کے مرید باہم اخوت دینی اور رابطہ محبت و یکجہتی شدید اس صورت مین وہ نیازمند کے چھوٹے بھائی دونون باہم کمال محبت سمائی حسن شاہد سخن کے شیفتہ جمال معشوق مضمون

کے شیفتہ

کثرت نے ذکر یار کے چپ کر دیا ہمین
گویا ہوئے جو حد سے تو خاموش ہو گئے

نظارہ جمال کی کسکو مجال تھی +
بہتر یہی ہوا کہ وہ روپوش ہو گئے

جو شخص بھولے آپکو پایا اونھون نے کچھ
ذاکر وہی ہین لوگ جو خاموش ہو گئے

کس شمع رو کی یاد مین اے شیفتہ ہم
مثل چراغ صبح جو خاموش ہو گئے

کھلا نہ آج تلک دلکی آرزو کیا ہے
یہ جانتا ہے کسے اسکی جستجو کیا ہے

نہین ہوئی ہے جو دست جنونکی چالاکی
یہ چاک کیا ہے گریبان پہ کیا رفو کیا ہے

تمہین بتاؤ قیامت کو کیا وہ دیکھے گا
نہ دیکھا جس نے قریب رگ گلو کیا ہے

عجیب حال کیا جذبہ محبت نے ++
خبر نہین ہے کہ مین کیا ہون اور تو کیا ہے

نہین ہے رنگ تمہارا تو کیا ہے گلشن مین
تمہارا فیض نہین ہے تو گل مین بو کیا ہے

صدف کو بات یہ روشن ہوئی ہر گوہر سے
گرہ مین نقد نہووے تو آبرو کیا ہے

بلند ہین ہوسی ہے خون کا فوارہ
نہ اتنا جوش یہ جب ہو تو پھر لہو کیا ہے

بہک نہ شیفتہ ہوا سقدر نہ دیوانہ
زبان سنبھال یہ بیہودہ گفتگو کیا ہے

آبرو چاہے تو کر پیدا قناعت حاصل
بندہ اسکے ہون جو حرص کے تو گرد پھرتے ہین

شاد تخلص میر تفضل حسین نام متوطن میرٹھ سن بارہ سو ساٹھ ہجری مین جب دہلی مین تشریف لائے عہدہ سرشتہ داری محکمہ گرا سے مین سرفراز خاطر غمگین کو کلام سے یون شاد کرتے ہین اور نیاز مند کو اونکی خدمت مین نیاز فکر نے جو کچھ امداد کیا تو ایسا ارشاد کیا

میری حسرت سے آرزو اونکی
مژدہ اے یاس کیا تجھے غم ہے

شہرت تخلص مرزا حاجی نام سخن کی اون سے اونکی سخن سے شہرت تھا سخن تا بابِ فکر رسیدہ اور شہرت جریدہ

اے آہ اونکے دل مین نہ تاثیر کی تو کیا
کچھ چرخ ہفتمین پہ تو جانا ہنر نہین

کیا وہ جگر جسمین نہین داغ جانگداز
کیا دل وہ بیقرار جو آٹھون پہر نہین

شرر تخلص مرزا غیاث الدین نام صاحب عالم انھون نے براے تحریر نظم یون اوٹھایا قلم سنگ مین شرر رہا پہلو مین جگر فگر مین مضمون شرر بار بغل مین دل مضطر

جھک جھک کے لگاتا ہون مین آنکھون سے اپنی وہ
جو خاک پہ ہے نقش تمھارے کف پا کا

شور تخلص جارج بنس نام قوم نصارا صاحب سخن انکا کرسی کاغذ پر اس شور سے پکارا شاہد سخن کی سنگین نگاہ سے قوت عاشق پر ہر دم دل کیا پروا ہے

رکھنا شرر کو سوز تو راہ فنا مین ساتھ
تجھ دل جلے کا اسکے سوا ہمسفر نہین

شمس تخلص ولی اللہ نام مشاہیر شعراے دکن سے ہین زمانہ عالمگیر مین دہلی مین تشریف لائے شاہ جم جاہ نے انکی بہت عزت کی زبان دکنی مین دیوان درست کیا اور بہت شعر فرمائے آفتاب سخن سپہر کاغذ پر اس جلوہ سے چمکا خورشید مضمون نے فلک قرطاس پہ ذرات مشتاق کو نور حسن دکھایا

مرے دل کی تجلی کیون رہی پوشیدہ مجلس مین
ضعیفی سے ہوا ہے پردہ فانوس تن اپنا

نہووے چرخ کی گردش سے اسکی چال مین گردش
بجا ہے قطب کے مانند استقلال عاشق کا

شاد تخلص منشی رام پرشاد نام قوم کایتھ شاگرد شاہ نصیر دہلوی جوان نو سخن مین اوستاد ہین در پیولا جبہ دہلی مین خاطر ہاے غمگین سامعین مجلس مشاعرہ مین یون شاد ہین

آفتاب حشر پر لوٹے جبین یار کا
روز رستاخیز سایہ ہے قد دلدار کا

گردش افلاک سے پلتی چلی جاتی ہے خلق
آسمان اک تیلیا نرگا ہی قمار کا

ابرو کی جب صفت مین یہ فہم رسا لڑا
مصرع ہلال کے مصرعے سے جا لڑا

ذرا سے ملک معنی سے لقا اس طبع جولان کا
عطارد طفل مکتب ہے مرے طفل دبستان کا

آنکھون مین باندھ لیتا ہون پر یہ دیبان معنی کا
ہے رنگ چشم روزن قصر مضمون مین جھانکا

تعجب ہے شاد کے اشعار پر مضمون دل اسکو
خدا جانے کہ دلکو بھی مرض پیدا ہوا ایسا لگا

کیا شب تار سے تشبیہ ہماری دن کو | تاب خورشید نہیں سحر جو ادبھارے دنکو
سنہ جو کھولے وہ شب تار میں دن ہو جائے | رات ہو جائے جو زلفیں وہ سنواریں دنکو

شائق تخلص محمد مرزا نام حیدرآبادی فرزند حسن مرزا متخلص بہ قصد شاگرد فیض شائق سخن کار رہبر و سامعین کے معرکہ سخن سنجا ہیں قصد لعبتان معانی کا شکر ہے نہ شکایت محبوبان سخن کا ذکر ہے اور حکایت

حاضر کروں اسے ابھی جان و جگر سمیت | گر آپکو میرے دل مضطر سے ہے غرض

شاد تخلص رائے دیبی پرشاد نام وطن حیدرآباد فیض کلام میاں فیض سے استطرح ارشاد لطف کلام سے خاطر ناشاد شاد خرابہ و شوق خاطر بہر نمط آباد

شیر پر دوڑتی ہے شیریں فاتحہ | آج برسے ہے میاں فرہاد کے

شاکر تخلص لا اعلم چونکہ اسم و رسم سے بندہ بیخبر تو بس کیا اسی شعر کی تحریر قسمت پر شاکر وظیفہ نظم کے ذاکر

گریۂ اشک ندامت کو میں روؤں کیونکر | میں تو دھو ولگا تجھے دامن ترا پیاسا

حرف الصاد

صاحب تخلص مظفر الدولہ نام ممتاز الملک نواب ظفریاب خان بہادر پسر شمرو فرانسیس صاحب نام نظم کلام میں الصاحب کے اوستاد خیراتی خان دلسوز یاک نظم کے فیروز کلام انکا معجز نظام دنیا کے ہنگامہ سے جلد انکا دل گھبرایا تو آخرت کے طرف واسطے چھاونی کے ڈیرا ڈالا شراب سخن کاغذ کی مینز پر ہے کباب طائر مضمون تیز پر ہے

ہے زلف حلقہ زن خط دلبر کے آس پاس | یا اتر و ہاں فوج سکندر کے آس پاس

صاحب تخلص امتہ الفاطمہ بیگم ایک عورت خانگی یا فاحشہ خواہنخواہ مومن خان صاحب جنکے بلا پیچ دشنہ نگاہ اور قتیل خنجر مژگان انکو خون کا پیاسا اونکے تکمہ کا پیکان اپنا کیا مقام آیا مگر افسوس کہ ایسا موجب نا لمہ یا

ادب سے لینا ایسے نام کا عمم سے پر تحریر عبارت مناظرہ ہے ایسی مقام پر مقدم ہے انکی نسبت صاحب گلشن بیخار یہہ عبارت تسوید فرماتے ہین اور کیسے تلبیس کے رنگین مضامین کی تمہید اوٹھاتے ہین سے صاحب تخلص نامش امتہ الفاطمہ بیگم مشہور بصاحب جی کہ ماہ آسمان نیکوی است آفتاب صفت از مشرق بجانب مغرب آمدہ با مومن خان کارش افتاد سالہا ست کہ باز بہ لکھنو رفت مثنوی قول غمین نام کہ از مصنفات خان معز الیہ است شرح نسخہ حسن وجمال ہمان موزون قد است القصہ بفیض صحبت شان دلش بشعر و شاعری میل کرد از موزونی قامت بموزونی طبع گرائید واز آرایش زلف پریشان بموشگافی اشعار پیچید از دست الخ صاحبو انکی تعریف کرنے کو دیکھیے اور مومن خان کے اونپر مرنے کو دیکھیے چند ماہ کی صحبت مین ایسا شعر کہنے لگین شب و روز خان موصوف کے ہم بزم رہنے لگین بھلا ایسے مبالغہ سے کیا یہ تقریر لاحاصل مدت قلیل کی صحبت مین بلکہ شعر گوئی کا حاصل شاعر کی بغلین سونا اور مضمون پیدا کرنے کے قابل ہونا ہتکے سے شعر کہوانا مشکل یہہ دقیقہ اوستاد ونکی فہمید کے قابل اونکے مسودہ فکر شعر اول کا حال نفرمایا اونکی لوح مشق کا جلوہ کسی اہل قلم کو نہ کھلایا اگر وہ پہلے سے علم شعر گوئی سے آگاہ تھین تو اونکے متین ہونے کا کیا عجب اونکے اوستاد جی مومن اور اوستاد بھائی میان شیفتہ کو اتنا فخر کرنے کا کیا سبب فی الحقیقت وہ ایسی تھین یا مامد کا جوڑ توڑ کر رہا ہے اونکی زلف کا سودا انکے سر مین جوش کیا بلکہ سراسر توڑ پھوڑ کر رہا ہے طرز تحریر صاحب گلشن بیخار سے معلوم ہوتا ہے کہ علم اور شعر کہنا خان موصوف نے اوس اپنے شاگرد معشوقہ کو گویا گھول کر پلا دیا تو وہ ایسے اولیا بھی نہین جو یہ کرامات رکھتے ہین کرامات کیسی بات رکھتے ہین جو علم کا گٹکہ کھلا دیا لو نعوذ باللہ حضرتنا اگر غالب صاحب ایسے ہی سحر بیان اور سیف زبان ہوتے تو در دو فراق صدمہ

اشتیاق محبوبۂ دلنوازمین کیون ہوتے ہماری دلیل قاطع ہے مخاطب جسکے سامع ہے یہ اونکے طرز کلام سے معلوم ہوا تحریر عبارت سے مفہوم ہوا کہ موصی الیہ نے یہ شعر نہین کہے بلکہ خانصاحب نے بالیقین کسے صاحبزادہ صاحب سے ڈر کے انصاحب کو جو خانصاحب کے مصاحب ہین اونکی تحریر وتقریر پر نظر فرمانا بھلا سامعین وناظرین کو کیونکر یقین آوے جب تک اوس معشوقہ سے صحبت نہو کہ یہ مضمون اور ایسے بندش سے کہلوانا اسے منصفان عالیقدر یہہ زبان اور اونصاحبہ کا کام ایسی جلاوت اور اوس ماہ پارہ کا دہان وکام اگر واقعی اونہین کے شعر ہین تو بندہ بھی مشتاق صحبت ہے جسکی شیرینی سخن مین یہہ حلاوت ہے اونکی عنایت ہے گویا طبع کی ضیافت ہے اگر نزدیکی ہین یہہ نادر مضمون اونکے منہ سے سنون توفیق ذایقہ شعر سے اونکا منہ چوم لون معشوقہ مضمون عاشقان شائق کا شائق شایقان عاشق فن کے لایق ہر ہوس کا دل جس کا فرہ پر غش اسکے فراق مین شیفتہ نعل در آتش نازنین مضمون سامعین کا مشتاق شاہد فکر کو تماشائیون کا اشتیاق دل مشتاق باطن کو کمال حسرت وصال ہے خدا جانے کہان وہ کافرہ صاحب جمال ہے لعبت سخن کو یاران نظر باز کا شوق محبوبۂ نظم کو بوالہوسان لگاوٹ باز کا ذوق شاہد مضمون جلوہ دکھاتا ہے گھورنے والونکا دل بیتاب ہوا جاتا ہے

رقیبونکا جلنا کہان دیکھتا تو
گنہ کیا ہے صنم کے نظارے کا زاہد
کھولے ہین اوس ذوپیرہن یوسفی کے بند
نظر ہے جانب اغیار دیکھیے کیا ہو
جو خط جبین کا مرے کاتب ہے اوسیکو

سمان یہ مرے گھر مین آیا تو دیکھا
یہ جلوہ خدا نے دکھایا تو دیکھا
ہے کہہ رکھی نسیم سے کہہ دو قبائے گل
پھرے ہے کچھ نگہہ یار دیکھیے کیا ہو
دکھلا تو میرا نامۂ اعمال الہی ++

صاحب جو بنایا ہے تو مانند زلیخا ۔ یوسفؑ سا غلام ایک مجھے دو ذوالجلالی

صاحب تخلص لا اعلم ایک صاحب قدیم صاحبان مفتون سخن سے جنکے ندیم شعر شنیدہ ثبت جریدہ

زور کیفیت ہی ہے کہ سبھی جھلکتے ہین ۔ جام پر شیشہ جھکا شیشہ پہ مے خوار جھکا

صاحب تخلص صاحب قران نام میر علو مرتبت بلگرام کو زیب سکونت سے زیب کیا واہ جی واہ صاحب گلشن بیخار بھی بڑے شوخ مزاج و بے ادب ہین آپ فرماتے ہین کہ مین نے کیسکو برا نہین کہا اور خطا سے یاد نہین کیا کیون کتنی جگہہ کلک عاصی نے انکے جھوٹ پر صاد نہین کیا اور حال یہہ ہے کہ بہت صاحبون کی تحقیر کی بلکہ ساری کتاب بمضمون حقارت شعرائے نامدار مملو دیکھی پس شاعر کم رتبہ کا کیا مرتبہ رہا چنانچہ تصحیح عرض احقر روبروے غلطی ارشاد صاحب گلشن بیخار پر گفتگو سے انکی عیب جوئی کا جہان اور مقام ایک یہ بھی ادنےٰ نہین سر نامہ ہے اور بندہ ہر ایک کا نشان موقع پر دیتا چلا آتا ہے بمطالعہ گلستان بیخزان اور گلشن بیخار منکشوف ہوگا اس مقام پر صاحب قران صاحب کو کسطرح لکھا ہے باوصف اسکے کہ وہ سید ہین اور بیان حال اشعار ہزلیات اظہر من الشمس ہے ۔ چراغ ہدایت کی حاجت نہین ۔ برا کہنا کیا انہین پر موقوف ہوگا آدمی کا یہ حال ہے دیکھیے کیا مآل ہے من عمل صالحاً فلنفسہ ومن اساء فعلیہا ۔ رہروان منزل عیب پوشی کا طریق نہین عیب پوشی برابر کوئی طریق ہے ۔ بزرگش نخوانند اہل خرد ۔ کہ نام بزرگان بزشتی برد ۔ در جہان چار چیز خوش کردم ۔ یادگیر این سخن اگر مردی ۔ خلق نیکو و را گفتن ۔ عیب پوشیدن و جوانمردی ۔ عیب پوشی عجب چیز ہے عیب چھپانے والا صاحب تمیز ہے علی الخصوص جو ذات پاک سید ہون انکا عیب ظاہر کرنا بڑا عیب خداوند کریم سب نیک و بد کا عالم الغیب ہے جس آل پاک پر بھیجین درود اوسی سے گستاخی بس وہ ہے مردود اللہم احفظنا عاصل کلام کا

صاحب گلشن بیخار کی عبارت انکی نسبت یہ ہے کیا سخت کلام
کی انکی عادت یہ ہے ۵ صاحب قران تخلص امام علی نام از سادات رضویہ است
وسکناے بلگرام شرم وحجاب از ذاتش بمراحل دور وطبعش از آداب
واخلاق مہجور ہرچند داب جامع اوراق نیست کہ عیاذ باللہ کسے را بہ بدی نام
بردا ما درخصوص اینکس نظر بفحش وہزلش خلاف عنوان ناخواست حرفی
چند از نوک خامہ بر صفحہ نامہ ثبت گردید یارب از اعمال این نامہ سیاہ
محو باد الحاصل ہمہ اشعارش از انواع ہزل مملوست اگرچہ مضامین قبح لپذیر
ہم دارد اما حیا مانع تحریر مگر از یک بیت نتوان گفت کہ در نہایت مرتبہ عالی
رتبہ آمدہ و شاید کہ نوجوانان بیباک و شبان ہوسناک را نانوشتن این ابیات
موجب شکایت وگلہ گردد اما ناچار پذیرفتہ آمد کہ الانسان اذا ابتلی ببلیتین
فاختار اہونہما خلاصہ آن اشعار اینست الخ معاذ اللہ اسقدر بجناب پاک
سید گستاخی کرنا اور پھر مسلمانی کا دم بھرنا اور اس پر امیدوار شفاعت
جد بزرگوار سادات ہو ذرا ستاخیز ہوتا ہے برقع بے شرمی روی خجلت دہ
پر ڈالنا سایۂ حشر کھوتا ہے جب آل پاک کو گالیان دین یا برا کہا اور نبی
صلی اللہ علیہ وسلم سے شفاعت چاہی حضرت کیونکر رضامند ہونگے
کب اوس مردود سرگشتہ دنیا و آخرت سے خورسند ہونگے اللہ تعالے
ہر مسلمان کو ایسے گناہ کبیرہ سے بچائے ایسے بیحیا آدم ناہنجار کی صورت نہ دکھائے
وہ شعر یہ ہے جس پر تحسین وزہ سے

مجکو شہوت ہوئی تیمم سے +	تھی میسر کسی چھنال کی خاک

صادق تخلص صادق علی خان نام از قریبان فوجدار خان فیلاحفشام
پیلبان بادشاہی دیکھیے انکے فیل فکر کی زور آزمائی پیل سخن کچک خامہ
فکر انشا سے رواں اور کاغذ کے جنگلی بن مین اس روش سے دوان

صادق اب اور سروکار نہین دلسے ہمکو	ایک بوسہ کی ہوس سنکے ہے دل غمناک ہو

صادق تخلص صادق علیخان نام ساکن عظیم آباد کا ذبان مضامین تقریر فکر سے صادق الوداد کیا مضمون صادق ہاتہ آیا جیسے خضر لیکر راتون رات آیا

وہ ہے عرق سے یار کے چاہ ذقن مین آب
دیکھے تو خضر کے بھی بھر آوے دہن مین آب

صابر تخلص صابر شاہ نام شاہجہان آبادی دریوزہ گر سخن محلہ کاغذیین کہتا بہلا ہمہ ہادی فقیر فکر کا سوال ہے کیون دوست ایدہر بھی خیال ہے

جو ہم بستر نہو ہے تو اوسکی کیا شکایت ہے
نظر بھر کر ہمین بس دیکھنا اوسکا کفایت ہے

صادق تخلص میر جعفر علی نام دہلی وطن کلام صادق سامعین سے یون ہم سخن مضمون تکذیب سچا داہ وا مرحبا

شرم سے نام وہ نہین لیتا
پھر ہمارا خطاب ہے کوئی ++

صانع تخلص نظام الدین احمد نام ساکن بلگرام صاحب حسن خلق وادب بگوہر خوش سیر نے آبدار کلام فارسی مین ہمعصر شیخ علی حزین و آلہ داغستانی انکے صانع فکر کو صورت چار آ خشیج مضمون اس شکل سے بنیائی

صنم کی اس محبت پر دیا تھا ہم نے دل صانع
نتھا معلوم ہوجائیگا یون نامہربان اپنا

صبا تخلص لا اعلم غنچہ فکر انکی نے اہتزاز نسیم توجہ میر ضیا الدین ضیا سے شاخ مصارع پر شگفتگی پائی ذرۂ طبع نے خورشید فکر میر ضیا الدین ضیا سے فلک کاغذ پر روشنی چمکائی گل مضمون کی خوشبو کو صبا دماغ سامعین مین کس روش پہونچاتی ہے نکہت گلہاے معانی چمن طبع سے عنادل شایقین کے لیئے لاتی ہے گلشن فکر کی ہوا ہے یہہ باغ سخن کی فزا ہے

جمع کر کے در وسارے توڑ پیدا دل کیا
یہہ تواے دست قضا پھر اسنے کیا حاصل کیا

صبا تخلص لالہ کانجی مل نام اصل فیروزآباد مولد لکھنؤ اہتزاز صباے فکر مصحفی سے غنچہ سخن شگفتہ ہوا نہال عمر صرصر خزان قضا نے عین بہار شباب مین مانند سبزہ بیگانہ باغ دنیا سے اوکھیڑا انکو بادہ ہاے سخن

چمن کاغذ مین یون لہلہاتے ہین سیر کرنے والون کے دل توکیا نہال طبع ہرے ہوئے جاتے ہین

افسوس وہ آرام عدم مین کبھی نہ آیا ۔ جسکے لیے دنیا سے سفر ہمنے کیا تھا

صبا تخلص رزا راجہ شنکر ناتھ نام صباے فکر شمیم گلہاے سخن سے دماغ سیارہ دلکا معطر کرتی ہے نسیم طبع خوشبوے یوسف مضمون سے مشام زلیخا و باغبان معنبر کرتی ہے صحن چمن طبع دلکشا ہے بوقلمون پھول پھول رہا ہے

دل جبسے اوسکی نگہ مست کا نخچیر ہوا ۔ سرخوشی کیفیت بادہ انگور ہوا

صفدری تخلص میر صادق علی نام شاگرد برادر کلان میر ممنون خوش کلام عین جوانی مین تیر قضا ہوا انکے خون کا پیاسا کسی سبب سے شہید ہوگئے زندہ جاوید ہوگئے جو کوئی عاشق و تشنۂ ابرو کے معشوق سخن کا شہید ہے اوسکے لیے انکا معشوق فکر قابل دید ہے کیا خوب فرماتے ہین کیا مضمون لاتے ہین

نہین معلوم پڑا پاے نگارین کسکا ۔ چھپاہٹ ہے حنا کیسے گل قالین پہ

صبر تخلص مرزا غلام حسن خان نام مولد دہلی اصل کشمیر نظم کے انشا مین میر تخت الملک عشق کی تہ ہین انکے اشتیاق کلام نے صبر کیا جب دل کو تسلی ہوئی تو بے اختیار چمک گیا نقد سخن ہے کھرے سکہ کا چلن ہے

کبھی قصۂ جم کا [illegible] آیا ۔ غرض ہم بھی عجب اک مشرب نادانہ رکھتے ہین

صفدر تخلص میر صفدر علی نام ساکن سونی پت یہ ہے انکی فکر خاص کی حقیقت کلام مرغوب ہے کتنا دلچسپ خوب ہے

شجر سوختۂ شمع سے جب گل نکلے ۔ چاہیے بیضۂ فانوس سے بلبل نکلے

صدق تخلص لا اعلم کلام انکا ایسا صادق جسکا کاذب بھی شایق او حقیقت نہ کھلی بجلی نہ بری

ہوا آنکھون مین لخت جگر پیدا	بدقت اشک اب نکلے ہے شاید

صفا تخلص لالہ منولعل نام شاگرد مصحفی کلام کس رتبہ کا صفا جس نے
سنا اوس نے کہا آفرین مرحبا اور مبالغہ لاف ہے کلام انکا صاف ہے

کوئی معشوق ہے اس پردہ زنگاری مین	چرخ کو کب یہ سلیقہ ہے ستمگاری مین

صفا تخلص لا اعلم حال انکا کچھ صاف نہوا اسمین کچھ صاف گزاف نہوا
تقصیر معاف کلام صاف

رہ گئی ہے مرے آنکھون کی تری شیشہ مین	محتسب جھوٹ ہی کس نے بھری شیشہ مین ۱۹

صنعت تخلص میان کریم اللہ نام ساکن مراد آباد دست صانع اونکا
صانع قدرت نے زیور زرگری سے بنایا اوستاد دنیا کو کھوٹی خاک سمجھکر
نباد تکلو اکسیر جانا آفتاب کے سونے کو مس سا دیکھکر مصالح ضرب اللہ ہو سے
کھرا ایجا نا نگینہ سخن کا انگشتری کاغذ مین اس آب و تاب کی صنعت سے جڑا
کہ شائقین کو ہنگام نظارہ کندن کے مانند نظر پڑا یہہ عیاالہ دار العیار کی
کھرے کی کھوٹے سے تکرار ہے نقد سخن کی ٹکسال ہے مضمون کے مال سے
مالا مال ہے جو بے سکہ درم ہے اوسکا یہان کام کم ہے مضمون کا درہم
وہ رقعہ کتاب ندیم و ندیم

لاش کو اوسکے نہ ظالم سر بازار گھسیٹ	قتل ناحق کیا تو نے جسے تلوار گھسیٹ

صافی تخلص لالہ بدہ سین نام قوم حجام ترک پیشہ کرکے تعلیم طفلان
اختیار کی استعداد معقول فکر فارسی ازبس نازک و لطیف خیال ریختہ
مین مہارت تمام شوق کے وسیلے سے حصول شوق موسیقی مین دلکا پارہ
اکثر کشتہ کیا بوٹی فیضان صحبت بادی شعرائے مس قلب انکا شمس
اعلی کیا عرصہ قلیل ہوا کہ مقراض قضائے موے ہستی کو اس قطع سے
اصلاح دی نشتر فکر نے ورید سخن سے آتش جوش خون مضمون کی
یون منطفی کی مسیحاے ماء الحیات طبع کشتہ مضمون کو زندہ کرتا ہے

دار العیار مشعرہ مین طلاے فکر سخن محک امتحان پایندہ کرتا ہے مضمون آبدار طبیعت کی صافی مین یون چھنے انکے بدہ کے لسین سے شایقین عاشق معشوقہ سخن سبنے انکی فکر نے باڑہ پہ رکھا اور گاہک مضمون کو یون مونڈا

گردی وہ صلاے فیض تعمیم ++ | باخبر لینا کہ عزرائیل +++
ہے ساغری دور فلک مین تپش آلود | کیا شعلہ فشان ہے یہ شرار رخ ساقی
برنگ لالہ اک گل ہے داغ افروز بیتابی | جھمک دیکھی ہی جیسی اوسکی انگشت حنائی کی

صابر تخلص مرزا صابر نام ایسا مستحکم جنکا کلام کیا گفتگو کرتے ہین جس سے سامع کو محو ہو بہو کرتے ہین

کون ہے کسکے ہے نالو نہین اثر اپنا سا | کسکو ہے درد دل و سوز جگر اپنا سا
ضبط آہ شرر افشان سے ہے ربط دل زار | کوئی بے شر نہین دنیا مین بشر اپنا سا
دشمنون سے ترے سازش ہواری اور دشمن | گو کہ دشمن ہے ترا دوست ہے پر اپنا سا

صفا تخلص صاحب عالم مرزا انجھے نام کلام انکا کدورت سے صفا لا کلام کیا ارشاد ہے جسکی فرحت خیز افتاد ہے

حاصل ہے حیات ابدی کشتون کو تیرے | آب دم خنجر مین ہے لطف آب بقا کا

صفیر تخلص جانخانصاحب نام مرغ فکر انکا گلشن کاغذ مین نغمہ سنج انکی طوطی مضمون سکے روبرو بلبل کوشش و پیچ تدرو خامہ کا قہقہہ دیکھیے کبک سخن کا دولسر دیکھیے

امید و یاس و خوف و رضا مرگ و زندگی | رکھتی ہے لطف تیرا دہن ہان و دہن نہین

صدق تخلص محمد صدیق نام ساکن حیدرآباد بیہ صداقت مآب بصدق دل شاگرد میان فیض ہو کر دلشاد صدیقان سخن سے صادق صحبت جناب کے لایق ایسا مضمون لاتے ہین یون فرماتے ہین

چشم تر روتی ہے ناحق پھوٹ پھوٹ | کیا دل نالان نے کم فریاد کی +
محو ہون عشق کمر مین یہان تلک | صورت عنقا مری تصویر ہے +

صمد تخلص میان عبد الصمد نام حیدرآبادی از ارشد تلامذۂ میان فیض ضمنم سخن کو سجدہ کاغذ میں کلمہ وحدانیت حضرت میان فیض کلک فکر جواہر رقم جسکو تمیز از صمد تا صنم بثبوت کفر میں ایمان ہے اسلام ایمان کی جان ہے
چست تقریر ہے چالاک تحریر ہے

رنگ پریدہ نامہ بر شوق ہے میرا
آوارہ گرد باد نہیں دشت یاس میں
قتل پہ مجھ سخت بانکی آنکھ ہے جلاد کی

خط کو میرے نہ بال کبوتر سمجھئے غرض
شاید کہ خاک ہے یہ کسی نامراد کی +
ہڈیاں پھر ٹوٹتی ہیں خنجر فولاد کی +

صبا تخلص میر وزیر علی نام شاگرد خواجہ حیدر علی آتش بعد انتقال خواجہ صاحب پھر بعض تلامذہ خواجہ صاحب نے اجماع کرکے میر صاحب ممدوح کو بجائے خواجہ صاحب سمجھا یا میر صاحب اصل میں شریف تھے خال بزرگوار نے میر صاحب کو اپنا فرزند کیا اس وجہ سے نسب سیادت سے انکی نسبت قرار پایا مرد وضعدار خوش اخلاق صاف گوئی میں مشاق گلچین باغ سخن ہے بلبل گلہائے چمن ہے دیوان کیا ہے گلدستہ ہے برائے ہر دست بیت پیوستہ ہے صبا کے مضمون کا نازک جسم ہے لطافت سے نظر نہیں آتا فقط اسم ہے گلزار دیوانمیں پھولوں کی مہک ہے پڑھنے والے کی آواز بلبل کی چہک ہے تختۂ کاغذ میں گلشن کی بہار ہے خزاں کا یہاں سے صد کوس دور دیار ہے غنچہ مضمون میں کیا لطیف خوشبو ہے جسکا ہواخواہ ہر ایک گل رو ہے نسیم اس چمن کی دلکشا ہے آہ سرد ایک ٹھنڈی ہوا ہے باطن ختم کتاب منظور ہے ہنوز دہلی دور ہے اے دل گرفتہ طول کو چھوڑ مطلب کیطرف توڑ کر دل جوڑ ہے جاتا کہ تیری طبع رسا ہے ذہن بہت ذکا ہے دور مقام منزل ہے تیرا عبارت آرائی پہ دل ہے مطلب پہ آ اس بوستان کی ہوا کہا صبا نے کیا کیا گل کھلائے ہیں میرا اڑانے کیسی کیسی بلبل آئی ہیں نسیم سحر
بہتی ہے زبان حال سے یہ کہتی ہے

کوشش ولے نہ سنا قافلے میں یوسف نے | تھی زلیخا کی صدا بانگ درا سے پیدا
بوئے گلچین عشق گل خوف خزاں پیدا ہوتا | لاکھ آفت میں پھنسی ہے ایک جان عندلیب
لوٹی بہار سنبل باغ وصال کی + | سو لگا کیا میں گیسوئے دلبر تمام رات
غافل تقدیر کا رونا عبث + | سب گلہ بیجا ہے سب شکوا عبث
آبرو دے ایسی قد تمیدہ تو مجھے + | یار آنکھوں پہ بٹھا دے صورت ابرو مجھے
فکر رنج و راحت کیسی + + | دوزخ کیسا جنت کیسی + +
افتادگی سے خاک سر اپنا اوٹھائیے | ممکن نہیں کہ نقش کف پا اوٹھائیے
منزل مقصود تک آخر میں سرگشتہ گیا | گو بگولے کی طرح سے راہ میں چکر پڑا
زخم کہن شگفتہ ہوئے کیف شراب سے | انگور پھٹ گئے تپش آفتاب سے
خفتن سے لیگیا تاتار کو تاتار سے چین کو | کیا کیا نہ سرگشتہ مجھے سودای کاکل نے
بلا طویل شب ہجر ہے نہیں کٹتی + | دعائیں مانگتا ہوں شام ہی سحر کے لیے
جو بار عشق میں سر سے اوتار کر رکھدوں | ترا تو دیو بھی اے آسمان اوٹھا نہ سکے
کھلا جام سے غنچہ آرزو + + | گلا ہے گل باغ عشرت ہوئی +
کونسی جا نہیں وہ جلوہ کناں رہتا ہے | پر کوئی کہہ نہیں سکتا کہ یہاں رہتا ہے
زاہد کو رہے خم پیر مغاں دور رہے | آمد و رفت سے اندیشے کنواں دور رہے
ایسا خوب ہے غنچے کی طرح خاموشی | غل مچانا صفت برگ خزاں کیا معنی

حرف الضاد

۱۷
ضیا تخلص ضیاء الدین نام ایک شخص وحشی طبع بنت العنب سے بجان الفت ماہ سخن کو چرخ کاغذ پر نشہ شراب مضمون میں نقل انجم معانی کی لطافت خورشید طبیعت کی ضیا سے ذرہ نگر کس جلوے سے چمکا ہے

جوں چنار اسجا نہ پھولیں میں نہ پھل لائیں میں | جب آوا اپنی کو ہو بیچے میں جل جائیں میں

ضیا تخلص میر حسن شاد نام لکھنوی اور حال انکا با وصف تحقیقات بسیب واضح ہوا تو ناچار ضا لیلہ تسوید میں یوں آیا انکے سخن کی پالکی نے سخن

سنجو نکے بیچ میں اور وا سا فلک لگا یا سخن سے انکا باہم ربط ہے قاعدہ تصنیف نظم انکو ضبط سے آزاد طبع قلم کا چھوڑا اور کاغذ کا رومال دست و دوش پہ لیکر شعر ایک صدر تون میں یون کرتا ہے سوال

نقد دل وحشت میں کھو کر اک جنون پیدا کیا	ہے بازار محبت میں یہ کیا سودا کیا

ضیا تخلص میر ضیاء الدین نام وطن قدیم دہلی بسبب حادثہ عظیم الہ آباد میں تا دم آخر قیام پذیر شاعر قدیم بہت شایقین سخن نے انسے فیض پایا لطف ہائے طبع انکی یون فروغ بخش فکر روشن ضمیر اختر فلک شاگردان پر انکی ماہ صلاح کی ضیا ہے ذرۂ مضمون سخن طلبا پر مہر توجہ کا پرتو ہے

دل جلے ہے غم سے اور آنسو بہانا منع ہے	لگ رہی سینے میں آگ گھر میں اور بجھانا منع ہے
سینہ میں سوزش ہے اور ضبط فغان کو حکم ہے	رہیں جگر میں شعلہ اور نالہ اٹھانا منع ہے
عشق کی منزل کا کیا تجھسے چلن کہیے ضیا	قتل کرتے ہیں ہمیں اور تڑپھڑانا منع ہے

ضمیر تخلص شیخ بداری نام ضمیر فلک عکس پذیر ضیا سے مہر توجہ ہادی شعرا نظیر مقتبس انوار ذرات مضامین انجمن فلک میں انجم [illegible] مانند مہر منیر طلوع بوستان معانی انکے دل کا ضمیر ہے مشتاق حسن گلکاری مضامین ضمیر دل با تدبیر ہے کو اک سخن چرخ کاغذ پہ چمکاتے ہیں ثوابت و سیارہ کی [illegible] قرطاس پہ دکھاتے ہیں

وہ ابھی ہے تو گلی آرزو وہ چمن تازہ بہار ہے	[illegible] آئینہ سے او ہم عرض کرنا سہج سرو کار ہے

ضیا تخلص مرزا ضیا بخت نام خلف مرشد زادہ مرزا فرخندہ بخت مہر مضمون کو ضیا بخش ہے سپہر کاغذ کا تخت چہرہ حور مضمون کی ضیا سے تختۂ کاغذ فلک قمر ہو رہا ہے

چھوڑا گئے کون کیا ہاتھ سے ضیا دامن	ہنوز جو اشک کا ناچیز تار رہتا ہے

ضمیر تخلص لالہ گنگا داس نام شاگرد نصیر تعلیم رسالی دستگاہ اونکو [illegible] سخن بتخانہ کاغذ میں اصنام مضمون کی پرستش کرتا ہے رمال طبع قرعہ

فکر سخن تختۂ کاغذ پر اس شکل سے ڈالتا ہے

میں دکھاتا ہوں جو صیاد کو پھر بھی پڑ گیا
چشم خواب آلودہ او سے فتنہ بیدار ہے

ضیغم تخلص مولوی غضنفر علی نام فرزند مولوی حیدر علی لکھنؤ کے ساکن ہیں ہژبر سخن بادیۂ کاغذ میں پیچ مضامین کو اس حکمت سے شکار کرتا ہے رات دن عالم طبع کے طالب علم حکمت سے بحث کی قیل و قال ہے مدرسۂ کاغذ سرگرم تکرار ماضی و حال ہے

ہر اک کی سمجھ کہیں کہتا ہوں دو گز زمین
نہ وہ مزاج ہے اگلا نہ وہ دماغ رہا
وہ در گذر کریگا شفاعت کرینگے وہ
اللہ سے کام ہے بیعت سے غرض
ہوا ہے زرد چہرہ خشک لب ہیں شکستہ چاری ہیں
سر ہاتھوں پہ صورت پیدا ہند نگینیں دیکھے
غوث اعظم کا ہوں میں ضیغم غلام
اب زیارت میں کروں بغداد کی

حرف الطا

طفل تخلص مرزا عبد المقتدر نام عرف مرزا طفل پیران جوان سیرت کے آگے میدان سخن میں شوخی کرتا ہے انکی طبیعت کا طفل ہرچند مانند طفل اشک لڑکپن سے کھیل ہے اچھل کود ہے یہ چال چلن سے ہے

رات دن مونس جان وحشت تنہائی ہے
دل ہے میرا کہ کوئی وحشی صحرائی ہے

طالب تخلص طالب حسین نام شائستگی سخن میں میر انشاء اللہ خاں صاحب سے طالب شعر اسکے شعر میں اپنی جودت طبع سے سخن ہر ایک کے کلام پر غالب کلام کا کیا پوچھنا ہے طالب کی مطلب سے گفتگو ہے

دشت میں آہ شرربار جو طالب نے کی
ایک شعلہ گیا خاشاک بیابان ہو لیا

طرہ تخلص طرہ باز خان نام شمار ہیں مضمون تازہ انکا طرۂ دستار سخن عارض محبوب مضمون پر کاکل پیچ شکنا ہر مصرعہ شکن در شکن زلف سخن سراپا دراز ہے اس کا ہی بلا کا انداز ہے

مصور کھینچ کر اوس شوخ کی تصویر کاغذ پر
میری صورت بھی ہو زیر قدم تحریر کاغذ پر

ہین موسیان شایق دیدار مضمون کو اس نور کا جلوہ دکھاتی ہے ایسے ہی لغویات صاحب گلشن بیخار کو منصفان دور بین کے نزدیک راستی کج فہم بنائی ہے چنانچہ جس موقع پر جس رنگ سے اونھون نے شوخی فرمائی بندے نے بھی ناظرین کو اوسکی حقیقت مفصل کہ سنائی موسی سخن طور طبع پر تجلی مضمون سے بیہوش عاشقان طالب دیدار کو مانند سرمہ خموشی کا جوش کاغذ وادی ایمن ہے قلم چٹکی مین جون شمع طور روشن ہے طور کی تحریر کا یہ طور ہے تجلی گاہ مضامین مین جا ے غور ہے

نہ لیتا عمر بھر نام رہائی + + + | تو اپنے دام مین لایا تو ہوتا + +

خیر انکی فہمید معہ اوستاد کے ایسی ہی جسکا یہ انتخاب ہے بندے کی طرف سے انکی اسی غزل کے اشعار دل سے کیا جواب ہے

لب جانبخش دکھلایا تو ہوتا + | ذرا عیسیٰ کو شرمایا تو ہوتا ++
کف پا اپنا دکھلایا تو ہوتا + + | ید بیضا کو شرمایا تو ہوتا + +
غش آتا طور کو موسیٰ کے مانند | رخ پر نور دکھلایا تو ہوتا +
مین جی جاؤن اجل ہو آپ آجائین اگر پہلے | یہ پیغام زبانی خط سے کہیو نامہ بر پہلے
عوض بوسہ کہ مین لے گا لیا دین مجھکو صاحب پہلے | ذرا انصاف تو کیجے لگا لے کس نے شر پہلے
شب وصل غریبان ہی ترے گردن پہ خون ہوگا | نہ بولا اوٹھیو کہین زاہد سو ایک مرغ سحر پہلے
شب وصل صنم مین رات بھر مانگی دعا ہر | الہی آج نکلے مہر تابان سے قمر پہلے
عجب سرکار ہے اللہ کی اہی طور مین | ہنر مندو نسے پوچھے جاینگے وہان پر بے ہنر پہلے

طوماس تخلص قوم نصارا مشہور ٹجانصاحب از تلامذہ شاہ نصیر فکر عیسائی انکی کاغذ کی بیز پہ سیر کرتی ہے مضمون شعر کی چھٹی تحریر کاغذ کا تیار فلک سے ہمین سوار مضمون کا صاحب فن ہو

سودا ہے زلف یوسف ثانی کا اسقدر | رسوا ہوے ہین ہم کہ ہے سر بازار زار زار

طالب تخلص شیر محمد خان نام شاگرد حافظ عبد الرحمان خان احسان طالب

سخن اس نوع سے ہوا بہ بزم سخن سنجان طالب کو شاہد سخن کی طلب ہے
مطلوب کو طالب سے مطلب ہے

کون ہے بسمل شمشیر نظر اپنا سا | یا تہ بال اپنا سا یا سینہ سپر اپنا سا
کیا اپنی روشنی پہ شگفتہ ہے قرص ماہ | طالب جو تیرے ساتھ وہ رشک قمر نہیں

طالع تخلص لالہ ہند ولعل نام اصل حیدرآباد میان فیض صاحب جیسے شاعر انکے اوستاد اختر طالع سخن سپہر کاغذ پر طالع خورشید طبع جلوہ مضامین سے فلک کاغذ مین پہ لامع شاہد سخن انکے نصیب سے قسمت مین لکھا صل حبیب ہے

مت پوچھ کچھ حساب یونہین بخش دیجیے | مجرم تو ہون پہ عفو سراسر سے ہی غرض
اشکون سے سب عبارت اعمال دہوینگے | بندے کو ایک فرد نہ دفتر سے ہے غرض

حرف الظا

ظفر تخلص حضرت ظل سبحانی سلطان زمانی خلیفۃ الرحمانی سکندر ثانی مرزا ابو ظفر بہادر شاہ ادام اللہ سلطنتہ بخلق سخا وشجاع وحیم وکرم وبخشش یکتاے زمان وحید عصر انامل شایستہ بتحریر خطوط بوقلمون مشتاق ذایقہ سخن سے شیرین کام ودہان شاعر نامدار والاقدر خاقانی ہند شیخ ابراہیم ذوق خوشہ چین خرمن درگاہ فلک اشتباہ بصد شوق یہ خادم سخن جو کلام مبرکہ سے مستفید ہوتے توفیض حاکمان مضامین سے قابل گفت وشنید ہوتی اوستادیکا دم بہرنا محال مگر مضامین مین بطور مشورہ قیل وقال شاہ سخن اکثر ادہر رنگ کاغذ پر جلوہ افروز ہند ولبست املاک وعساکر مضمون پر سیاست شمشیر زبان بصد ظفر فیروز کلام الملوک ملوک الکلام لاکلام اسمین کلام کا کیا کلام اماکن وحصین حصین سخن پہ بضرب تفنگ فکر مظفر ادہر طرقو کنان چپ و راست فتح وظفر کس صولت کا کلام ہے جسکی ہیبت سے حصار دل سخن کا انہدام ہے

داخل ہوئے اور رضوان نے بہ بشاشی تمام فرمایا آدخلوفیہا انعماے جنت حاصل ہوئی دیوان مختصر بڑی لطافت و فصاحت سے جمع بقصد تدبیر کیا نسخہ سیقمان شایقین کے لئے مرکبات طبع سے یون تحریر کیا طبیعت کی صفائی کمال ظاہر ہے جس سے لطافت خود ظاہر ہے ظاہر و باطن یکسان مانند ضمیر روشندلان کیا خوب ارشاد ہے جس سے سامع کا دل شاد ہے کیا نسخہ حیات مفرح القلوب ہین کہ ہر مریض سخن کو مطلوب ہین

حمد مین لکھتا ہون نام اوس خالق غفار کا	نعت مین دم مارتا ہون احمد مختار کا
خیال اوس زلف کا دل سے مرے اصلا نہین جاتا	بہت اپنے سے کی پر آہ یہ سودا نہین جاتا
مہر کی جبہہ انور کی مہر سان چمکا دیا	آپ چاہا جب تو جلوہ ذرہ مین کھلا دیا
کیونکہ نکرین جو رو ملایک اوسے سجدہ	اللہ معنی ہے بصورت ہے محمد
نہ بھاتی تھی جس شخص بن دلکو سیر	سو آیا ہے ای لوہ یادش بخیر +
چشم اور لب لعل اوسکے ظاہر	بولی کہ جو دلکو پا سینگے ہم ++
آنکھون نے کہا کہ سینگے ہم قتل	لب بولی کہ پھر جلا سینگے ہم +
غبار خاک راہ دلبر چلا لاک آنکھون مین	سمجھ کحل البصر گر ہم ندین تجھ خاک آنکھون مین
خراب بادہ دل شہر جان ہم تونے	کیئے ہین نقل مکان گھر سے صنم تونے
گو خلد برین کی تو صبا اور ہی کچھ ہے	پر یار کے کوچہ کی ہوا اور ہی کچھ ہے
ہے عرض روز حشر کو ظاہر کے یا علی	نعلین آپکی یہ گنہگار سے لے چلے

ظہور تخلص ظہور اللہ بیگ نام اصل اصول توران مولد و منشا دہلی بہ تصدق فیضان الہی حافظ قرات حمایل فکر سخن گردن کا غند ہین حمایل طبع کو نور رسائی سے فیض کامل اوسی نور کا یہ ظہور ہے جسکی حدیث کا مطلق مذکور ہے فکر سخن کا ظہور راست ہے حافظ طبع اپنے فن کا پورا ہے

ایسا نہو قاصد کہ میرا نام نہووے	لکھ نامہ حال دل گمنام نہووے

حرف العین

عاجز تخلص زور آور سنگھ نام شاگرد شیخ نصیر الدین عزت باوصف و راوری نام سخن مجلس کاغذ مین روبرو دیکھا ہے عاجزی سخن پر قدرت کیا خوب فرماتے ہین کیسے کیسے مضمون لاتے ہین

شب مہتاب کس کمبخت کو پھر انہین بھاتی ہی	کہ اس سے گرمئی روز قیامت یاد آتی ہی

عالی تخلص لاعلم امیر تیموری شاگرد ذوق طبع عالی کو سخن پر اسطرح ذوق کیا خوب فرماتے ہین کیا عالی مضمون لاتے ہین

پھپھولون تو دل کی نہ بجھے آگ آہ اوپر سے	ذرا سا وار کے پانی بھی یار لا نہ سکے

عارف تخلص محمد عارف نام کشمیری نژاد مولد و منشا حضرت کا شاہجہان آباد دوشالہ کو رفو کرتے ہین اسی ذریعہ سے آب و نان کا تگ و دو کرتے ہین ہمعصر سنجیدہ شعرا اور ہر شخص شعرا دوست فکر نے شال سخن کو شکنجہ طبع مین لپیٹا اور کاغذ کے رومال پر گل بوٹہ مضمون کا کاڑھا عارف سنجیدہ پر عارف طریق معرفت فکر کا معارف صفحہ کاغذ نہین دوشالہ سے شگفتہ مضامین شگفتہ گل لاتے

دخت رز سے کہو کہ آن ملے +	ورنہ عارف افیم کھا دیگا +
اس ابر مین بے ساقی و مے جی پہ بنی ہی	ہر بوند کا کھاتا مجھے پھر تیر کی انی ہے

عالیجاہ تخلص پسر نواب نظام الملک بہادر صرف کاغذ مین گو ہر مضمون ہے یا در مضمون عالی جاہ کی چاہ مین مدام ہے ناظم طبع کو نظام ملک سخن پر لا کلام ہے حاکم سخن و سادہ کاغذ پر متمکن ہے تو محکومان مضامین کا مطیع ہونا ممکن ہے امیر طبع کا تیز حکم ہے پر ہنگ مضمون صم بکم ہے

رات دن اشک سے آنکھون مین تری رہتی ہی	شاخ نرگس اسی پانی سے ہری رہتی ہے

عارف تخلص میر عارف علی نام ساکن اکبر آباد ایک عرصہ سے رونق افزوز مراد آباد و عقل و شعور بحث علم عروض و قافیہ مین استاد شاگرد

غلام ہمدانی مصحفی اب ترک سخن کر کے عنان بارگی طبع طرف ساحت وعظ و
پند معطوف کے اور بجا آوری حکم احکم الحاکمین کیطرف طبیعت عالی بدل
مالوف کی عارف سخن چہرہ کاغذ مین عابد زاہد شب زندہ دار طبع عباد
و زہد پر مجاہد سخن کیا ہے عین معرفت ہے عارف طبع کی یہ حقیقت ہی

رات ساری مجھے دونو کی تسلی مین کٹی	ہات دل پر سے اوٹھایا تو جگر پر رکھا
وہ ہوا گرد سے جب وقت شکار آلودہ	تیر خاکی سے بنے مژگان غبار آلودہ
ہاتھ ہونگے چاک جیب تلک دست رس نہین	مین کسکے بس مین ہون کہ یہ کچھ بھی بس نہین

عاصی تخلص منشی امداد حسین نام عاصی انکے کلام سے بہرہ اندوز ہان
ہان لاکلام کلام انکا اب دلفریب تر

مین کس کس شعلہ رو کو یہ دل صد چاک دکھلاؤ	رہا تھا ایکدل سو جل گیا کیا خاک دکھلاؤن

عاجز تخلص الفت خان نام خورجہ کے ساکن سخن انحضرت کا جوان خوب مین
تحریر دیگر کیفیات سے قلم رہا عاجز سچ ہے کہ بہر حال ہر حالین بندہ عاجز
کیا خوب نظم ہے جسکی شایستگی ہم بزم سے ہے

کیا ہوا گر چشم تر سے خون ٹپک کر رہگیا	بادہ گلگون کا ساغر تھا جھلک کر رہگیا

عاصی تخلص لا اعلم ساکن رامپور عاصی الفصاحت کے اور معاملات سخن
مجبور شاعر طبع عصیان شعار ہے خداے کریم غفار ہے تخلص عاصی
پر فکر بہت خاصی سخن کا زبان پر لانا کیا گناہ ہے شفیع عاصیان بروز
حشر پشت و پناہ ہے فکر سخن بہت خوب جس پر ہر یک طبع مرغوب

کملایا ہے گرمی سے نگہ کے وہ گل اندام	المدد یہ کیا لطف کی نازک بدنی سے ہے

عاقل تخلص عاقل شاہ نام وحشی صفت جریدہ انداز انکے اس شعر پہ
عرصہ دراز سے دل بیتاب تمنا کو اعزاز جب زبان پر آتا ہے تو عجب مزا
چکھا جاتا ہے جو عاقل ہے وہ اسطرح ناقل ہے درویش فکر بوریا ہی
کاغذ پر ایسا ہو کہتا ہے غافل بھی عاقل عاقل شاہ کو کہتا ہے کیا خوب فرمایا

کیا نادر مضمون ہاتھ آیا

قید بھی یہاں کچھ نہیں اور چھوٹ بھی سکتے نہیں	واہ وا اس دام کو اور مرحبا صیاد کو

عاصمی تخلص لا اعلم از جمہور شعرائے متقدمین مرد ذہین کلام بہت متین اور حال نامعلوم کیونکر دریافت ہو کیا معلوم کیا شستہ زبان ہے کیسا رفتہ بیان ہے

چمن کے تخت پر جس دن شہ گل کا تجمل تھا	ہزاروں بلبلوں کی فوج تھی اور شور تھا غل تھا
خزاں کے دن جو دیکھا کچھ نتھا جز خار گلشن میں	بتاتا باغباں رو رو یہاں غنچہ یہاں گل تھا

عاشق تخلص مہدی علیخان نام نبیرہ نواب علیمردان خان بکربان والا زینت کے خدمت شریف میں کمترین بندہ سید غلام قطب الدین متخلص بباطن مولف تذکرہ گلستان بیخزان بجواب تذکرہ گلشن بیخار التماس کرتا ہے کہ صاحب گلشن بیخار کا دل انواع انواع گل شاخ شجر تذکرہ میں معترض زبانسے کرتا ہے چنانچہ الصاحب کے باب میں یہ عبارت کہ مملو ہے اوپر صفت کاملہ اور اہانت شاقہ کی کس رعنائی کے ساتھ ذہن میں قیاس کرتا ہے اسقدر الصاحب کے تصنیفات سے ہے اسپر صاحب گلشن بیخار کی یہ بات ہے اعظم الدولہ گوید کہ تصنیفاتش قریب دو صد ہزار بیت بنظر راقم در آمدہ مشتمل بر سہ دیوان ریختہ و دو دیوان فارسی و حملہ حیدری و دیگر مثنویات انتہی کلامہ و آنچہ ما را برائے انتخاب بدست آمدہ این بیت است کہ بناچار نوشت الخ اللہ اکبر صاحب گلشن بیخار اور اونکے اوستاد کو اتنا حسد اور ہر ایک شاعر سے ایسی جد و کد جس شخص نے تین دیوان ریختہ اور دو دیوان فارسی اور حملہ حیدری اور اور مثنویات تصنیف کیں ایسے تیز طبع خوش فکر منشین کے نسبت صاحب گلشن بیخار نے یہ لغویات لکھیں کیں یہ تو کسی بیعقل کی سمجھ میں بھی نہ آویگا جس شخص سے اتنی تصنیف ہے کہاں تک اچھا نکلے گا اور کلام شیرین و نمکین ہوگا محض مدعی کی تحریر ایسے

کہتے ہین کہ ایک بیت بناچاری لکھی افسوس اونکی ایسی خواری لکھی سبحان اللہ کیا دعوی ہے اور کیا بیان کچھہ اور رہئے یا منہ مین زبان برا کہنا بہلا جانا واہ کیا خوب تمنے ہر کسیکو برا کہکے اپنا دل شاد نہین کیا ہر شاعر کی اہانت کرکے دلخانہ خراب کو آباد نہین کیا صریح برا کہتے ہو خوش رہتے ہو دروغگو ہیم ولے بہ رویت کیسے آدمی اور کیسی آدمیت غیرت نہین آتی تمہارا کیا سینہ کیسی چہاتی غرض نظم پر انکا دل عاشق کلام عاشق سننے کے لائق بیان کیا خوب گفتگو بہت مرغوب

ابر آتا ہے آفتاب چہپا ساقیا مت شراب تاب چہپا

عاشق تخلص لاعلم نہ دوری اور دریافت حال سے عاصی بہرے عاشقانہ کلام سے معشوقانہ انتقام ہے

فقط تو ہی نہ ہوا دبت خونخوار دشمن ہے ترے کوچہ مین اپنا ہر در و دیوار دشمن ہے

عاشق تخلص لالہ رام سنگہ نام پہلے شاگرد غلام حسن تجلی بعدہ مشہور شاہ نصیر دہلوی عاشق سخن انکا معشوقان فکر کو خلوت کا نمہ مین یون آراستہ کرتا ہے صورت شاہد فکر کو مرقع قرطاس مین بہزاد طبع اس نقشے سے پیراستہ کرتا ہے

حیرت زدہ مین دیکھون ہون یون اونکو بزم مین تصویر جیسے دیکھی ہے تصویر کیطرف

عاشق تخلص بخشی چہولا ناتھہ نام پنڈت کلام عاشقانہ کی یہ حقیقت

قیس ناداں سراسر نظر آیا مجہکو جا ہے وحشت مین کیون کوچہ دلدار کو چہوڑ

عاشق تخلص شیخ نبی بخش نام کہین پور شیخ محمد صلاح مرحوم پنجابی الاصل مولد و منشا جہدہلی مخصوص شاگرد رشید ہادی شعرا شاہد سخن کے عاشق بہی و مبتلا مرد لطیف ظریف در حریف بذلہ سنج چست وطرار استوار استعداد فارسی معقول علم عربی سے آگاہ صالح مزاج جودت طباعی بیباک گوہر سخن پدرا صدہا کتب بصحت خامہ گذرین بخط عربی و فارسی لکہین ظفر با نجات راسخ

بریلوی ہی سوال و جواب بہ نظم و نثر اکثر بوجہ احسن رہا عرصہ قلیل ہوا کہ بمکان سقیرہ میر محمدی بیدار خفتہ بستر عدم پکڑا دندان فیل مشاعرہ ہوتا تھا بزم یاران سخن سنج آراستہ محفل شعراے خوش فکر پیراستہ تو مرزا تخلص شاگرد مرشد شعراسے مباحثہ معقول رہا عاشق انداز معشوق پرست سے معاملہ گفتگو حصول رہا تہذیب طالبعلمان مدرسہ سرکار بہرت پورانکی اختیار تھی مباحثہ درس مین انکو باہم تکرار تھی سن بارہ سو تریسٹھ ہجری مین ترک روزگار کرکے حرمین شریفین کی زیارت کو گئے زیارت کیا بلکہ کونین کی حصول سعادت کو گئے اوسے سفر مبارک مین جہانسے سفر کیا بعد حصول شرف حج جہان گذرانسے درگذر کیا نازنینان مضمون کے عاشق ہین اشعار انکے سننے کے لائق ہین بندہ شاگرد وہ اوستاد ہین اور وہ دونو شاگرد اوستاد ہادی شعرا نظیر جنکا کلام دلپذیر عدو کا سینہ سپر اونکی مصرعہ کے تیر کا مطمورہ عدم مین دشمن نظیر کا واہ کیا خوش بیانی ہے جسکی بزم شعرا مین مدح خوانی ہے

اشک و لخت دل سے دامن خوشنما ہو جائیگا
لعل گل اور موتیا کا حاشیہ ہو جائیگا

کان تک پہونچی گی گر اوس گل کی جانیکی خبر
الصبا سنتے ہی دم میرا ہوا ہو جائیگا

مطرب خوش لہجہ کوئی راگ ایسے رنگ سے
محو سن عالم در و دیوار کا ہو جائیگا

منہ نہین کرینگے ہرگز قند مصری کی طرف
لون کا بھی منہ مین گر آسرا ہو جائیگا

آپکے رخسار کا ہے باغمین ہر گل غلام
کاکل پر خم کا بھی ہے دستہ سنبل غلام

سرو اوس قد کے مقابل ہو تو جلوا ڈالون
دیکھے نرگس جو وہ چشم آنکھین نکلوا ڈالون

لال کر دکھلاون خون دلسے مژگان تو سہی
رشک شاخ گل کرون خار مغیلان تو سہی

آہ سوزان کو دہوئین سے سرو او سنبل لگاون
لخت دل سے کردون صحرا کو گلستان تو سہی

جانان جاتا تو بہت کہتے ہو پر جانا نہ جان
تم گئے اور مین نہ دیدون جان جانان تو سہی

یون جنون سے اضطراب رگ ہے نشتر کے تلے
مضطرب ہو صید وحشی جیسے خنجر کے تلے

بام سے سیر زمین کا قصد اگر وہ مہ کرے — ہے یقین ساتون طبق ہو جائین اوپر نیچے تلے
تم عین تھا مین دلے دیکھا جو اسکو بام پر — دم لگا بھرنے بوقت مرگ اوپر کے تلے
پھینکے ہدف پہ تیر کیا بازو مین جان نہین رہی — قبضۂ اختیار مین اپنی کمان نہین رہی
جب اعضا گل کر خاک ہوئے اور اڑ گیا بالکل نور نظر — تو چلنا پھرنا سہو ہوا اور آنکھ لڑانا بھول گئے

عاشق تخلص مولوی جلال الدین نام عالم فاضل کے مدرسہ کاغذ مین بحث نفی و اثبات مدام یہ انکی طبیعت کے طالب علم کا سبق ہے جسمین بیان ماضی وحال و استقبال مضمون ادق ہے سواد زلف کی شرح مطول بیاض رخکا بیان مختصر اول ایسا فرماتے ہین یہ مسئلہ لاتے ہین

یہ کسکے نوک مژگان کا پڑا ناسور سینہ مین — کہ بند ہنے بھی نہ پایا زخم پر انگور سینہ مین

عاشقی تخلص مرزا آغا حسین قلی خان پسر مرزا آغا علیخان خراسانی مولد عظیم آباد و بعہدہ عظیم القدر انگریزی ممتاز پھر آیا مقام طولانی صاحب گلشن بیخار با این ہمہ صفت اول بعبارت خود صفت اور آخر کار نقص ہی ظاہر کہتے ہین لیکن در حقیقت ہر ایک شخص کے برا کہنے پر معہ اوستاد اپنے ڈرتے ہین عبارت انکی بھی تحریر ہوتی ہی مباحثہ کی تقریر ہوتی ہے ــ عاشقی تخلص الموسوم بآغا حسین قلی خان خلف آغا علیخان مرد معقول است اصلش از خراسان مولد عظیم آباد و بزرگانش در دولت تیموریہ اعتبار دلخواہ داشتہ اند و وے بمناسب جلیلہ انگریزی بہرہ اندوز عشرت کامرانی ماندہ داعی درحالیکہ اختیار تحصیل محال سکندرآباد بدست وے بود دیدہ است ہر چند دران زمان تمیز بد و نیک نداشت اما اینقدر نیک میداند کہ شخصے متین و خلیق بودہ گویند کہ اکنون در لکھنو میگذراند تذکرہ از تصنیف وے مسمے بہ نشۂ عشق مشتمل اشعار فارسی از نظر گذشتہ چون سواد عربی نداشت روشن و آشکار است کہ از خطا ناچار بالجملہ این ابیات او را ست الخ اگر اخیر کے ان فقرونکا فقرہ نہ دیتے تو مظلمہ بدگوئی و غیبت کا اپنے ذمہ

نہ لیتے صاحب گلشن بیخار فرماتے ہین کہ مین تمیز نیک و بد نہ رکھتا تھا پس وہ جوان تھے یہہ بیچے تو اپنے زبان سے آپ میان مشہور ہے صاحب گلشن بیخار سمجھے اور ہم بھی سمجھے پس اب مطلب پہ آتا ہون اور انکی نظم سناتا ہون

بدحواسی ہے یہان تک پونچھنے کو اشک کے ‖ چشم کو مین بھول کر رکھتا ہون سر پر آستین

[۱۸] عبید تخلص عبد الواسع نام یہ معبود سخن ہین سخن عبد الکلام کیا خوب نظم ہے جسکی مشتاق ساری بزم ہے

بجز رفاقت تنہائی آسرا نہ رہا + ‖ سوائے بیکسی اب کوئی آشنا نہ رہا +

عبرت تخلص میر ضیا الدین نام شاعر غرہ رفیع المقام قصہ پر یادت کا شروع کرنا اپنے ذمہ لیا شاگرد نواب محبت خان معشوقہ سخن کو کس محبت سے دل دیا جہان گذرانتے گذرتے مقام عبرت ہے انجام سوچنے والون کو ایسے مقام مین آغاز سے حیرت ہے کیا فصاحت بیان ہے عبرت انگیز کیا بلاغت لسان ہے فصاحت آمیز

بیتاب کوئی شے نہین سیماب کی مانند ‖ پر وہ بھی نہوگا دل بیتاب کے مانند

عزلت تخلص سید عبد الوالی نام ایسا ارشاد کرتے ہین عزلت گزینان سخن کا دل اسطرح شاد کرتے ہین

شکستہ گر ہوا دل اب نظر نکر مجھہ پر ‖ یہ ٹوٹے آئینہ مین منہ ترے بلا دیکھے

عزیز تخلص عزیز اللہ نام مرد ہر دل عزیز انکی طبع کو سخن گویون کی محفل عزیز شاعر طبع صاحب تمیز جسکی ایسی تجویز

ایسے بیدردسے کیون دلکو لگایا ہمنے ‖ عشق مین جسکے کبھی چین نپایا ہمنے

[۲۲] عزیز تخلص لالہ شنبھو ناتھہ نام دہلوی ہندو انکا شیوہ ہے کہ بعوض روپیہ قرض دینے کے سود لیتے ہین فی زمانا بعضے مسلمان بھی لیتے دیتے ہین استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ انکے حق مین صاحب گلشن بیخار یہ عبارت تحریر فرماتے ہین پھر وہی تقریر بدگوئی کی لاتے ہین عزیز تخلص شنبھو ناتھہ از رہا خواران

دہلی ہست اور راست انپر سود لینے کی تخصیص کیونکر ہوئی اب یہ بدگوئی صاف یکسر ہوئی یقیناً کسی معاملہ مین مابین انکی نزاع ہوئی ہوگی ہنود کل ریاخوار ہوا کرتے ہین انپر خصوصیت کیا جو ایسے دو ہی ہو الغیبت اشد من الزنا انہون نے غیبت کی انھون نے سود کھایا بندے نے دونوکو برابر پایا بہر کیف یہ فکر عزیز نے جوہر و صاحب تمیز ہے

لیا دل یک نگہ مین لربائی اسکو کہتے ہین	کیا بیگانہ سب سے آشنائی اسکو کہتے ہین

عزیز تخلص لالہ بہکاری لعل نام مرد خوش کلام شاعر عالی مقام حصول معاش سے بے تلاش سخن مین ایسی تراش خراش

بات اب امتحان پہ آئی ++	غصہ کوتاہ جان پہ آئی ++

عزیز تخلص مہاراج سنگھ نام مرد عزیز دوست دشمن سے تمیز و پیدا انجام جنس سخن کیا چیز ہے کہ ہر خریدار کو بجان عزیز ہے انکے نظم کا یہ مضمون ہے اور کیا بلاغت مشحون ہے

ضعف سے ہر رگ تن جسکا ہو تار بستر	کیونکہ بستر سے وہ بیمار اوٹھے اور بیٹھے

عسکری[25] تخلص مرزا عسکری نام ایسا فرمایا زبان خامہ پر یون کلام آیا

کہنچے کو ادہر اودہر کے ہم +	کھنچے تیری طرف جدہر سے ہم

عشق[26] تخلص شیخ غلام محی الدین نام ساکن میرٹھ مبتلا بھی تخلص پایا افکار سخن سے بہت کچھ آمادہ کیا الا دیکھیے پھر مقام طول سخن آیا صاحب گلشن بیخار اس معاملہ مین یہ عبارت تحریر فرماتے ہین زبان خامہ کج بیان پر راست ہے کہ ایسے لفظ لاتے ہین سہ عشق تخلص غلام محی الدین کہ مبتلا ہم تخلص اوست از سکنای میرٹھ ہست صاحب تصانیف بسیار است اما بنظر یکی از دیوانش کہ از نظر گذشتہ و این ابیات ازان منتخب گشتہ شاید کہ آنہم قابل تماشا نباشد الخ جاے غور ہے یہ کیا طور ہے انکو ایک سے حد ہے یہ وہم بہت بڑے کہتے ہین اور فکر بھی قابل سیر نہین اس گفتگو کا

سر پیر نہین یہ کیسے عقلمند ہین علقمند کیا بیفایدہ خود پسند ہین جو نظم تحریر کی اوسکی یہ ہتک باقی کو بغیر دیکھے بھلا برا کہا بیدھڑک اسکے نزدیک جہان مین بجز اون لوگون کے جنکی انھون نے تعریف کی کوئی نہین اچھا عاصی کی سمجھ یہہ کہ جو برا ہے وہ بھی اچھا تو پھر اچھا تو کہین اچھا شروع مین تعریف صریح اخیر کو ہجو قبیح عجیب قطع کے عزیز ہین کیونکہ کہون کہ بد تمیز ہین باطن مطلب پر آپنے عرض درمیان لاعشق ہے انکو سخن کے ناز نہین سے طبیعت ذکا اچھے اچھے مضمون لاتی ہے کہین نہ کہین سے

کہے ہے سنکے یہ وہ مبتلا کے قصہ کو ۔ کہ خواب ناز کو تازہ یہ ایک فسانہ ہوا

بہر اگئی ہے اپنی تو آئینہ وار چشم ۔ قسمت مین کسکے ہے ترا دیدار دیکھنا

شام کو عشق مجھے پھر بھی ہے ملنے کی امید ۔ صبح پہلو سے مرے اوٹھکے وہ سرو گیا

وہان ہر سر فساد ہین رندان بادہ نوش ۔ اے محتسب بچا کیو میخانے کیطرف

تجھے اے ظالم بدکیش کافر کچھ نہ رحم آیا ۔ ستمگر نامسلمان سنگدل سب کچھ کہا ہمنے

دلکا تختہ ہے میرا جون گل کاغذ کا چمن ۔ یان بہار ایک ہے جیتے مین خزان ہوتی ہے

عشاق تخلص لا اعلم قوم ہنود انکی طبع سے سخن کی ایسی بہبود کیا خوب بیان ہے طبیعت کا امتحان ہے

سبز خط سے اور رہا حسن یار کا ۔ آخر خزان نے کچھ نہ اوکھاڑا بہار کا

عشق تخلص حکیم میر عزت اللہ خان نام دہلوی شاگرد ثنا اللہ خان فراق اپنے والد سے بھی استفادہ پایا اور مشاق علم حکمت مین دستگاہ کامل طبیعت سخن شفاے مریض فکر شعر کیواسطے شاغل عشق مین طاق ہین شہرہ آفاق ہین طب مین طبیب حاذق مطب کرنیکے لایق طبیب طبع کا نسخہ ہے مریضان شایق کے لیے لکھا ہے کہ یہہ دوا ہے

ہمارے سینہ پہ داغون سے ہے یہ گل کاری ۔ کہ داغ داغ جسے دیکھہ لالہ زار ہوا

عشقی تخلص لا اعلم مراد آبادی حسن لبعت سخن سے باہم شادی کیا خوب

کلام کہہ گئے جو صفحۂ دہر پر رہ گئے

کوئی تو ہے گل چہرہ کوئی سرو رواں ہے | دیکھا تو یہاں ایک نہ ایک آفت جاں ہے

عشق تخلص شاہ رکن الدین محمد نام وطن عظیم آباد توصل معشوقہ سخن سے اس عاشق عشق پیشہ کا دل شاد عشق یہ رنگ لایا تو عاشق کیا زبان پر نام تنگ لایا

ترے عشق میں ہمنے کیا کیا نہ دیکھا | نہ دیکھا سو دیکھا جو دیکھا نہ دیکھا
ترے چین ابرو میرا غنچۂ دل | یہ عقدے ہیں وہ جنکو کھلتا نہ دیکھا

عشرت تخلص میر غلام علی نام بریلوی شاگرد مرزا علی لطف قصہ پدماو تمام کیا ہوا انکا ہے عاصی ناچار ہے یہ جب کسیکے نسبت فتانت کرتے ہیں تو ایسا جواب زبان قلم باطن سے خواہ نخواہ تردید کلام صاحب گلشن بیخار سے عشرت کیطرف انکا ایما ہے تو اس عبارت کو لکھا ہے کہ عشرت تخلص میر غلام علی از سکنائے بریلی است فن شعر از مرزا علی لطف که وے از تلامذہ مرزا رفیع السودا است گرفته صاحب دیوان است ملاحظہ شد اما باشعار یکه بچشم و گوش رسیده پیدا است که بجائے نرسیده و در است الخ یہ فقرۂ اخیر جو لکھا ہے اس سے ثابت کرتے ہیں کہ کچھ فکر سخن میں کامل نتھی واضح ہو کہ برا کہنے والے صاحب عاصی کی فہم ناقص کے نزدیک خود عاقل نتھے ہر ایک کو جانکر طعن کرنا اور پھر الگ ہوکر اپنے کو اچھا بیان کرنا بعید از انسانیت ہے خارج از آدمیت ہے مشار الیہ کے نزدیک تو سوا اپنے اوستاد اور ہمصحبتوں اپنے کے کوئی اچھا نہیں اور دانایان رموز اخلاق کی فہم میں جو کوئی کسیکو برا کہے وہی اچھا نہیں عشرت کا کلام بافرحت ہے جسکے رشک سے عدو کو عسرت ہے کیا تحریر ہے اور کیسی تقریر ہے

نہ دیکھوں گر صراحی دار اوس مخمور کی گردن | بسان جام خالی پھوڑ ڈالوں چشم پر خونکو

قاصد اگر چہ میری بھی تحریر پر شرط ہے | لیکن مزاج پائے تو تقریر شرط ہے
تدبیر پیش چلتی نہیں ہے کسیطرح | عشرت ہر ایک کام مین تقدیر شرط ہے

تا مرگ رنج کہین ہجران کے غم اوٹھائیے | بالین پہ میرے جانان افسوس تم نہ آئے
اے رشک گل کہون کیا داغ الم لئے جگر | اس دل جلے کے تن پر کیا کیا نہ گل کھلائے
وہ رشک گل نہ آیا منت ہوئی نہ پوری | بلبل کے قبر پر بھی ہر صبح گل چڑھائے
وہ شمع بزم خوبان آیا نہ میرے ورنگ | پروانے کے لحد پر لاکہون دیئے جلائے
ثابت کیطرح عشرت مجکو بھی جام مے دے | تا از لبم برآید مستانہ ہائے ہائے

عظیم تخلص مرزا عظیم بیگ نام اصل انکی توران مولد مقام دہلی شاگرد
شاہ حاتم خوش بیان انکے باب مین صاحب گلشن بیخار کی کیا عبارت ہے
جواب زبان کلک باطن کی طرف سے عظیم ندامت ہے نہ انکی تریاک زہر آمیز
عبارت نشتر نمک آمیختہ شور انگیز ملاحظہ فرمانے کا مقام ہے انصاف جسکا انجام
ہے سو عظیم تخلص مرزا عظیم بیگ نژادش از توران دیار الست و
مولد و منشایش این شہر خلد آثار از تلامذہ شاہ حاتم عمر در شاعری بپایاں
لیکن طبع ہموار داشتہ در جواب اعتراض انشاء اللہ خان کہ در مشاعرہ
مرزا سلیمان شکوہ خلف نواب شجاع الدولہ مرحوم بعلت انتقال از بحر ہزج بہ بحر
رمل بنظر افت تمام بادی معارض شدہ بود مخمسے موزون نمودہ خلاصہ
این ابیات او راست الخ اس تحریر کو دیکھیے کہ لکھنے مین خود اور بیان
واقع تقریباً تا کسیطرح کسیکا قصور ہرگز ثابت نہو معاذ اللہ رب العزت
انسان پردہ دری کی غمازی و درازی سے بچائے کیا شان باری ہے
کہ ہرگز تفرقہ پردہ پوشی اظہار عیب کا خیال بھی نہ آئے حق تعالی مے بیند
و می پوشد ہمسایہ نمے بیند و مے خروشد الفاظ عمر در شاعری بسیار لیکن
طبع ہموار اور انتقال از بحر ہزج طرف بحر رمل اور مخمسے موزون موزون
نمودہ کو ملاحظہ فرمایئے کیا پہلو سے نقص کا کل لگاتے ہین سخن الکا صفحہ کاغذ

یون عزم کرتا ہے جی چاہتا ہے کہ سنائے مضمون عظیم الشان ہے قابل بیان ہے

سوزش سے مری بسکہ ہوئی منفعل آتش سا
شیشہ مین نہین ہے یہ ہوئی منفعل آتش سا
پھڑکا ہی دیا آہ نے دامان شفق کو
اے چرخ سنبھلنا کہ لگی متصل آتش
چھپتا ہے کوئی شمع صفت سوز دل اپنا
سر کاٹو اگر تو ہو نمودار گلی سے
جلتی ہے شرح سوز میری زبان کلک
ہر دم ملے ہے پیے جو سیاہی دوات سے

عظمت تخلص میر عظمت اللہ نام بریلوی طفولیت مین آب و خور سمت بلخ و کشمیر و بخارا لیگیا اب دہلی مین مقیم بعظمت و حشمت بلند ہمت خسکہ نیک اسلوب شاگرد مومن خان ایسا فرمایا

نام عظمت ہے نہ شوکت نہ شکوہ
کیا ہی اس نام سے گھبراتا ہون

عنایت تخلص عنایت علی خان نام چھوٹے بھائی عباس علیخان بیتاب کے فکر فارسی مین شیخ امام بخش صہبائی سے جام مراد سخن پر از کرتا ہے زبان ریختہ مین امیر حسین تسکین سے تسکین طبع کی مہربان سخن انکا دوستان شایقین پر کرتا ہے عنایت کا خطاب سخن کی انکی طبیعت پر عنایت ہے شاہد مضمون کی اسطرح ہدایت ہے

مین اوسکے دوش سے محفل مین آکے بیٹھ لیا
تو یہ بھی دیکھکر اغیار بیحیا نہ اوٹھے

علی تخلص مرزا علی قلی نام ساکن شاہجہان آباد انکے سخن سے سامعین کا دل شاد سخن اعلی ہے مضمون کا آفتاب معلی ہے مضمون علے ہذا القیاس جیسے مزین چہرہ صفحہ قرطاس

جدائی مین تری ہم کیا کہین کسطرح جلتے ہین
بجا ہے مو بدن سے آگ کے شعلے نکلتے ہین

عیش تخلص مرزا حسین رضا نام زانو ادب کا آگے ملوک الشعرا کے کیا رنج طبع بستر کاغذ پر بعیش مبدل ہوا انکو گرہ کیا شاہد مضمون سے عیش سے رقیب زبون کو طیش سے عیاش فکر کا کلام ہے عیش سے

ہر دم کام ہے

وہ اگر اسے پشت بام کہین +	مین بھی کرلون اوسے سلام کہین

علی تخلص محمد علیخان نام مسکن مرادآباد سخن سے انکی نظم انسے شاد اور حال جو معلوم نہین تو بندے نے کیا مرقوم نہین کیا زبان و کام ہے کتنا خوب کلام ہے

دہیان نہین لاتے ہین جب اوبہی کیسکی گات ہم	مارتے ہین تب ہین چہاتی پہ اپنے ہاتہ ہم

عیاش تخلص لالہ خیالی رام نام دہلوی تلمیذ پذیر شاہ نصیر عیاش طبع یاران ہمنشین سنتے ہین لہذا تقریر عیاش کو شاہ طبع سے عیش و آرام ہے آرام و عیش معشوق فکر سے مدام ہے طرف سخن خیال کیا تو مضمون کا یہ حال کیا

جام ہے ہاتہ مین اور شیشہ ہے زیر بغل	نہین عیاش کو اب بزم خرابات سے چہوٹ

عیاش تخلص میر یعقوب نام لکھنوی مرثیہ گو عیاش سخن عروس مضمون سے بستہ کاغذ پر روبرو شاہد مدعا کی جستجو تو تصور مین یہ گفتگو

خنجر بیداد کو سنگ فسان پر تیز کر	وقت قتل اتنا ترحم مجہپہ اے خونریز کر

عیشی تخلص طالب علیخان نام ساکنان لکھنؤ سے ہین فارسی مین خنجر مصرعہ قتیل کے شہید یعنے نظم و نسق سخن مین شاگرد رشید اردو مین میان مصحفی صاحب انکے محافظ سورت سخن کیونکر نہ حفظ ہو ایسے جنکے محافظ دو نو زبانون خوب فرماتے ہین کیا کیا مضامین دلکش لاتے ہین عیشی کا کلام عیسی دم ہے جس سے زندگی مضمون کی ہر قدم ہے

دلگرفتہ ہون کہ دل لگا ہوکے مین آزاد کیا	مجکو یکسان ہے چمن کیا خانۂ صیاد کیا
زخم کاری جسم پر کشتونکے جان تازہ ہی	آبحیوان مین بجہا تہا خنجر جلاد کیا
کون پابند جنون فصل بہاران مین نتہا	اس برس ننگ جوانی تہا جو زندان مین
لیچلے ہم یہ کف آبلہ دار آخر کار	خار بہی اپنے نصیبونکا بیابان مین نتہا

مین نے عیشی سے جو پوچھا دل پر خون کا حال | اک صراحی مے گلگون کی بھری دکھلا دے

دل بسکہ ضعیف و ناتوان ہے + | تن پر مرے جان بھی گران ہے

ہر دیدۂ نم مین جوش یم ہے + | ہر نالۂ دل شرر فشان ہے +

افسانۂ سوز و ساز عیشی ++ | گر سنیے تو گرم داستان ہے

بیجز تخلص لالہ سندر لال صاحب نام ساکن کول ہنگام ورود کول بندے سے ملاقات ہوئی تھی جوان سیہ فام چیچک رو بابت فکر سخن عاصی سے ہر ایک قسم کی بات ہوئی تھی کلام خوب طبع کا مرغوب

وضع وحشت کی تمھارے ہی تو گھر سے نکلی | چاک دل تم سے ہوا چاک گریبان ہم سے

عاجز تخلص میر فیض علی نام متوطن کول انکے بھی شاعر طبع کے سناتا ہون دو بول اور حقیقت سے بندہ عاجز و ناچار ہے ہر چند تلاش مین جبر کیا پر بے اختیار ہے نظم جو یہہ زبان پر لایا محک امتحان پر لایا

مین وہ شہید ہون کہ شفق کہتے ہین جسے | تہ کر کے آسمان نے رکھا ہے کفن میرا

عاصی تخلص نواب غلام حسین خان نام کولوی طبیعت اچھی فکر مضمون بہت خاصے عاشق سخن عصیان شعار ہے دیدہ شاہد مضمون کا گنہگار ہے بخشش کا امیدوار ہے لب پر یہ شعر بار بار ہے

کل شب وصل مین عقدہ یہ کھلا مرگ کے بعد | دل سمجھتے تھے جسے ہم سو وہ پیکان نکلا

عاصی تخلص منشی صدر الدین نام فخر دہلی کے ساکن فکر سخن سے مزاج طبع رنگین مطلق شعر کہنا گناہ نہین اگر گناہ ہے تو کون عذر خواہ نہین فکر عاصی بہت خاصی

جہا نہین یہ ملی کیمیا ہمین عاصی | کہ خاک بنکے رہی اپنے کوی یار مین روح

عیار تخلص دلدار علی نام وطن بدایون ہوا اوستاد انکے میان ظہور اللہ خان نوا اگرچہ دلدار ہے پر مرد عیار ہے دلدار ہے نہ عیار ہے شاعر خوش گفتار ہے نے سخن کے نوا کا ظہور ہے نوا کیا شور نشور ہے

غم و اندوہ و یاس و حسرت کی
آمد آمد تھی باری باری رات

آنسو جاری تھے میرے چشمون سے
ایسے جاری تھا جاری جاری رات

کاٹے نگہ تیز سے ان آنکھون کو جالے
بگڑی ہوئی نظر وہ ایسے بنا جاتے ہو آنکھین

دل ہی مین تو نظرون مین تمھین کچھ ہے عیار
پر چھپ کے رقیبون سے لڑا جاتے ہو آنکھین

تیرے وصل کی لہر آئی ہے دل مین
یہ قطرہ بھی دریا ہوا چاہتا ہے

ہے جان طپان مثل سیماب مضطر
یہ دل پارہ پارہ ہوا چاہتا ہے

آنکھین پتھرا گئین ہو ہو کے سفید
رات بھر مر گئے روتے روتے

عظیم تخلص لا اعلم سخن انکا عظیم الشان ہے جسکا صحیفہ کاغذ پر ایسا بیان سے خنا خنا کہا جو کچھ کہا اچھا کہا

کچھ نگاہ مین نہین آتا ہے بجز جلوہ یار
جبکہ ہم دیکھین عظیم اپنے نظر کرتے ہین

عارف تخلص نواب زین العابدین نام خواہر زادے اور شاگرد مرزا اسد انکے عارف سخن کو چہرہ کاغذ مین عابدان مضمون سے یون جلوہ گر

دیکھین اوتر گئے پہ نہین دل کو کچھ گزند
کیا یہ نیام ہے ترے تیغ نگاہ کا

اسقدر ہی شعلہ خیزی آہ شرر فشان
شکوہ نہین رہا مجھے روز سیاہ کا

شوخی وہ بھری ہے کہ ذرا حیا نہین باقی
دشوار ہے آنا ترے آنکھون مین حیا کا

روز شب فراق کا کیا پوچھنا کہون
اسکی نہین ہے شام تو اوسکی سحر نہین

ہل کر کمان بھگ مری نکلی ہے مصفیر
تنگ اسقدر قفس ہے کہ ہل سکتے پر نہین

عارف ہی اسقدر تجھے کیون احتراز ہے
گر منتقی نہین ہے تو بدکار بھی نہین

یوسف تخلص یوسف علی خان نام شائقین یوسف سخن مثل زلیخا شیدا ہین ایک عزیز مشتاق وصل کلام ہو کر مانند یعقوب نالہ افزا کاروان طبع یوسف مضمون چاہ فکر سے نکالتا ہے برادران حاسد گرگ سیرت کو خاک ندامت مین اس نمط ڈالتا ہے ان عزیز کا سخن گویا نظم زلیخا جامی کا

قصہ گریہ حضرت یعقوب گراہی ہے

بندہ نہیں بندہ بت بے شرم و حیا کا — اُمت میں محمد کے ہے بندہ ہی خدا کا
خواہش بخت سے ہوتی نہیں اوسکو رہائی — نالہ کرتے ہیں عزیزہ آہ اثر اپنا سا
اب خاک نگہ نہ فنسے کرون ارتباط عشق — وہ دل نہیں دماغ نہیں وہ جگر نہیں

عیش تخلص حکیم آغا جان نام حکیم سخن اُنکے دربان کا محتاج مدام طبیب طبع مریضان مضمون کا معالج خواہ کسیکو لقوہ ہو یا فالج یہ نسخہ ہے یہ دوا حکیم مطلق کے ہات شفا

بس اب ذوق طپیدن ہو چکی ہیں شور لب — ہات ہوس قاتل کو نہیں سبب کہ سب نشانیون تلک

غصہ تخلص میان احمد علی نام حیدرآبادی ادب یافتہ میان فیض جنکے فیض سخن کا بیان فیض وہان فیض ایسا لکھا یون پڑھا

مجھسے زندانیون بھی شغل میکشی چھٹا نہین — حلقۂ زنجیر مجکو خط ساغر ہو گیا
پھٹ گئی دیوار تن کی الامان + — آنسوؤن سنتے ہے خبر بنیاد کی +

غوثم تخلص محمد غوث نام حیدرآبادی میان فیض کے تسلیم یافتہ عزم الجزم سوے شہر سخن باین تقریر تحریر مضمون کا ارادہ ہے ہاتھ میں کاغذ کا صفحہ سادہ ہے

حسب مزاج جب ہوا اسباب وصل یار — کیا چرخ کا گلہ ہے مقدر سے ہے غرض
اے غوثم کب ہوا سفل و اعلی مین رابطہ — کشتی طبع کو نہین لنگر سے ہے غرض

عنایت تخلص حیدرآبادی میر قمر الدین نام میان فیض صاحب کے شاگرد ہین عنایت طبع سے رسائی فکر میں مضمون بے انتہا گیر ہین

انگشت گر بتائے وہ مہندی نکال کے — لوہو نکل گئے زخم سے آئے ہلال کے
فرصت دیا نہ موج فنانے بھی ایکدم — آخر حباب رہ گئے دیدے نکال کے
کس رشک مہ کا دیئے وحشت میں ہے گذر — شکل کتان جو پھٹ گئے دیدے غزال کے
سرعت پروانہ میں شرمندہ ہو کر رہ گیا — مرغ گلشن طایر رنگ حنا کے سامنے

عاجز تخلص لاله پیارے لال نام قوم کایته وطن قدیم بزرگان شاہجہان آباد اب گردش زمانہ سے چکر کہا کہ نگینہ دہام پور علاقہ ضلع مرادآباد سے جد بزرگوار انکی جد دہلی مقام ممتاز گنج عرف تاج گنج محلہ بیگ ٹولہ مین آباد اور یہ ابتداے سن شعور سے اکثر اضلاع سہارنپور اور میرٹھ مین مقیم رہے علم عربی و فارسی تحصیل کیا اور شیخ محمدی علی ترکی سے کہ شاعر مشہور و ذکی الطبع ہین ندیم رہے فن شعر مین اصلاح پاکر مشاعرات ضلع سہارنپور و شاہجہان آباد و میرٹھ اور جد دہلی مین چاشنی مائدۂ سخن سے کام و دہان شیرین کیا صاحب دیوان ہین زبان بھاکا مین اکثر دوہرے اور کبت وغیرہ انکے طبع زاد اب بندے کو انہ راہ بندہ نوازی بزمرۂ اوستادان اپنے یقین کیا بندہ سخن عاجز بے اختیار فکر کا آقا حاکم و خود مختار سخن کا مزا بات مین سے متانت ہر نکات مین ہے

آتش خرمن گل ہے بدن سرخ ترا
خاک ممنون ہو کا فر چمن سرخ ترا

پھر آشنائے مشاطہ کی ضرورت کیا
نہو جو بیچ مین حایل حجاب کا دریا

خال لب نے ترے کس کو با یمان چھوڑا
یہ وہ ہندو ہے کسیکو نہ مسلمان چھوڑا

نمک حلالیٔ حسن ملیح کی ہے یہ شرط
دہان زخم کہی خندہ نگار کی بات

دست و پا مژدہ آمد مین ترے پھول گئے
یہان تلک پانؤمین اپنے نہ سمائی زنجیر

شوق مصافحت مین تری جس نے جان دی
مرقد مین کیا عجب ہی لگا لے کفن سی ہا

خود آرائی ہے تیری باعث آشوب نظارہ
کہ عکس رنگ رخسار سرخیٔ چشم بجنجل ہے

حرف الغین

غالب تخلص نجم الدولہ نام بہادر بیگ خان انکے عرائس فکر کا بلبلی ہند مین شور ہے الکار پارس سے قند آمیز نبات بیز با ہم شکر خورے مجالس مشاعرہ سے ازبس شوق تھا تماشاے ارباب نشاط کا بھی ذوق تھا ہنگام اتمام بزم مشاعرہ شروع جلوہ مہ جبینان خوش آہنگ

فرا اوٹھانے مغلوبان مضامین ابلق زادہ پر غالب ہوکر غضنفر فکر کو ہمیشہ کاغذ مین اسطرح شکار کھلاتے صریر خامہ نہین شیر کی ڈکار ہے صفحہ کاغذ نیستان کی پہلوا رہے

رہتے ہین آینہ سے ہمیشہ دوچار آپ ۔ تنہا ہی لوٹتے ہین یہ ساری بہار آپ
بجلی کے چمکنے سے ہے احسان + شب چھاتی سے لگ گئے وہ ڈر کر +

غالب تخلص غالب علیخان نام انکے نسبت کا سلسلہ تا بال و دندیجان اسد فکر شکار ثور مضمون پر صحرا سے کاغذ مین حملہ کنان انکا سخن سب پر غالب ہے تب ہر ایک بدل اسکا طالب ہے کیا کلام اچھا ہے آفرین ہے مرحبا ہے

جان بلب ہین ترے اس چشم کے بیمار بہت ۔ تیر مژگان سے ہوئے ہین جگر افگار بہت

غالب و اسد تخلص اسد اللہ خان نام ملقب بمرزا نوشہ آپ دو تخلص کرتے ہین کچھ تو سبب ہے کہ دو تخلص کرنے پر دل دہرتے ہین از شاگردان غلام حسین خان کمیدان قبل اس سے جبکہ دہلی مین انکے سکونت کا مکان اوستادان باشعور کے مثل خلیفہ معظم جو بڑے معظم و مکرم اور بادی شعرا جو بے نظیر روزگار ہے جنسے تعلیم پائی ایام صبا سے ببرکت انفاس متبرکہ ان اوستادون کے بمرتبہ علم پہنچے تب اونکی فکر رسائی یہ صورت دکھائے کیون نہ خوش گو ہون جنکے ایسے اوستاد وہون متانت فحوائے کلام مین لاکلام کلام سے بنیاد سخن کو استحکام چونکہ وہ اوستاد مرگئے یہ جبکہ دہلی سے ادہر گئے اب خواہ شاگردی سے انکار کرین یا شایہ اقرار کرین ہان خود اوستاد ہین مرشان مضامین کے صیاد ہین ہان اونکا فراخ حوصلہ ہے پھر تجنتر کا کیا گلہ ہے گو فارسی مین متین ہین پر اردو مین تو ذوق ہی نکتہ چین ہین اب بعد وفات ذوق انکو شاعری مین کمال ہو کلام انکا سحر حلال ہو مگر زمانہ خالی نہین کیا اور کسی کی طبیعت

عالی نہین غالباً جو کسی سے مقابلہ ہو تو حاکمان محکمہ شعر کے روبرو
معاملہ ہو بندے کے والد مرحوم سے کمال ملاقات تھی اور از حد اتحاد
کی بات تھی انتخاب زمان ہین یکہ دوران ہین جسطرف طبیعت آتی
اوسیکی خاک اوڑائی چنانچہ دختر رز سے جو تاک لگائی تو وہ ظرف پیدا کیا
کہ مینائے گردون ہین شراب شفق قاضی آفتاب باوب پیشکش لایا اور
قمار بازی پر جو دہیان کیا تو وہ چھکے جوارہی ہوئی کہ میر لبساط اور بکھرے
داون کہانے لگے ایسا کمال پایا شعر کمقدر انکا کبھی کسیکی زبانسے نہ سنا
نہ اپنے آنکھ سے دیکھا الفاظی اور جودت زبان فیض ترجمان نسے عیان
ہے کلام شیرین وصفِ سرمہ چشم فرمادین جس نے سنا حلاوتِ سخن
اور گلوگیری سرمہ سے یارائے صفتِ شعر نہ ہا گویا کہ وقت امتحان سے
کثرت عذوبت سے ہونٹ چپک گئے سرمہ کی خاصیت سے زبان سیہ
گولال ہوئی عدو تھک گئے جو شخص اوسکے کلام سے بہرہ ور ہوا بیساختہ
آفرین اور سبحان اللہ اوسکی زبان پر ہوا چونکہ یارائے کام و دہان نہین
کہ منزلِ وصف ہین قدم سرکرے لہذا راقم لجام توسن سبک تک کلک
سوئے بادیہ مطلب پہ کرے اب یہ دہلی والے ہین اور بڑے ارادے
والے ہین شاید قدیم کی نظم و نثر کو خفیف جانتے ہین غرور کی راہ چلا ہین
سو فرمایئن پہ دلیین تو اونکا لوہا مانتے ہین دہلی والے صاحب کسیکو اپنے
روبرو خاطر ہین نہین لاتے مارے خودی و تبختر کے جیمین پھولے نہین سماتی
پر جب کسی سے مقابلہ ہو تو دم بھر ہین فیصلہ ہوا انکو شراب و کباب چاہیے
خلاف شرع کا حساب چاہیے روزے کے نام سے انہین کیا کام نماز کرانکا
ہر دم سلام اصحابِ تذکرہ کی تحریر دیکھی اور اونکی تقریر دیکھی کیا غرور
ہین اپنے نزدیک کتنے دور ہین یاران ہمصحبت اونسے زیادہ مغرور ہین چونکہ
ہین گویا اونکے یار خوشامد کے مزدور ہین دہلی والے صاحبون کے تذکرے

جو عبارت رکھتے ہین متاع خیریت شعرا سے ماضی و حال و مستقبل کو غارت رکھتے ہین ہین ہین باطن کہہ گیا جو شمین پہنچ گیا خبردار ہوشیار انکے اسد فکر کا پنجہ مضمون پر غلبہ رکھتا ہے انکا شیر کا پنجہ ہے دیوان فارسی ضخیم ہے مگر اردو کا دیوان مانند آمدنامہ قلیل و قدیم ہے اسد فکر بیان کاغذ مین ڈکارتا ہے روباہ مضامین کو ناحق جان سے مارتا ہے

دوست غمخواری مین میری سعی فرماوینگے کیا
زخم کے بھرنے تلک ناخن نہ بڑھ آوینگے کیا

بے نیازی حد سے گذری بندہ پرور کب تلک
ہم کہینگے حال دل اور آپ فرماوینگے کیا

جراحت تحفہ الماس ارمغان داغ جگر ہدیہ
مبارکباد اسد غمخوار جان دردمند آیا

کاو کاو سخت جانی ہای تنہائی نپوچھ
صبح کرنا شام کا لانا ہے جوے شیر کا

دریاے معاصی تنک آبی سے ہوا خشک
میرا سر دامن بھی ابھی تر نہوا تھا

بوے گل نالۂ دل دود چراغ محفل
جو تری بزم سے نکلا سو پریشان نکلا

نغمہ ہاے غم کو بھی اے دل غنیمت جانیے
بے صدا ہو جائیگا یہ ساز ہستی ایکدن

اسد زندانی تاثیر الفت ہاے خوبان ہون
خم دست نوازش ہوگیا ہے طوق گردن مین

کم نہین وہ بھی خرابی مین پہ وسعت معلوم
دشت مین ہے مجھے وہ عیش کہ گھر یاد نہین

دلسے ترے نگاہ جگر تک اوتر گئی
دونو کو اک ادا مین رضامند کر گئی

نظارہ نے بھی کام کیا وان نقاب کا
مستی سے ہر نگہ ترے رخ پر بکھر گئی

یک نظر بیش نہین فرصت ہستی غافل
گرمی بزم ہے اک رقص شرر ہونے تک

دام ہر موج مین ہے حلقہ صد کام نہنگ
دیکھین کیا گذرے ہے قطرہ پہ گہر ہونے تک

غم ہستی کا اسد کس سے ہو جز مرگ علاج
شمع ہر رنگ مین ہوتی ہے سحر ہونے تک

غضنفر تخلص غضنفر علیخان لکھنوی شاگرد جرأت سدوسے ناہنجار کو جسکے کلام سے کمال حسرت صاحب گلشن بیخار ہر جگہ انکا رشتہ ادا اور خود فروشی خودستائی کو کام فرماتے ہر دم اور ... ایک شخص کو اپنی کتاب مین عیب لگاتے ہین وہ غضنفر تخلص غضنفر علیخان نبیرہ

غلام حسین کرٹوڑہ ساکن لکھنؤ از شاگردان جرأت است ارباب تذکرہ نوشتہ اند که از ہمہ شاگرد انش ممتاز است وفقیر شعری ندیدم کہ نظر بر نمعنی باید پذیرفت الا بیت اول باندازہ از دوست از دوست الخ الحاصل بقول انکے اصحاب تذکرہ نے سب شاگردون کی نسبت ممتاز لکھا تو با وصف ممتاز ہونے کے انہون نے کوئی شعر مطابق اوس معنی کے نہ دیکھا اسمین اہانت شاگرد اوستاد کی پائی گئی یہ کیسے اوستاد تھے کہ ایسے شاگرد کے سخن کی یہ صورت دکھائی گئی تو اور شاگرد کس شمار مین ہین وہ بڑے ہزار مین ہین واہ حضرت خوب لوگون کو بدنام کیا تذکرہ کیا لکھا کہ خلق کے حلق پر تھارے قلم نے چھری کا کام کیا صاحبو غور کا مقام ہے انکی عبارت کے مضمون کا کیا انجام ہے خیر خامہ عکس انکا دلپذیر ہے ترکیب بندش سے مضمون اگر رواہ ہو تو شستہ ہے +

کہتا تھا اس مریض کو کل وہ سُنا سُنا	کردے کوئی معاف کسی کا کہا سُنا
تصویر سی ہوا وسکے دو بدو ہم	کیا کرتے ہین پہرون گفتگو ہم
کبھی دیکھی جو کل تصویر مجنون	تو گویا بیٹھے ہین بس ہو بہو ہم
لا یا یوسف کا مصور جو دکھانے نقشہ	لگی اوس نقشہ سی وہ اپنا ملانے نقشہ

غازی تخلص لا اعلم بہ شہید غازی سخن ساکن ملک مشہور دکن اور حال معلوم نہین جو دفتر مین مرقوم نہین غازی مضمون معرکہ شعرا مین صف آرا ہے شہید تیغ تبسم شاہدان معنی بت خدآ را ہے +

تمہین مژدہ ہو دیوانو کہ پھر بہار آئی	کہ بوئی گل سحر دوش ہوا او پرسوار آئی

غلامی تخلص شاہ غلام محمد نام لطیف ان میان کا کلام ایسا ارشاد ہو جیسی یہ بنیاد ہے

کل جسکی نظر تیر سی گذری میری دل سے	پھر آج وہی دور سے قاتل نظر آیا

غلام تخلص راجہ گوپال ناتھ نام واہ واہ کیا سخن اور کیا کلام بندہ ان میان کے سخن کا غلام ہے سردار کلاسون کا انکا کلام ہے سخن کا راجہ سند کا غذ پر حکم رانی کرتا ہے رعایای مضامین عالی کے محلۂ قرطاس مین اس طرح نگہبانی کرتا ہے +

جو ہم بستر کبھو ہم ہون غلام اوس خوش بخت کے — نہ لین وے سدا بار وز قیامت دوسری کروٹ

غافل تخلص لالہ بختاور سنگہ حساب دان عطار د سخن انکا منشی دفتر فارسی کچہری کا نمونہ خوش بیان محاسبان سابق سحر نگر و بر د حساب ہی ہندسہ مضمون معانی کی یہ کتاب ہے

وصف کرتا ہے اون لبون کا جب — غافل اوسوقت لعل اوگلتا ہے

غافل تخلص راجہ بختاور سنگہ نام مراد آبادی عرصہ دراز تک جلد دہلی مین قیام پذیر بارہا محفل مشاعرۂ مہاراجہ تشریف لاتے غزلیات طرح وغیرہ کی سامعین کی روبرو توقیر اکثر شائقین کو اونسی مشورہ تھا اونکے زبانون پر انہین کا تذکرہ تھا عاصی پر نظر عنایت تھی بدرجہ شفقت تھی عکس تخلص فکر شعر کا انداز غافل نام ہوشیار باز ایام قریب گذرے کہ اس جہان سے گذرے مرد تجرد پیشہ آب و نان سے گذرے غالبا دولت کیمیا کی بدولت بی اندیشہ تھے شعر گوئی مین صاحب فکر وحاکم پیشہ تھے اب قول غافل کا بیان ہی ہوشیارون کا اوسیر کان ہے ؎

صاف کر بارہا کل مجھ پہ وہ تلوار اوسکے ہاتھ — اوٹھ کے گر پڑی نہ کسی نے میری خونخوار کی ہاتھ
چھپ گیا پنجہ خورشید تہ دامن ابر — دیکھ مہندی رچی اوس شوخ ستمگار کی ہاتھ
قتل کرتا بھی ہے اور کہتا ہے فریاد نکر — یہ ستم ہمیشہ نیا اوستم ایجاد نکر
چمن کوچۂ جانان سے یہ کیا آتی ہے — ناز کرتی ہوئی جو باد صبا آتی ہے
تار گیسو مین اولجھا ہی شام سے دل — رات کیا آتی ہے ایک سر پہ بلا آتی ہے
مجھ سا ہوگا نکوئی اہل وفا ای غافل — کہ میری خاک سے بھی بوی وفا آتی ہے

غربت تخلص لالا علم خاسہ غریب الوطن نے ہر چند غربت اختیار کی لیکن منزل مقصود اسم و رسم کو نہ پہونچا مسافر سخن رہروان طریق نکتہ سنجی سے سبیل کاغذ مین باین شوخی گفتگو کرنی آیا کیا زاد راہ لایا کس توشہ پر بھروسا کرنے پایا

گھر چھٹا شہر چھٹا لیک نہ چھوٹا غم عشق — ہم تو غربت کی اسی بات کر دیوانی ہین

غمگین تخلص میر سید علی نام جگر بند میر سید محمد مرحوم دہلی انکا مسکن بہمہ صفت موصوف فکر شعر پر کیا موقوف ستین وذہین اب انکا کون ہم فن گوالیار مقام

وہین قیام معرفت سے ازبس اختلاط باہم بہت ارتباط اب ارادہ زیرزمین کیا
دوست وہوا خواہونکو غمگین کیا خاص گوالیار مین قبر ہے دل غمگین کو صبر ہے
اگر شعر ہی سامعین کے دل اندوہگین کو فرحت ہے جو فہمیدہ و سنجیدہ و عاقبت
اندیش ہین انکو مقام عبرت ہی کلام طرب انگیز ہی جس سے سامع کا دل فرحت خیز ہے

حمد اسکی ہی جسنے جہکو کلام کیا	مین نے یون حمد کو تمام کیا
نعت وہ ہے کہ حق تعالے نے	جسمین اپنا ظہور نام کیا
تو یا ساقی کنارہ کیا ہے کشش ہی ہستی مین	قسم ہے پیر مغان کی جھوٹ کہا بیٹھا ہون ہستی مین

غنی تخلص لاالعلم وطن شکوہ آباد دولت شعر سے مفلس طبیعت آباد گنج سخن
سے سیر ہین سرمایہ مضمون پیدا لیے ہین زر معانی پر دل غنی ہے نقد نظم لٹانیکی جسمین تھی سے

اگر کیسہ زر نکالی ہین مزا ہے	لٹا ایام جو اسکے مین مزہ ہے

غریب تخلص شیخ نصیر الدین نام اصل انکی کشمیر مولد دہلی زبان فارسی فکر
دلپذیر اور کیا خوب زبان ریختہ ہے جسکی خمیر مین لطافت آمیختہ ہے خزائن
مضامین سے نقاد طبع آسودہ مفاتیح افکار جمع تودہ تودہ کف کاغذ ہر چند
دست مفلس ہے مگر زیبق مضمون سے طلا طبع مس ہے

حال دل شوریدہ کہون کس سے غریب آہ	وہ درد نہین جسکی طبیبون سے دوا ہے

غنی تخلص شیخ عبدالغنی نام شائقین جوشی دست مین زر ہاے مضامین فکر
لیے حاضر کیسہ مین در سخاوت وا ہے نقد مضمون دلکشا ہے مضمون نیا
درم ہے ٹکسال سخن مین کاغذ نیلم ہے

ہر گلی نرگس ہے وہ چشم پر بدلا	یہان ہمنے ہر گاہ بھی جبکا ارند کیجا

غواص تخلص لا العلم وکن شاعر قدیم بحر سخن کے ندیم غواص فکر انکا سخن مین
غوطہ لگاتا ہے گوہر آبدار مضمون کف مقصود کاغذ مین لاتا ہے رشتہ بیان قلم
سخن سے کلام ہے تشنگان دریای معانی سے کلام ہے سخن کیا ہی دلکش ہے
جوش زن امواج طبع مثل جیحون ہے کاغذ کا صفحہ ہے کہ دریا کی سطح

تسلسل مضمون کو سلک گہر میں فتح ✣

تیرا منہ دیکھ بلبل پھول سے بیزار ہو جائے	اگر گل تجھ تلک پہونچے گلے کا ہار ہو جائے

غریق تخلص لا علم دریائے متلاطم تلاش کا ہر چند آشنا ہوا مگر گوہر مقصود و عال کف مراد کے ہات نیا یا ناچار زورق خاطر کو ساحل تحمل پہ لنگر کیا غریق بحر سخن کے دل نے تحریر شعر تر کیا

وہ گرم ہی پڑی میرے پاس آنکے بیٹھی	اتنا تو نہیں دیکھتا مقدور رہا کا

غمگین تخلص میر عبد اللہ نام خلف میر حسین تسکین فکر سخن سے دل غمگین کو چین تسکین فکر غمگین سے سامعین کا دل خوش ہوا خوشی و مسرت نے چین گہر کیا یہ غمنامہ غمگین الم ناک ہی شکل صفحہ کاغذ گویا بستر بزم عزا کی خاک ہی

کی مرے میتی عزیزوں نے خراب	ہاے لا کر خانۂ خمار رہے

حرف الف

فدا تخلص سید محمد علی نام عرف فدا شاہ ساکن بہار متعلقہ سہارنپور سیاحی پیشہ بفضل الٰہی سے خوف عقبیٰ دل کے اندر حرص دنیا باہر کرکے مجردانہ رہتے اور بے اندیشہ صاحب گلشن بیخار بڑے شوخ چشم آدمی ہیں آپ الگ ہو کر انکے معاملہ میں دوسرے کو بھڑا کر برا کہتے ہیں یا صحیح ہو عاصی کے ذہن میں بسبب عادت مزاج انکے خیال ہوا جو کہ سب عبارت طول تقریر کا باعث فقط انتہا عرض کرتا ہوں یہ کیا کہتے ہیں سہ عزیزی حکایت کند کہ بہین تقریب از روباہ این مصرع کردہ مردی بود خوش اختلاط بذلہ سنج از زبان فن شعر ابیات تر و خشک از طبعش می تراوید احباب بنظر الفت یا وہ اندازہ بے ستودندش عاقبت مائل بہزل گشت الخ انکا مزاج چاہیے سو کہین بندہ تو بہی عرض کرتا ہے سبحان اللہ کیا خوش مزاج تھے کہ اصحاب صحبت کی خاطر شکنی نکرتے بلکہ خوش مائل ابتہاج تھے پر صاحب گلشن بیخار نے انکو ذرا کہے بغیر چھوڑا عیب گوئی سے منہ نہ موڑا آخر کر دستے خویش آمدنی

پیش کہ کرد کہ بنا فت خراب شد ہر کہ سر تافت بہر حال بہ حیلہ طبیعت کاغذ شد سخن پر فدا محلہ کاغذ بین شایقین کی صورت تو نسخہ یون سوال کرتا

اوس ہی مین اور مجھسے وہ باہم رہا — ایک مدت تک یہی عالم رہا
جس نے کہا ہاے تیر مژگان کا — اوسکے نزدیک پھانس ہے بھالا

فارغ تخلص میر احمد خان نام خجستہ انداز ہمایون اطوار نمک سرشت خوبصورت حیا ورز امور دنیوی سے فارغ اور بیکار زلف سخن سے اولجھا وے ہے بال بال مین پیچ تاو ہے ؛

کیا چین سے جا قبر مین آرام کرون گا — دم بھر بھی اگر موت ہی وہ پیشتر آئے
اپنے دیوانیکی تو شوق گرفتاری تو دیکھ — پانون مڑکر بھی نہ نکلے خانہ زنجیر سے

فایز تخلص لا اعلم انکے اسم کی خبر نہ رسم سے بندہ بہرہ در بگر سخن سے فایز ہے تو اوسکا بیان جایز ہے کیا نگارش ہے جسکی یہ تراوش ہے

کل ملے گا وہ سکے غیر ونکی یہ آیا جو دھیان — بس ہلال عید ہمکو نیش عقرب ہوگیا

فارغ تخلص لا اعلم معلوم نہین ان صاحب کا کیا نام ہے اور کیسا آغاز و انجام ہے جب اس سے فارغ البال ہوا تب تحریر نظم کا خیال ہوا زلف لعبت سخن مین دل کو لٹکا یا طرہ مشک فام معشوقہ مضمون مین جی اولجھایا ؛

قطرۂ اشک جو نکلا سو وہ گوہر نکلا — بعد مدت کہ میرے چشم کا جوہر نکلا

فارغ تخلص لالہ بال مکند نام بریلوی شاگرد شاہ حاتم سخن سے انکو کمال محبت بلکہ سخن مجسم گنج سخن سے فراغت قصہ مضمون قابل سماعت

دور ہی دیکھ تجھے چین نہین ہوتا ہے — تا کہ کچھ کہہ نہ سکون بلبی رو کھائی تیری

فارغ تخلص فارغ شاہ نام بریلوی عین شباب مین اونس دنیا چھوڑ کر الفت عقبی اختیار کی قصبہ خورجہ مسکن اپنا بنایا صاحب باطن رہ روی منزل جذب و سلوک درویش سخن سنے حالت جذب فکر شعر مین بو پرانکا نعرہ الله کی پکار کی شعر مین داد خدا ہی کا یہ حال ہے گویا درویش کی صورت سوال ہے

ممکن نہین جو حرف قضا ہو جبین سے دور　　جب نقش ہو چکا نہین ہوتا نگین سے دور

فدا تخلص میر عبد الصمد نام دہلی سکونت کا مقام شاہد سخن پر فدا معشوق مضمون کی مبتلا ایسی تقریر جسکی یہ تحریر

جو درد دل کا لکھون یار کو بین لے کاغذ　　تو اشک بیان تلک اڈھے کہ یہ چلے کاغذ

فدا تخلص مرزا عظیم بیگ نام سوداگر اپنے تجار فکر متاع سخن کا سوداگر فدا کی دیکھی ادا کہ ادا سے سخن پر یون فدا

یار گوشہ مین ہے اور عاشق سے مایوسی ہے　　نقش پا تک بھی میری در کی جاسوسی ہے

فدا تخلص فدا حسین خان نام مغل زادہ اور شاگرد ممنون تا تیا غلام ہمدانی مصحفی سے ممنون بھی کیا کہتے ہین جو کچھ کہتے ہین بجا کہتے ہین

ناکام کیا جینگے کچھ کام کر رہین سگے　　بدنام ہون سگے تو بھی ایک نام کر رہینگے

ظالم یہ جرم دل ہے کہ عاشق تیرا ہوا　　قتل فدا عبث ہے کہ یہ بے گناہ ہے

فدا تخلص عاقبت محمود خان نام شاعر والا مقام سخن سے ہمکلام سخن پر فدا مضمون پر نثار معانی پر صدقے لفظ پر یون جی دیا وار

جون شمع ضبط نالہ تو مین نے کیا فدا　　پر بس چلا نہ گریہ بے اختیار سے

فدا تخلص امام الدین نام وطن فریدآباد شاہد سخن پر فدا اور دلشاد طبیعت نے ایجاد کیا ایسا ارشاد کیا

تو بات بات ہین ہوتا ہے مجھسے آزردہ　　یہی تو کچھ نہین اے دلربا تری باتین

فدوی تخلص لالہ بجھی رام نام ساکن جد دہلی شاگرد مسیح و شعرا نہ قوم سے آگاہی ہوئی نہ اور حال کچھ معلوم ہوا تو نظم تحریر کرتا ہون مختصر تقریر کرتا ہون

گذشتہ حسن کا ابتک نشان باقی ہے　　ہنوز فریفتہ کیونکر کہ آن باقی ہے

فدوی تخلص لا علم شاگرد صابر علی صابر قوم ہنود بقالی پیشہ تفضلات متفضل حقیقی سے چراغ نور ایمان انکے دلمین روشن کیا ظلمت کفر نکال کر شرف اسلام سے مشرف کر کے دہلی کو چند روز اپنا مسکن کیا بابین سجدہ گاہ شعرا

اور اسکے مناقشۂ علم شاعری رہا اور سجدہ گاہ شعرا نے انکی ہجو مین بہت کچھ کہا چونکہ مزاج انکا عشق پیشہ تھا دل کو ہمیشہ محبت کا اندیشہ تھا از انجا کہ رشک معاملہ عشق مین جوہر ذاتی ہے عاشق کو محبت عجب عجب شعبدے دکھلاتی ہے نوبت بمجادلہ رہا برابر مقابلہ رہا تختۂ سینہ پر گل زخم کھلے پھولون کے باعث شمشیر کے پھل سلے ہندوی سخن نے کفر سے توبہ کر کے کلمۂ شہادت پڑھا سوسن مضمون نے مسجد کاغذ مین سجدۂ شکر ادا کیا تو مسلم طبع کو طریق اسلام نظم یون سکھایا رکن آئین شرع متین سخن اسطرح ہات آیا

چشم پر آب ہی اور سینہ جگر جلتا ہے
کیا قیامت ہی کہ برسات مین گھر جلتا ہی

آوارہ و سرگشتہ و دیوار نہ در کے
سایہ کی طرح ہم نہ ادھر کی نہ ادھر کے

قدوی تخلص مرزا محمد علی نام معروف بمرزا کچھو وقایع نویس سرکار احمد شاہ پھر عظیم آباد کو مسکن کیا زانو ادب کا آگے مرزا گھسیٹا عشق کی درست کیا حسب دلخواہ عشق مجازی نے دماغ مین خلل کیا مجاز کو حقیقت سے بدل کیا انکا سخن ایسا ہین ایسا

چل ساتھ کہ حسرت دل مغموم سے نکلے
عاشق کا جنازہ ہی ذرا دھوم سے نکلے

قدوی تخلص میر فضل علی نام ایسا فرمایا زبان خامہ پر سخن کا کلام یون آیا

یا رسے بھی لطف ہے کا آہ یہ بیہودہ نہو
یہ کوئی محفل ہے ساقی واہ یہ بیہودہ نہو

قدوی تخلص محمد محسن نام مولد و منشا پنجاب جلوہ آرائی شہر دہلی ہنگام شباب سخن سے انکو گفتگو شاہ مبارک آبرو سے آبرو

یار ہمسے جو سدا چین بجبین رہتا ہے
نہین معلوم بلا کون سی پیش آئی ہے

فراسو تخلص فراسو نام مشہور عیسوی سے ہین بحضور زیب النسا بیگم زوجہ شمرو فرانسیسی سرفراز صاحب سخن کا کاغذ کی کوٹھی مین شاگرد پیشگان مضمون سے اسطرح کا انداز ؛

ہم خواب مین دیکھا تو لپٹا ہو بھی ملینگے
قسمت سے نہ گر خواب کی تعبیر اولٹ جائے

فراغ تخلص محمد فراغ نام ساکن دہلی وجہ باحتیاج تعلیم اطفال بسبب اس ذریعہ کے کل افکار سے فارغ البال مشاہدہ جمال شاہد مضمون سے جسکو فراغ ہے دید یوسف گل سخن سے دل باغ باغ ہے

روتا ہے فراغ آج تیری کوچہ مین یاری	دل توڑیو اسی طرح نہ زنہار کسی کا

فرخ تخلص میر فرخ علی نام دہلی وطن سخن فرخ فال دقیقہ سنجان نظم معانی سے ایسی قیل وقال

چشم سے نور گیا تن سے توان دل سے صبر	ہجر مین تیری جدا مجھسے ہوا کیا کیا کچھ

فرحت تخلص امیر علی نام ساکن شاہ آباد میر عزت اللہ عشق کی شاگرد ہیں یہ ہوئے اوستاد طرز نظم سے سامعین کو فرحت ہے ہر طرف سے بزم کاغذ مین وادر عشرت سے خوب فرماتے ہین نئے نئے مضمون لاتے ہین

ملا جسکو تلووں سے نرگس سمجھ کر	سنا تمنے وہ چشم تر تھی کسی کی

فرخ تخلص لا اعلم ستوطن ارکاٹ فرخ سے ناج اسطرح پایا انکی سخن کے سکہ نے رواج

ہماری قتل کی تدبیر بے تقصیر ہوتی ہے	نگاہ پاک کی شاید یہی تاثیر ہوتی ہے

فروغ تخلص میر روشن علی نام انکی شمع سخن جلوۂ طبع میمنون سے روشن مضامین کا پروانہ وار تصدق ہونا میرہین شعرا کی انجمن ہے قندیل طبع مین چراغ فکر روشن ہے

تاریک کلبہ اپنا کیا ہو فروغ روشن	گھر مین کبھی ہمارے وہ شمع رو نہ آیا

فریاد تخلص لا اعلم ہرچند انکشاف حال مین زبان قلم پر شہریاد ہے کوئی داد کو نہین پہونچتا مگر فریاد ہے مضمون خوب طالب کا اسلوب

چین پایا پس مردن دل بیتاب نے	گوشۂ تربت ہمین آغوش مادر ہوگیا
تلخی ہجران میری کام آئی آخر روز بد	زہر بھی مین نے پیا تو شیر مادر ہوگیا

فراق تخلص حکیم ثناء اللہ خان نام دہلوی حضرت خضر شعرا سے فیض سخن پایا

عالم علم طب عاشق معشوق سخن نے بفراق امید وصال مین شور مچایا شعر کیا ہی قانون طب ہی نسخہ تپ غب ہی گرم ہر فقرا شعار ہے جس سے نکلتا دل کا بخار ہے مخاطب صفت کرنے سے دق ہے چڑھتی تپ محرق ہے اخلاط کا احتراق ہی دل اونکا جلنے پر مشتاق ہے حرارت قلب سے قشعریرہ ہے ندامت سے یون انداز تیرہ ہے انجاسہ کدہر ہو لا ہٹکا کہان کا مضمون کہان جا اٹکا یہان صاحب گلشن بخار کہان باہم اونکے تکرار کہان یہان حکیم صاحب کا ذکر ہے اونکے بیان حال اشعار کی فکر ہے نبض قلم ممتلی ہے تو تنقیہ مزاج سخن کی ترکیب بھلی ہی رنگ مضمون آبدار ہے گویا عرق بہار ہے صفحہ کاغذ قرابادین شفائی ہی جسمین ہر مرض کی دوائی ہے

صاف دلکو کیا اور داغ جگر کو دہویا | کام کیا کیا نہ مری دیدۂ تر سے نکلا
اونگلیان گھس گئین یہان ہاتھونکی لکیر | لیکن افسوس کہ لکھا نہ مٹا قسمت کا
یہان تلک مین سبک ہون عدم مین فراق | قدم جو رکھون تو نقش قدم نہین ہوتا
سمجھے تھے دام زلف سیہ ہی بلا ہی جان | پر کیا کرین کہ لے گئی تقدیر کھینچ کر
آبلے دکھلائے جب اس تن رنجور نے | دانت مین تنکا لیا خوشۂ انگور نے
دامن تلک گیا تھا کہین اسکی دست وہم | اللہ رے نازکی وہین چھلی مسک گئی

فخر تخلص حکیم سید فخر الدین نام ہے بیسر بندہ مصنف تذکرہ ہذا جوان خوش رو خوش تقریر سال عمر تیس سے تجاوز ہوا زانو ادب کا جناب مرزا حاتم سے علی صاحب مہر کے آگے تہ کیا فکر خوش طبیعت مضمون جو ہمعصرون سے مشاداہی چمن فکر رنگین گل مراد لیا اور ہمیشہ محفل مشاعرات مین ہم ردیف و ہمطرح رہتے ہین اور اکثر معاصرین اسکے اپنا فخر کہتے ہین سخن کو اسکے کلام سے افتخار ہے مضامین طبع رنگین کی یہ گفتار ہے ✤

جمال عارض ساقی شراب مین دیکھا | یہ آفتاب نیا آفتاب مین دیکھا
چمن سمجھ کے کیا خون پہ بلبلون نے ہجوم | اثر گلاب کا خنجر کے آب مین دیکھا

چھوٹا وطن سفر مین رہے قایم آبرو
اے گُہر رہ گیا مین رہا ہوتے ہو تباہ
شامت نفس دنی ہین جو گرفتار ہین ہم
ہاتھ رہتا ہے سدا عارض جانان کے تلے
سمجھ کے میری استخوان پہ ڈالیو سنہ
ہما رہئی پر تکالی ہوئی ہے +
کس کام کا وہ دل کہ نہ جس دل مین درد ہو
برنگ شمع ہر اک استخوان جسم جلتا ہے
دل مرحوم کو اللہ بخشے کہکے روتا ہون
کیا جانے کوئی وقت ہے کیسا کوئی گیا
کعبہ کی بلی رہ بہت گمراہ سے گھر سے
وا انکو ہوا ہے کہ ہون خیمن سے مین سبز
سایہ کی تمنا کہ رہون نور مین پنہان
روشن دل صد چاک مین ہے برق تجلی
دو آنکھین فقط دید کو اور جلوے ہزارون
صیاد نے گل کھائی ہین بلبل کی روش پر
ہر طرف نقش جمال یار ہے +
عذر ہندی کا غضب ہے او نہین نے کی لگی
آتش عشق چھپانے کو بدن خاک کیا
اگر یہ شوخ چشم آنکھین لڑائین اپنی آنکھون سے

ہوتی کسطرح ساتھ مرا آب و دانہ تھا
چند ے قفس مین اور مرا آب و دانہ تھا
بال بال اپنا زبان ہے کہ گنہگار ہین ہم
سایہ گل مین پڑے رہتے ہین وہ خار ہین ہم
پکا ترا ہے سگ کوے یار ہم بھی ہین
گلابی گھٹا کالی کالی ہوئی ہے
کس کام کی وہ آنکھ جو خوشبو نہ تر رہے
جو شعلون کا دھوان دیکھو ہم پن ہو سے نکلتا ہے
مشیت مین خدا کی زور کیا بندہ کا چلتا ہے
انسان بری بات نکالے نہ زبان سے
اللہ کی قدرت کہ ہوا نفع ضرر سے
کنکر کو ہوس ہے کہ چمک جاؤن گہر سے
تنکے کی یہ خواہش کہ نکل جاؤن کمر سے
چمکا شرر طور مرے روزن در سے
دیدار کو کیون طالب دیدار نہ ترسے
دل خون ہوا نالۂ مرغان سحر سے
شکل آئینہ در و دیوار ہے +
یہ بھی اک رنگ حنا ہے بہانے کے لیے
راکھ بھی چاہیے تھی آگ دبانے کے لیے
تماشا پتلیون کا ہم دکھائین اپنی آنکھون سے

اگر ہو یار اوسکے بزم مین تو فخر ہے اپنا
کوئی جاتا ہے پاؤن سے ہم آئین اپنی آنکھون سے

فقرہ ہا و تخاطب میر ببر علی نام از سکنا سے فیض آباد ادیب یافتہ

میر حسن صاحب مثنوی بدر منیر فرما دطبع امید وصال مضمون شیرین ہیں شور
انگیز ہو کر بیٹھون کا غذ مین گھو دتا ہے جوی معانی شیر تیشہ خامہ فارشگاف کوہ
جبل سخن تراشا اور مضمون گل پیرہنان لالہ رنگ لا ✣

میری جانے سے وہ بت رام کیا ہو   خدا کا گر نہو فرہاد جیا ہا ✣

فراقی تخلص لالہ پریم کشور نام با دفروش مشہور روزگار سیر الاکین یگانہ
روزگار با دفروش سخن کے روبرو ہی امراے سخن فہم کبت مضمون سے تکرار

ہو گئیں آنکھیں گلابی روتے روتے   گلابی کی نہ دیکھی شکل افسوس ✣

فصیح تخلص مرزا جعفر علی نام شاگرد شیخ امام بخش ناسخ شعر گوئی اور مرثیہ
کہنے مین اعتقاد انکا راسخ کلام فصیح ہے جسپے رشک عدوی فصیح ہے گفتگو
فصاحت نظام ہے لایق سننے کی کلام ہے بعض کا قول ہے کہ شاگرد ناسخ نہین
خدا جانے یہ سچ ہے یا راسخ نہین ✣

تجھمین اک عیب بڑا ہے کہ وفادار نہین   تم مین وہ وصف ہین بد خو بھی ہو مغرور بھی

فضل تخلص فضل مولا خان نام لکھنوی نیک طرز فضل سیرت جوان
خوش شمایل افسوس کہ بدگوئی سے سیر نہین ہوتا صاحب گلشن بیخار کا دل
انکے حق مین یہ عبارت جسکی سامعین و ناظرین کو شکایت ہے فضل تخلص
فضل مولے خان از سرزمین لکھنو بودہ مرد خوش وضع نیکو سیرت و
جوانی زیبا صورت خوش اختلاط گرم خون بہ جہان آباد آمدہ قصیدہ بمدح
شاہ اکبر خواندہ و خطاب افضل الشعرا یافت شوخ طبعی بود شعر کمتر گفتی و اکثر
اشعار دیگران بنام خود خواندی و باآنکہ از علم بہرہ نداشت بمجالس بحث گشتی
سپہ نبرد با آخر خود را بلاف و گذاف بیہودہ رسوا و بدنام کرد و بہ کلکتہ رفت
و از انجا بازگشت و بمصاحبت نواب مرشد آباد نام آورد و با شعر الصلہ
و مروت پیش آمد حیف است کہ نوجوان مرد این دو سہ بیت نباشد شہرت
دارد الخ دیکھیے سامع اگر گوش ہوش سے بدل متوجہ ہو کر سنے تو مقام

غور ہے صاحب گلشن بیخار کی وہی طرز عیب گوئی بدطور ہے افسوس کہ ایسا
شاعر ذی رتبہ جس نے بدولت سلیقہ شعاری دربار شاہی سے خطاب پایا
اور بسرکار نواب نام آور ہوکر شعراسے بصلہ ومروت پیش آیا اوسکی نسبت
اوروں کے شعر اپنے نام سے پڑہنی اتہام ہے اور ناخوانده وجاہل ہوئی مین
کلام ہے اونکا تو مولے کی فضل سے بخیر انجام ہوا ہو پر باجی اپنی حرکت سے
پیش عقلا ناحق بدنام ہوا آدمی کو پردہ داری چاہیے انسان کو پردہ باری
چاہیے بقول سجدہ گاہ شعر اکیا خوب فرمایا ہے عیب پوشی ہو لباس چرک سے
کیا ننگ ہے تا کہ آئینہ بہتر اس صفا سے زنگ ہے عاصی کی فہم ناقص تو یہ ہے کہ
کوئی کیسا ہی برا ہو کبھی اوسکو برا کہے حقیقت مین ہم خود برے ہین دوسروں کو
اگر برا کہین تو کوئی کیا کہے ادیب صاحب گلشن بیخار خود عیب پوشی مین
بے ادب اوستاد وشاگرد بے ادب سب کی سب بقول بزرگی با ادب
بانصیب بی آدب بدنصیب اگر یہ کوئی صاحب فرمائین کہ تو نے کیا انکا خوردہ
تو جواب ہین سبکا خورده دیکھے میرا دل گردہ ہے خضر سر منزل ہدایت ہے
مجھے پھر اسکی کیون شکایت ہے تاکہ آئندہ اگر آدمیت ہے تو ایسا کسی کی نسبت
نفرمائین کلمات نا ملایم ہر ایک کے حق مین زبان پہ نہ لائین آئندہ اختیار ہے
بنده عاجز ہونا چاہیے یہ مضمون طبع افضل سے ہے جس سے عیب گو کا ہی بیکل ہے

اودھی وہ ہسی اوسکے کہ مینہ پہ حرف ہے	لب وہ کہ لعل سے کبھی نگینہ پہ حرف ہے

فقیر تخلص میر فقیر اللہ نام سیر کتب و ہندسہ و ہیرہ وغیرہ مین کمال ہے
سخن کا انکا گریبان سخن سے محلہ کا غذ مین یون کرتا ہے سوال

میرے سحاب چشم کو نیسان پہ ہے شرف	ہے کونسی گھڑی کہ وہ گوہر فشان نہون
صافی دلون کو دید کو مانع نہین حجاب	عینک سے ہے دوچند ضیا ہی نظر مجھے

فغان تخلص اشرف خان نام احمد شاہ بادشاہ کے دربار سے ظریف الملک کوکلتاش خان
خطاب شاگردی مین طبع موزون علی قلی خان ندیم تخلص سے فیض یاب

ہمعصر سجادہ گاہ شعراے عظیم آباد مقام بود و باش ہوا سخن کیا گویا دل دردمند کا
بیان کلام موزون سے کیا تا لب شوق پر فغان مصرعہ موزون آہ برجستہ یا
نالہ دل غمگین ہے خستہ ملیحان ہندی کے ملاحت کا شور ہے جراحت جگر عشاق
کا عجب طور ہے درد دل کا بیان ہے ہردم شور و فغان ہے

قاصد ہو نا امید پھر آکو سے یار سے / خفت تجھے ہوئی دل امیدوار سے
شکوہ جو تو کرے ہے میرا شب کی سیر کا / تیری کب آتی ہین میسر سے او ہو ہین پھر گئی
کھولی تیری شب قبا تو کیا ہے مجھے / دل گرفتہ کو ملا کم کبھی تو وا ہے مجھے
مین مر گیا پر آہ نہ پوچھا فغان مجھے / درد جگر کسی سے یہ بیمار کون ہے

فگار تخلص میر حسین نام دہلوی شاگرد مرزا اسد خدنگ سخن سے دل فگار جگر

کرتا ہے غنچہ تیرے دہن کی برابری / شاید یہ اپنی بھول گیا ہو دہن کی بات

فقیر تخلص میر شمس الدین نام فقیر متوطن دہلی زبان دری مین بلبل
خوش لہجہ اور عروض و قافیہ کی دانستگی اور تصنیف رسالہ اس فن مین
یکتا ہو زمانہ شرف زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوئے بامین راہ
ہنگام بازگشت جہاز زندگانی باد مخالف سے غریق لجہ فنا کیا موت کا بات
فقیر سخن کا سوال مفعول و مفاعیل سے فقیر طبع کا جواب قال و قیل ہے

گم ہے آواز تیری کوچہ کی باشندون کی / نالی کرنے سے گداون کی گلی بیٹھ گئی

فگار تخلص مرزا قطب علی نام دہلی وطن پیکان مضمون سے دل عدو
فگار کیا قوت بازوے کماندار دیکھیے کہ تیر سخن پار تا سوفار کیا یہ مضمون
دل زار ہے جس سے سینہ فلک فگار ہے

مت پوچھ فگار اتنا میرا مسکن و ماوا / مانند بگولے کے سدا بیوطنی ہے

فیض تخلص پنڈت کرپا کشن نام کشمیر مسکن از شعراے لکھنو مضمون
خنک ز شک زمہریر فن فیض سخن سے اچھا چلن ہے

لوٹے خون مین تہ خاک سے بسمل آکر / دیکھتا میرے تڑپنے کو جو قاتل آکر

فیض تخلص میر فیض علی نام خلف الصدق مرشد شعرا مغفور رحمہ کا ہے والد ماجد اپنی سرکار وزیر الممالک کے حضور عجب تماشے کی بات ہے سولعنت کا مشق بجا کا یہ مقال ہے خدا جانے عیب گوئی کے عوض انکا اخیر مین کیا حال ہے کہ جیکو برا کہنا ناحق کا دکھ سہنا فقیر نے بھی ہر مقام کو ہویدا کیا شائقین کو اپنے کلام پہ شیدا کیا یہ فقرا انکے حق مین ہے اسی صفحہ اور اسی ورق مین ہے ہے

فیض تخلص میر فیض علی پسر میر تقی مرحوم است در سرکار وزیر الممالک باندر شعر بسر مے برد آوردہ اند کہ شعر وزن سخنگوئی بسیار داشت و فقیر از ایشان شعر نغز مصداق دعوے ندیدم یارب مگر نازش ایشان بر شاعری باشد والعجب کل العجب کہ بمقتضائے الولد سر لابیہ دعوی را آموختند و خود دعوی را وانہادند خلاصہ این ابیات او راست الخ معلوم ہوا کہ ہر کسی کو عیب لگانا انکی سرشت سے مزاج مین عادت پلشت ہے بہر حال صاحب تخلص عکس شناخ سوسن اور نزاکت تخلص شیفتہ کی ثنا سے تو یہ حضرت بدرجہ بہتر ہین وہ کسبیان باندیان یہ پھر میان اور اچھون کے اچھے اوستادزادے گویا سبکے افسر ہین توبہ توبہ جس نے سادات کی اہانت کی گویا دوزخ مین اقامت کی اللہم احفظنا من الآفات والبلیات وبارکنا فی الرزق والحسنات وہ فاحش ناپاک یہ اولاد صاحب لولاک سادات کی برائی کہہ کے اونھون نے خوب اپنی عاقبت سنواری دیکھیے جسکا نتیجہ یہان تباہی وہان خواری خیر سخن کو اونکے فیض سے عدوے ناہنجار بغض ہے کیا فیض سخن ہے سب پر سبقت ہے

گل کھا موسے جنھون کے لیے جسم زار پر	وہ پھول بھی نہ لائے کبھی وہ مزار پر
شوق مین تیرے کنار و بوس کی ای جگر	سبحہ کے مانند ہو جاتے ہین آغوش تم
کدورت جب نہ تب انداز سے نکلا ہی کو میرے	ہماری خاک اوس کوچہ مین کب تھی صبا

فطرت تخلص حکیم انیس نام بن حکیم بیدار و نسیلوا انکا طب بجروندہ گار ساکن ... پور علم طب سے بہرہ اند و در فکر شعر مشغول حال ساکن بھرت پور

عرصہ قریب ہوا کہ مرگئے ایام زندگی بخوبی بھر گئے حکیم طبع قانون سخن مین حکمت کرتا ہے صاحب ذہن رسا کاغذ کی میز پر کیسی فطرت کرتا ہے

دردِ فرقت سے ترا شیدا جو گرم نالہ تھا — ہر ستارہ ہے لبِ افلاک پر تبخالہ تھا
جو شب کو خواب مین آیا وہ چشمۂ حیوان — بہا ہے چشم سے رو رو کے خواب مین دریا
قاتل نے مجکو غوث کا کیا مرتبہ دیا — سر ہے کہین بدن ہے کہین دست و پا کہین
دلکو جدا سینہ چیر اکاٹ سر باندہے ہین ہات — تیرے خنجر نے تیغ و طرۂ طرار نے

فتنہ اسکو تخلص گوسین نام کاغذ کے گمرہ مین لپیٹ لیتے ہین ایسا کلام

ستاکر دیکھنے والون کی آنکھین دیکھ لو مجکو — نہ دیکھو تو نہ دیکھو تم میری آنکھین چرانے سے

فدا تخلص پنڈت دیا ندہان نام مولد و منشا عہد دہلی اور اصل کشمیر تخلص مشاعرہ مہاراجہ صاحب مین تشریف لاتے اور ایسی تقریر

تیرے جان بازون مین ہے شیرین ہین ہم بھی یار — بیستون عشق کی فرہاد ہین ہم بھی تو ہین
دی ہین اپنی نیابت باغ مین اے باغبان — خوب کھوالی کرینگے نعرہ زن ہم بھی تو ہین

فاضل تخلص شاہ محمد فاضل نام اصل انکی دہلی مرد صالح خلق سے نزدیک بد سرشتی سے دور خوش اخلاق شہرۂ آفاق ہر ایک علم و ہنر کسب فن مین دستگاہ تحریر کلام اللہ شریف بے عدیل با دستور از لبس شنگ اور خوش مزاج حکاکی مین اوستاد کہلاتے جب وارد فخر دہلی ہوتے تو ضرور بغرض فائدہ تشریف لاتے تقسیم سخن گلستان فکر مین عطر آمیز والد احمد ماہی سے اختلاط بہت تھا کئی مرتبہ حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف ہوئے عرصہ قریب ہوا کہ سنہ مین انتقال کیا اسباب و نیا سب تلف ہوئے جو کچھ نظم فاضل ہے وہ دفتر مین داخل ہے جو باقی ہے وہ جمع تا کہ سمجھے ہر ایک کے تا بسمع حاجی طبع طواف کعبہ سخن کرتا ہے سیت الحزن کو رشک چمن کرتا ہے

طبیب عشق سے کہدیجو فاضل — یہ خستہ گر کسی کا لادوا ہے
اوٹھانا مت اوسے کوئے صنم سے — کہ کوچہ یار کا دار الشفا ہے

فسون تخلص مرزا مجھلے نام طبع انکی ساحر ہے مضمون منتروں سے خوب ماہر ہے

یہ بھی شیدای جمال شب مہتاب ہے گیا
ہے جو دل چاک گریبان سحر اپنا سا

کس سے بیان سوزش زخم جگر کرون
غمخوار بھی نہین جگر افگار بھی نہین

فاضل تخلص محمد فاضل نام ساکن حیدرآباد میان فیض جیسے بزرگ سے انکے اوستاد فکر مضمون بخشی خانۂ طبع مین داخل سخن کی جمع نہ باقی ہے نہ فاضل کلام اعلے و افضل ہے جو نہ سمجھے وہ گول مہمل ہے +

دل اوٹھ گیا جہان سے پھر بیٹھیے کہان
پاؤن کیطرح سر کو بھی چکر سے ہے غرض

خط بند ہوگیا تو پر شوق کھل سکے
جان باز ہون مجھے نہ کبوتر سے ہے غرض

پھر نہ اوٹھیگی زمین سے بیٹھکر
خاک اس دیوار نے بنیاد کی ×

فیض تخلص شمس الدین نام حیدرابادی دکن مین فی زماننا انشا سخن سنجان مین کوس لمن الملک بجاتے ہین مرد صالح اور خوش فکر فارسی مین بھی مشاق فیض طبع سے شائقین کو اس طرح مستفیض فرماتے ہین گلے مین طبع کی سخن کی حمایل حمایل ہے ہر دم زبان پر جاری کلام اللہ کی منزل سے بلیغ کلام سے فیض عام ہے

پیش نظر ہے نزع مین نقشہ نگار کا
جلوہ خزان دکھاتی ہے مجکو بہار کا

ہے گور مین بھی غم دہن تنگ یار کا
غنچہ ہوا ہے دل میری شمع مزار کا

کشتہ ہون مین تجلی رخسار یار کا
ہے برق طور رنگ میری شمع مزار کا

لکھتا ہون وصف زلف سیاہی فروش ہے
نوک قلم مین زہر ہے دندان مار کا

آتے ہین مجکو لوگ نظر اوس جہان کے
ناسور دو ہین سے میری چشم زار کا

مجنون سے حال ناقۂ لیلا کا پوچھیے
وہ ساربان ہے اس شتر بے مہار کا

زخم سر مقتول پر قمری نے نقش
تیغ قاتل شاخ ہے شمشاد کی

سایہ اوٹھ سکتا نہین ہے خاک سے
بات نکلی ہے میری افتاد کی

حرف القاف

قایم تخلص شیخ محمد قیام الدین نام وطن چاندپور از فضل شاگردان سجدہ گاہ شعرا سخن گوے رفیع القدر بلند مرتبت ذی شعور غواص فکر انکا جسوقت بحر سخن مین غوطہ لگاتا ہے گہرہاے بے بہا صدف کف مقصود مین یکمشت لاتا ہے چشم باریک بین مضمون نازک بصد نزاکت قیام پذیر سخن سنج قدیم الافکار قلم رنگین کاغذ پہ کجی لغزش سے بری ہوکر راست تحریر شوخی و رنگینی طبع ترکیب بندش مضمون عجیب فکر بلند مرتبہ سلاست سخن مین اوستاد سے قریب سابق شاہ جہان آباد مسکن تھا بہرحال انکا مسکن تھا دیوان انکی تصنیف سے تذکرہ تالیف سے بنیاد قصیدہ فکر بلند قایم آساس کاخ مضمون مرتفع دایم

معاملہ ہے یہ دل کا وہ کیا کہیگا اسے
پیام بر کے ہمین آپ ساتھ جانا تھا

لے گیا خاک مین ہمراہ دل اپنا قایم
شاید اس جنس کا یہان کوئی خریدار نتھا

قسمت کو دیکھیے کہ کہان ٹوٹی ہے کمند
کچھ دور اپنے ہاتھ سے جب بام رہ گیا

یہ شعر انکے اوستاد کا کیا کہنا صاحب گلشن بیخار کی ایجاد کا کہ اوستاد کا کلام اوسکے شاگرد کے نام

ٹوٹا جو کعبہ کونسی یہ جاے غم ہے شیخ
کچھ قصر دل نہین کہ بنایا بنائیگا

فلک جو دے تو خدائی تو لے نہ اے قایم
وہ دن گئے کہ ارادہ تھا بادشاہی کا

یہان ربط پری رخان تو کب کا چھوٹا
ملنا خوبان سے روز و شب کا چھوٹا

اک خو سی رہی ہے دیکھنے کی قایم
افسوس کہ ہمسے یہ نہ لیکا چھوٹا

کب آئینہ کو یہ تسخیر آئی ہے پیارے
کسیکا دل ہے وہ جس نے یہ انتقام لیا

قایم ضرور کیا ہے اب اوس جنگ جو سے صلح
مدت ہوئی کہ جان سے مین ہات دہو چکا

طوفان گریہ کی ہے میرے حد عمر نوح
دریا نہین جو آج چڑھا کل اوتر گیا

جینے کا یار یہ بھی کوئی طور ہے کہ آج
قایم نے تیری بات سے گھبرا کے رو دیا

مجھکو قایم وصل کی شب سے ہے کیا شادی کہ آہ
گر یہی جھگڑے ہین تو ایکدم مین ہوجائیگی صبح

جو سوز عشق کا ہے چاہے وہان نہین قایم
تو کیا مین جاؤنگا دینے بہشت مین آتش

نالوں سے عندلیب کو آیا ہے جی بتنگ
تھا مدعا مجھے آمد میں کوئی اوسکو کہ ناگاہ
جھگڑ رہی ہے اشک گرم میرا آہ سرد سے
لے چلکو دل جو نگہ پر تو یہ دشوار نہیں
مے کی توبہ سے تو بدعت ہوئی لیکن قایم
قایم یہ جی میں ہے کہ تقید سے شیخ کے
خاتم دست سلیمان ہی ہوں قایم میں عزیز
شیخ جی تمنے نہ سمجھا یہ کرامات کی راہ
صورت میں تیری گر نظر آئے ملک الموت
بتوں کی دید کو جاتا ہوں دیر میں قایم
کس دلپہ داغ غنچہ نہ تیرے بہار کی
دشمنی اک شخص اونے کی ہے قایم جانی خوف

کسنے میری مزار پہ لاکر چڑھائے گل
لیجائے نہ گھر سے کہیں باہر طپش دل
دیکھیں تو پہلے پہونچے ہے تو عرش پر کہ ہم
لیک تم دیکھتے پھرتے ہو خریدار نہیں
بے طلب اب بھی جو ملجای تو انکار نہیں
ابکی جو میں نماز کروں بے وضو کروں
سخت پچھتا ہی وہ جو ہاتھ کسو کے مجکو
کیا قباحت ہے نکلنے میں خرابات کی راہ
جی دینا کسی شکل سے دشوار ہووے
مجھے کچھ اور ارادہ نہیں خدا نکرے
الحمد رسے ہو سر ابکی برس لالہ زاری
واہی اور سیہ جیب کسی کے سے خفیف افلاک ہے

قاسم تخلص سید قاسم علی خان مولد و منشا لکھنؤ بیجاپلی نژاد بعہدہ بخشی جلیل القدر سرکار انگریز اودہ دلشاد در ینولا رونق افزا در لکھنؤ نیاز مندانہ سعادت ملازمت حاصل سید عالی نسب والا گہر خوش خلق وضع رندانہ طرز عاشقانہ میں داخل اکثر اوقات عہد دہلی میں تشریف فرما ہوتے ہیں داغ غم فراق رفیقوں کے دل سے بعد آب توجہ دہوتے ہیں نظم میں شیخ امام بخش ناسخ اسکے اوستاد اہل عقیدت انکا دست ادب پائی سے دل شاد کر عبارت رنگین راقم فقرات خوش آئین قاسم نظم طبع سلیم حساب بلین انکی تقسیم طبع قاسم ایسے ناظم

رہی نہ اتنی بھی روتے جو منہ پہ دیر کی بیل
ثابت ہے کہ ہر شخص پہ ہوتا ہے وطن تنگ
بیان کاہش تن ہر گھڑی کردیتی ہے دو سیلا

رہا کیا مجھے صیاد نے کتر کے پر
کیوں نکلے نہ تھا بوئے چمن پہ جو چمن تنگ
تنگ آئی وہ کمر کے میری طوق گردن تنگ

واہ کس ناز سے کہتا ہی وفا اور معشوق — ہانگیا ہون اری قاسم تیری قسمت سے مین
قتل عالم کے لیے تلوار آنکھین ہو گئین — ہو گیا وہ دو ہی جب سے چار آنکھین ہو گئین
رنگ ہی بے رنگ کس سے چار آنکھین ہو گئین — زرد چہرہ ہو گیا گلنار آنکھین ہو گئین
مرا ہر آبلہ ہے کہربا کے سبحہ کا دانہ — نہین تو کیون کشش ہو اسقدر کانٹون کو میری
جو ہان ہوئی تو جیے اور نہین تو جانسے گئے — ہماری زیست و مرگ آپکی زبان مین ہے
کچھ تو فرمائو جو امید رہے — وعدۂ روز قیامت ہی سہی
کچھ نئے تمیہ نہین اے قاسم — عشق جس نے کیا آفت ہی سہی

قاسم تخلص میر قدرت اللہ خان نام ساکن دہلی حضرت مولانا محمد فخر الدین صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے مرید سنتے ہین کہ تذکرہ اور دیوان معقول جمع کیا لا دیدہ الا شنیدہ قاسم طبع کا ذکر ہے یہی فکر ہے +

ہمین بھی رخصت سیر چمن ہوائی صیاد — کہ ابکی شور ہے ظالم بہار آنے کا
سر بسر قول تیرا اے بت خود کام غلط — دن غلط رات غلط صبح غلط شام غلط
وہ آئے بغل مین کہین یا جی ہی نکل جاے — مت جاہی کسیطرح تو یارب خلش دل
مسلمانو ادھی پیروا ہو کیا حیای عاشق کی — وہ نصرانی بچہ عیسیٰ نفس ہی جسکا کافر ہے

قاسم تخلص میر قاسم علی نام ساکن شہر بریلی مقیم قاسم تو دیکھیے کہ سُنتے وقت ہندی کے حصہ مین بھی ایک بیت اکیلی ہے

یقین ہے بے تعطش گویا دم آخر مرونگا مین — پیاسا ہون تیری آب دم شمشیر بران کا

قاصر تخلص مرزا امیر علی نام شاگرد نثار اللہ خان فراق ساکن دہلی تصنیف سخن مین از بس طاق فکر سخن پر طبیعت قاصر نہین کیا جودت طبع ظاہر نہین

یا نکس کل روکی اس دل کو نزاکت آگئی — آہ کر سکتا نہین ایسی نقاہت آگئی

قبول تخلص میرزا علی بیگ نام زمرۂ شعرائے فارسی مین اتفاقاً فکر اردو بھی حصول گفتگو سے عدو رو تقریر شائستہ سخن مقبول کیا آبدار شعر کہا گہر دریائے فکر بہا

دل یون خیال زلف مین پھرتا ہی نعرہ زن — تاریک شب مین جیسے کوئی پاسبان پھرے

قابل تخلص مرزا علی بخت نام صاحب شوق سخن سنجی مین انکے اوستاد شیخ ابراہیم ذوق تقریر سننے کے قابل قابل سننے یا جاہل مضمون خوب طبع کا مرغوب

کیا جو قتل مجھے آج تونے خوب کیا | کہ مین عذاب سے چھوٹا تجھے ثواب ہوا

قدرت تخلص شاہ قدرت اللہ نام انکے رشتہ دار حضرت شاہ عبد العزیز شکار دہلی مسکن مرشد آباد نامی اس بندہ کا سخن اللہ کی قدرت کی بات ہے کلام کیا عجیب حکمت کی بات ہے

ہنگامۂ پرہیز و ورع اب بسر آیا | اے بادہ کشو مژدہ کہ پھر ابر تر آیا
کچھ دیر ہوئی اشک نہین آنکھ سے گرتے | شاید سر مژگان کوئی لخت جگر آیا
چھپاہے کو اگر داغ سے چھاتی کو چھڑاؤن | خاشاک کی پہلو مین چھپی ہو کی دل آتش
سینہ اوسکا ہے دل اوسکا ہے جگر اوسکا ہے | تیر بیداد جو ہر سینہ کرے گھر اوسکا ہے
شب ہجران کی مصیبت کو کہون کیا قدرت | تن سے جان چھوٹے ہے اور جان سے تن چھوٹا ہے

قدرت تخلص مولوی قدرت اللہ نام ساکن رام پور از تلامذہ شیخ محمد قایم چاندپوری جنکا بیت معمور فاضل طبع مدرسہ کاغذ مین طالبعلمان شایق کو درس سخن دیتاہے مبتدیان شوق علم سے سبق نسخہ قال اقول کا کام لیتاہے

انصاف بھی ضرور ہے یہ ظلم تا کجا | کتنون کے گھر تو جاتے رہے امتحان مین

قدرت تخلص مولوی قدرت اللہ نام صحبت یافتہ ثناء اللہ خان فراق کلام مین مشتاق سخن مین طاق خلق انکی مشتاق فقیہ طبع کی حدیث رقم کرتاہے عالم کا کام اپنا قلم کرتاہے

زلفون مین اگر دل یہ گرفتار نہوتا | یون روز میرا آہ شب تار نہوتا

قربان تخلص میر محمدی نام تودۂ سخن آماجگاہ خدنگ ادب ثناء اللہ خان فراق شکاری طبع کو مرغ مضمون کا میدان کاغذ مین اشتیاق ہر شایق حلقہ بگوش کماندار نکات رنگین کا جوش بازوی سخن پر قبضہ بیاپی کشش شوق [illegible] کیا ہے

کیون نہ ایک مجھکو کرے وان جیا صد جا انداز | دست لبتہ [illegible] جہان استادہ ہے

قربان تخلص میر قربان علی عظیم آباد وطن کا بہانہ سید ان فلک مین خدنگ مضمون کا تودۂ کا نمد نشانہ معشوق سخن پر انکی جان قربان لعبت مضمون پر قربان انکی جان واہ کیا ذہن ہے اور کیا سخن ہے +

نکالون کیونکہ لیسی اوس کمان ابرو کی پیکان کو ۔۔ کہ آزردہ نہین کرتا ہے کوئی اپنے مہمان کو

قرار تخلص جان محمد نام از زمرہ نقیبان وزیر الممالک اصلاح سخن کا شاہ شرف الدین ملول سے قرار دربار شعرا مین اس سدا سے نگاہ روبرو ہوتا ہے انکی فکر کا چوبدار +

ہے نازسی اوسکے یہان پیغام قضا کا ۔۔ کیون نام کیا آپ نے بدنام قضا کا

قرار تخلص میر حسین علی نام از گروہ نیک سرشت سادات صفحہ کاغذ پر تحریر ہوتے ہین اونکے کلمات معشوق سخن پر دل بیقرار جب نظر آتے اوسکا پڑ

کسطرح قرار اوسسے کرون درد دل اظہار ۔۔ سنتا ہی نہین وہ بت مغرور کسی کی

قمرین تخلص لا اعلم ادب یافتہ حسرت خوش آئین مضامین لعید آنحضرت کی طبع سے ہوے قمرین ہ

ہمارے سے وفا یا وفا ہو ۔۔ غرض تم دل کے لینے مین بلا ہو

قلندر تخلص لا اعلم ہمعصر خان آرزو شعرا سے قلندرانہ گفتگو بازار کاغذ بازی گر طبع کا تماشا حسن اہل مجاز نے چشم حقیقت بین کھولی تو دیکھا

جی کو سر زندگی نہین ہے
تجھتے ہی تجھے کا اشک ناصح + ۔۔ کیا جی سے کرون کہ جی نہین ہے
رونا ہے یہ کچھ ہنسی نہین ہے +

قسمت تخلص شمس الدولہ نام فیض یافتہ صحبت جعفر علی حسرت لکھنو انکا مقام سکونت حساب سخن کے ضرب و قسمت انکے محاسب طبع سے روایت

مقدور ہے کسکا کہ ترے حکم کو ٹالے ۔۔ رستم جو نہ آئے تو وہین اوسکا سر اوے

قمر تخلص مرزا قمر الدین نام فرزند خورد مرزا تقی ہوس شاگرد مرزا فضیل بدر سخن گردون کاغذ پر ضیا بخش ہمہ کس نجم سخن سپہر کاغذ پر چمکا مانند ستارہ سحر و مکا

صلح کرتے ہوئے آخر وہ بجنگ آہی گیا
عشق کا نام برا ہے اوسے تنگ آہی گیا

قمر تخلص مرزا قمر بیگ نام پسر مرزا ایزد بخش بہادر شاگرد حافظ عبدالرحمن احسان بدر فلک قدر سخن ضیا بخش طبع شاعر ارجمند فلک قرطاس پر درخشان

نہ آتی تاب تو بھی دلکی بیتابی کی ہاتھوں سے
قمر پہلو میں وہ رشک قمر ہوتا تو کیا ہوتا

قیس تخلص مرزا احمد علی بیگ نام عرف دارا بیگ اول انکا مشہد مقدس لکھنؤ مین جلباب نیستی سے پردۂ دیوان ہستی مین آئے قیس سخن وادی کاغذ سے رہ تمنائے لیلائے مضمون مین چلائے ❊

دل مضطرب کا دیکھا عجب اضطراب اولٹا
ہوا اور مضطر اوسنے جو ذرا نقاب اولٹا

قلق تخلص لا اعلم افسوس اور قلق کا اسم و رسم سے خبر نہین مطلق عجب قبضہ مین مضمون کا گنج ہے پھر کاہیکا قلق اور رنج ہے

بہار آتی ہے کنج قفس نصیب ہوا
ہزار حیف کہ نکلا نہ حوصلہ دل کا
خدا کے روبرو ہوویگا اے قلق انصاف
تبھی تو نے حشر کو ہوگا مقابلہ دل کا

قوت تخلص لا اعلم ضعف مین طبع کی کہان طاقت تو کیا زور آوری سے انکے حال کی حقیقت فکر کی یہ توانائی ہے ضعف مین زور آزمائی ہے ❊

چلکر میری جانب کو جو وہ پیچھے کو ہٹ جائے
تو بھی کی یہ حالت ہو کہ دم دم مین الٹ جائے
وہ غیرت صد باغ بصد ناز سے گلشن
رخسار پہ چھوڑے ہوئے بالونکی جو لٹ جائے
گل آتش غیرت سے جلین مثل گل شمع
اور سنبل تر ہو کے پریشان کہ لٹ جائے

ق

قناعت تخلص مرزا مجھلے نام انکی سخن سے ظاہر حرص و قناعت کا انتظام دل کو سخن کی ہوا سے اوسی کا دم بھرتا ہے

اسکی ایڑی کو جو دیکھے گا خجل ہووے گا
تو بھی رہ جائیگا منہ لے کے قمر اپنا سا
یاران رفتگان نے وہ ہمکو نہ جو کہے
افسوس ہے کہ ہمکو تمھاری خبر نہین
تمکو تو نہین خاک میری قدر ولیکن
مین گرد رہ قافلۂ اہل فنا ہون

قصد تخلص حسن مرزا نام داروغہ خوشبو خانہ والی دکن عطر بیزی سخن مجموعہ

سخن سنجانِ مبرہن دماغ محفلیان سعطر مشام سامعین معنبر شوق سخن زیادہ ہو
تو سنانے کا ارادہ ہے میان فیض صاحب کی تعلیم سے جنکو سخن کی تحریر قصیدہ مین …

دشت وحشت مین دیوانیکے تیری پانو مین
چشم آہو سے خلش حلقۂ زنجیر ہے

اسقدر زار ہو رہا ہون مین
کمسر یار ہو رہا ہون مین

حرف الکاف

کامل تخلص پنڈت ٹھاکر داس سخن کے شاغل کلام بافیض زبان سے کامل

پلٹ کر جو دیکھا سر راہ اوس نے
لگا تیر ایک بارگشتی جگر پر

کامل تخلص مرزا کامل نام سننے کے لایق کامل کا کلام دو باتین ہین یار ونکو سناتے ہین

مژگان سے گو کچھ دل پر وکر ہے نگڑی
یہ بات مین نے کہکر جب اوس سے داد چاہی

کہنے لگا کہ ترکش جسوقت ہووے خالی
تلوار پھر نہ کھینچے تو کیا کرے سپاہی

کبیر تخلص حکیم کبیر علی نام ساکن سنبھل سخن مین پیر پایا علم طب مین انکو صغیر کیا بلکہ کبیر پایا جسکا نقطہ حب الشفا ہے دایرہ قرص بنگیا ہے

ایک ہی بار سے دم ناک مین آیا ہے کبیر
زیست معلوم اگر ایسے ہی دو چار ہلے

کریم تخلص کریم اللہ خان نام یاران صحبت سے یون ہمکلام

تجھی قدرت سے تجھے گر روبرو جانیکی کریم
زیر دیوار ہی جا نالہ سنایا ہوتا

کرم تخلص شیخ غلام حسن نام گو پا موے عرصہ ہوا کہ دلی مین قیام پذیر ملک دکن مین اکثر رہے انکے اوستاد سوسن خانکی فکر پاتے پر فارسی کہنے کا بھی شوق تھا ضعیفی مین جوانون کی فکر پر فوق تھا معشوق سخن سے طبیعت بہم ہے سخن کا ابر کرم اتم ہے

نام کب آسودگان لیتا لبہا زار کا
سرمۂ آواز ہے سایہ تیری دیوار کا

کیا ہی برہم ہوئی زلف آخر جو پوچھا تجھسے
اے کرم کسنے کیا حال پریشان تیرا

نسبت ہی میری دماغ سے کیا غنچہ لب کو
گو آہ سرد باد سحر دو نوا ایک ہین

سیر فشو و نما ہے اوس خرام لاابالی سے ۔ غبار ناتوان کو سر کشی ہے پائمالی سے

گرم تخلص مرزا حیدر علی نام پسر مرزا نیاز علی بیگ ساکن شاہ جہان آباد گرم و سرد زمانہ سے آگاہ شاگردی غلام ہمدانی مصحفی سے دل شاد آتش سخن گرم ہے جس سے مخالف سمندر کا ہم بزم ہے مرد لطیفہ گو علم مجلسی مین معقول گفتگو باوجود پیرانہ سری مضمون جوانانہ شمع سخن کی لو پر مرغ طبع پروانہ

ناتوانی سے اوٹھا جبکہ نہ بار دامن ۔ آستین بکرنے لگی ہات مین کار دامن
سیل گریہ مین نہ ہم تابہ کمر ڈوب گئے ۔ یہان تلک روئی کہ پہلو کے گہر ڈوب گئے

گرفتار تخلص مرزا سنگی بیگ نام شاہ حاتم کے شاگرد دہلی مسکن انکا آزاد طبع گرفتار شاہدان غمزہ انگیز سخن ترتیب سخن مین یہ قید ہے کہ مرغ دل نخچیر دام الفت مین صید ہے

درد ہووے تو کچہ دوا کیجے ۔ دل ہی بے چین ہو تو کیا کیجے

گریان تخلص میر محمدی نام لکہنؤ کے ساکن گہے گریان گہے خندان بعشوق تن چشم دوات مین چھپایا اندھیر سینہ تختی سے دلون کا پہیر ہے جو اشک ہے ساون کی جھڑی ہے جو آہ ہے برق کی روشنی وہ پہول جھڑی ہے مضمون فکر ایسا جسکا ذکر الیا

مجہے جب دیکہنا تب بات سی کچہ اچھپا لیتا ۔ نکالا طور اوسنے یہ عجب صاحب سلامت کا

گستاخ تخلص مرزا علی نام لکہنؤی طبع انکی محجوبہ سخن سے گستاخ گل مضمون شگفتہ شاخ در شاخ ✣

جی لگایا تہا سمجہ ہووے گی فرحت حاصل ۔ یہ نہ جانا تہا کہ آوے گی قیامت لازم

کالو تخلص سید کالو نام از قدر بیان مختصر شعر اسخن اسطرح بیان کیا

سدا فقیرون کی گر تم سنو تو کیا ہوگا ۔ ذرا اید ہر بہی نظر پہینکنا بہلا ہوگا

کلیم تخلص شیخ کلیم اللہ نام از سلسلہ سرکوٹ متعلقہ نگینہ مضافات مرادآباد کلیم طبع طور کا نخل پیہ شوق دیدار شاہد مضمون سے دل شاد کلیم کے شوق

دیدار مین یہ تکرار یار کی رازداری مین جلوہ کی گفتار

جلوۂ طور رخ یار سے پیدا ہووے	تجلی اعجاز تکلم سے مسیحا ہووے

کلیم تخلص میر محمد حسین نام صاحب گلشن بیخار بڑے عیب جو خدا محفوظ رکھے ایسے شخص سے بچے کبھی گفتگو کاتب کے کلام مین جب نقص نپایا تو ایک نیا شعبدہ کا لبات آیا انکی عیب جوئی ظاہر ہے کیونکہ اس طرفہ علت سے باہر نعوذ باللہ عیب گوئی کسکے لیے غیب دان بنے فقیر کی تصدیق کلام کے واسطے انکی فقرہ ہمزبان بنے سه دانم کہ بپارسی زبان نازش درست وفکرتش صائب نباشد گفتہ اند کہ ترجمہ فصوص الحکم حضرت شیخ محی الدین عربی نور اللہ مضجعہ در ریختہ کردہ است ہذا لک الکلام دیوان و مثنوی ہا ازو یادگار ست ملاحظہ آن درست نیم ہذا درین اشعار از سفائن و تذکرہ ہا انتخاب ثبت افتاد الخ بیان انصاف کا مقام ہے مضمون سے کلام ہے فکرتش صائب نباشد کلمہ مجہول واقعی تیری تقریر معقول ہوئی الیہ ولی نہین جو کرامات سے جانا ہمنے انکا جھوٹ انکی ہر بات سے جانا انکو ہر کس و ناکس سے بغض و حسد ہے یہ عادت بہت ناقص و بد ہے ہوئی طبع خدایان مضمون سے کلیم سے معجزہ عصاے قلم سے دل عدوے سامری فن دو نیم ہے رب ارنی سے نور تجلی ہے کلیم بے ہوش طور سر یہ تجلی ہے صفحہ کاغذ رشک ید بیضا سیاہی مین روشنائی وادی ایمن ہویدا

چھپا ہے آ کے مری چشم تر آب مین دریا	کسی نے دیکھا ہو اتنا حباب مین دریا
ہو گیا حشر کبھی دوزخ و جنت کو خلق	رہ گیا مین تیرے کوچہ مین گرفتار جنون
درازی شب ہجران زلف یار کلیم	مجھی سے پوچھ کہ کاٹی ہے رات آنکھون مین

کمال تخلص شاہ کمال الدین نام تھا وانکی مانک پور آبا و اجداد انکے ذوی الاقتدار تھے یہ ترک دنیا کرکے فقیر مشہور اور رونق افروز لکھنؤ ہو کر فکر جرأت سے فیض جو ہو کر بس صاحب کمال نے شاہد فکر کا جمال دکھایا

جملہ کاغذمین صورتون کو اپنا حال دکھایا +

روز دکھلایا تماشا مجکو وحشت نے کمال ۔ ہین تماشائی تھا جسکا وہ تماشائی ہوا
یہ بھی کچھ بیٹھنے کا بزم مین اسلوب ہے واہ ۔ جون جون ہم آگے بڑھین آپ سرکتے جاوین

گمان تخلص لا اعلم شاگرد فغان اُنکے کلام پر یقین ہے نہ کہ گمان کمر شاہد مضمون پر دست گمان ہے پر بال برابر ہاتھ آنا کیا امکان ہے +

واسطے جسکے سبھی مجکو برا کہتے ہین ۔ وہ جو سنتا ہے تو کہتا ہے بھلا کہتے ہین

گنا بیگم از خاندان عصمت قباب نواب عماد الملک غازی الدین خان دختر علی قلی خان نظام تخلص مخفی نرہے کہ رخ کلام پوشیدہ انکا حجاب طبع سے برقع کاغذ مین عیان +

مقابل ہو اگر لب کی تری مصری چبا جاوے ۔ تری آنکھون سے ہم چشمی کرے بادام کھا جاوے
جسطرح لگی دل کو میرے چاہ کسی کی ۔ اسطرح نہ لگیو میرے اللہ کسی کی
جھوٹ کہتا ہے تو قاصد یہ زبانی پیغام ۔ مجکو باور نہین جب تک نشانی آوے

کوچک تخلص شاہزادہ مرزا وجیہ الدین نام مرحوم ہنگام رونق افروزی سمت مغرب خورشید روح بزوال مغرب معدوم ہرچند تخلص کوچک مگر فکر شعر مین زیرک

یہان تلک پانون مین پھپولے ہین ۔ کہ قدم پھر چلا نہین جاتا

کوثر تخلص مہدی علیخان نام ساغر مراد ساقی میخانہ سخن شیخ امام بخش ناسخ نے بھرا ہے ساغر فکر نے چھلکانہ کاغذ مین آکر ہے مضمون کو جام دلمین بھر کر دہرا کیا گویائی ہے جسکی یون شنوائی ہے

خوابمین شب اوسنے ہی ذی شکل دکھلائی ہمین ۔ جاگ او بخت خوابیدہ جو نیند آئی ہمین
دل پھٹ گیا کدورت طبع نگار سے ۔ حیرت کی جا ہے آئینہ ٹوٹا غبار سے
ہون وہ بلبل کہ یہ تھا شوق اسیری بعد مرگ ۔ پر بھی اوڑکر میرے صیاد کے گھر تک پہنچے

گویا تخلص شیخ ہدایت اللہ نام وطن فرخ آباد باقی حال گویا خواب گذشت

الا سخن سے دل شاد

جس کلام سخن سے کہئے تقریر بول اوٹھے | ہے ہم مین وہ کمال کہ تصویر بول اٹھے

گویا تخلص حسام الدولہ نواب فقیر محمد خان نام لکھنؤ مین امیر نامدار دیار کاغذ مین مضمون سخن سامعین ذی ہوش کے روبرو ذوالاقتدار دیوان ذہیم جمع کیا اسی ذریعہ سے دل کا نجار رفع کیا عاصی نے دیوان بکرر دیکھا بلکہ بخوبی دل بعد دیکھا کلام معجزنما ہے جس کے روبرو گنگ گویا ہے

پڑ گیا ہے عکس او گلرو جو تیری گال کا | ماہ کامل بن گیا ہے چاند تیری ڈہال کا
پانؤن پڑ لی ٹھوکرین کھائی گئی ہے اپنی عمر | نقش پا نے یار نامہ ہے میرے اعمال کا
بوقت ذبح منہ کو پھیر کر تکبیر کہتا ہے | عدو قاتل ہے کیا اللہ اکبر اپنی بسمل کا
ہوا پر بھی ہے فکر زینت معشوق عاشق کو | حنائی ہو گیا خونسے ہمارے ہاتھ قاتل کا
دلکو کس گل کا عرق آلودہ گال آیا ہے یاد | عطر دان کا منہ بنا ہے منہ ہر اک ناسور کا
اوس کمر پر موا ہون مین گویا | بے نشان حیا ہے مزار میرا
کرینگے کیا یہ دعوے خدائی | بتون نے منہ کو بنوایا تو ہوتا
چشم بیمار نے ہمین مارا + | مردم آزار نے ہمین مارا
تیر سی لگ گئی ہنسی دل پر + | لب سوفار نے ہمین مارا +
یہ ہمین ہین نقد جان ہین اپنی یوسف کیلیے | کوڑی کوڑی کو گل بکین لیتی نہ آکی عندلیب
منور ہو گئی میری لحد کس مہ کی پرتو سے | چڑہائی چادر مہتاب کس نے میری مدفن پر
گر ہم قفس سے جا نہ سکے بوستان تلک | اوڑ اوڑ کی رنگ چہرہ گیا ہے وہان تلک
جنون پڑہین ترے نازک فراق پر پتھر | جو پھول پھینکین ہین لڑکی تو سنگسار ہوئین
نظارۂ رخ ساقی سے مجکو مستی ہے | یہ آفتاب پرستی سے مے پرستی ہے
بس ایک رات کا مہمان چراغ ہستی ہے | سرہانے روئیگی اب شمع گور ہنستی ہے
یہ بے ثباتی بہار ریاض ہستی ہے | کلی جو چٹکی تو ہستی پہ اپنی ہنستی ہے

کمتر تخلص کمتر شاہ نام متقدمین شاعر علم شعر سے بہر کیف ماہر گدا ہو مگن

ہر ہر محلہ کاغذ مین سائل سامعین کی صورتین شاہد سخن پہ مائل ✣

خریدار ہمہ ہو تو کیا پوچھتے ہو ✣ | مین دل بیچتا ہون مین جان بیچتا ہون
سکا نام ہوا اوسکے وان مین تو کمتر | رہا کیا ہے اب آکے یان بیچتا ہون

کافی تخلص مولوی کفایت علی صاحب نام مؤلف شمائل ترمذی (منظوم) صاحب علم بے بدل قابل و دانائے دقائق احادیث و آیات قابل فضیلت نفی و اثبات کی کیا بات ہے صرف و نحو مین بہر نحو صرف اوقات نظم کیا خوب ہے ہر شائق کو مرغوب ہے سامعین کو کافی ہے ناظرین کو وافی ہے ✣

شمع ہین گور ہین قبا ست ہین | ہر جگہ یار غمگسار درود ✣
عکس روئے مصطفائی سے ہوا آراستہ | باغ رضوان قصر جنت حمد و ثنا ہے جو عزیز
یا الٰہی بطفیل شرف ختم رسل | عمل خیر کی توفیق ہو دینداروں کو
ہین کہان وہ منکران الفت خیر البشر | بے تمیزوں کو ذرا مجھ تک تو لانا چاہیے
مشکل ابر الکافی ہے مجبور دکھا عالم سے | سیان کی وہ ان کی ادہر روئی اودہر روئے
دیکھے جلوۂ دیدار کو آتے جاتے | گل نظارہ کو آنکھون سے اوٹھائی جاتے
پائے اقدس سے اوٹھاتی نہ کبھی ہم سر کو | روکنے والے اگر لاکھ ہٹائے جاتے
قدم پاک کی گر خاک ہی ہاتھ آجاتی | چشم مشتاق مین بھر بھر کی لگائی جاتے
دشت یثرب مین تری ناقہ کی پیچھے پیچھے | دیکھیان جیب و گریبان کی اوڑائی جاتے
کافی کشتۂ دیدار کو زندہ کر دے ✣ | لب اعجاز اگر آپ ہلائے جاتے

کوکب تخلص راے بکندرا جی نام حیدرآبادی ثوابت و سیارۂ مضمون بحر فروغ بخشی طبع سیان فیض صاحب سے فلک کاغذ پر مانند کوکب درّیا اور نجم ثاقب درخشان کواکب مضامین کی چمک جس سے چشم عدو جا پہ جھپک

روشن ہین داغ دل بھری سینہ پہ چرخ کی | کوکب کو صبح کب تری اختر سے ہے غرض

حرف اللام

لطیف تخلص میر شمس الدین ساکن نیدر صورت طبع لطیف قیام ندیر لکھنو

ماہر تخلص فخر الدین خان نام اسکے ادیب سجدہ گاہ شعرا لکھنو کا رہنما بصد شوق اتم اختیار کیا دقائق سخن سے ماہر قابلیت بیان سے ظاہر ٭

پائی ابھی نہ فرصت بھی کہ او جھکر پانکلتا | ہوا تیر نگہہ یون آہ دلمین کارگر کس کا

مبتلا تخلص مرزا کاظم علی نام مخاطب بمردان علی خان مولد و منشا لکھنو اصل مشہد مقدس دیوان فارسی بھی آمادہ کیا مزاج فکر بعتبان اردو بھی مبتلا ہوا اونھون نے کہا اور قلم نے لکھا

شیشۂ دل ٹیک دیا تو نے ٭ | سنگ دل آہ کیا کیا تو نے ٭

مبتلا تخلص لا اعلم بندہ از بس مبتلاے تلاش اسم مبتلا ہر چند تجسس و تلاش مین رہا مطلب نہ نکلا معشوق سخن انکا دل مبتلا ہے جب ایسا عاشقانہ مضمون لکھا ہے

وہ تیری سایۂ دیوار مین پائی راحت | چاندنی رات کو ہم رشک قمر بھول گئے

مجذوب تخلص مرزا غلام حیدر بیگ نام شاہجہان آباد خاص اسکے سکو کا مقام سجدہ گاہ شعرا اسنے بجاے نور چشم آنکھون مین جا دی شوق شاہد مضمون کے رہنے کو دل مین جگہہ بنا دی مجذوب مزاج کی یہ شغل سخن جو سلوک مین آسکے تو ایسا چلن مجذوب طبع لستر کا نہ مین جڑا رہتا ہے عقیدت مندان معانی کو پکارتا ہے ٭

عداوت ہو نہ ہوگا کیا اگر ہووی تو مین جانون | بھلا تم زہر دیکھو اثر ہووی تو مین جانون
تمہارا ہمسے جو عہد وفا تھا اوسکو تم جانو | سیر ہی ہیجان مین کچھ فرق دگر ہووی تو مین جانون
طوبی کے نیچے بیٹھکر رونگا زار زار | جنت مین تیری سایۂ دیوار کے تلے

مجنون تخلص لا اعلم تاثیر تخلص یہ دیکھیے کہ لیلاے اسم سے وصال نہوا بجز اسکے کہ زمانہ قریب سے انکو ایسا وعدہ شرف اسلام سے مشرف ہوئے معلوم اور حال نہوا مرشد شعر آسے تعلیم سخن اختیار کی لباس برہنگی سے آراستہ ہوکر آوارگی مجنون بیقرار کی عشق شاہد سخن نے عقل مجنون بنایا

دیوانے ہین جنہون نے مجنون نجدی تبایا مجنون کلام کو اشتیاق لیلاے سخن سے نجد کا غذ مین یون فقرہ زن ہے

جس سے جی چاہے ملو تم کسی سے پوچھو | مجھ سے کیا پوچھتے ہو اپنے ہی جی سے پوچھو

مجنون تخلص لا اعلم آدمی کا فعل نیک ہو خواہ بد وہ توطشت تامی ہو جاتا ہے لیکن یہ مجنون لیلاے پردہ نشین سخن کے ہین کہ فیض عشق اوسکے سے نام چال بھی مخفی نظر آتا ہے قیس سخن سودا سے لیلاے مضمون ہے اسی فراقین دوسے وحشت وجنون سے صریحا ہوہین نجد کاغذ مین مجنون کی آہ کی صدا ہے لفظ ہین یا نقش کف پاے لیلا ہے

دن مین سو سو بار وہ سر پر رو چڑھا تا ہے مجھے | اسمین سودا ئی کہے یا کوئی دیوانہ مجھے

مجرم تخلص میر فصیح علی نام کیمیا کا شوق وطن شاہجہان اباد سخن منظوم سے انکو ذوق ہوس طبع کی صنعت سے مضمون کا مار اسکا ہے بے جرمی کے مجرم ہین دیدار شاہد سخن کا چسکا ہے ہوس معانی ہر رنگ طلا ہے ہوس کا دل جسم مبتلا ہے

اپنی خواہش پوچھتے ہو تو یہی چاہے ہے دل | سامنے صورت تمہاری دیکھیے

مجرم تخلص میان رحمت اللہ نام ساکن قدیم دلی ابتدا مین دنیا داری اور پیشہ کفدلہ کشتی کو ذریعہ احتیاج مقرر کرکے بسر کرتے تھے چشم دل سے غرور کی لذت دنیا پر پشت پا مارکے دنیا و سے درویشی اختیار کی استفادہ سخن میر محمدی بیدار صاحب مغفور سے یاد ہے ناظران گلستان سخن فرمائینگے کہ اسکے شوخی کو کیا کچھ حسد ہے مگر جسوقت سامنے عبارت گلشن بیخار ہوگا تمیز خوب و زشت ہو جائیگی اعتراض نیک ہے یا بد ہے اب دیکھیے صاحب گلشن بیخار کی انکے حق مین عبارت ہے جسکی راقم کو ہر ایک سخن فہم سے شکایت ہے

مجرم تخلص رحمت اللہ در اکبر آباد بحرفہ کشتی معاش می کرد از مدت ازان شغل درگذشتہ ولباس فقیرانہ در برکردہ فیض صحبت میر محمدی بیدار

عقل انکی مکتب اکتساب کا طفل دبستان ہر طبع مخزون مزاج ہوش سے تہی
اسیر بھی ہر شکل صفت دایرہ تحریر سے خارج شکل شناخت سخن تختۂ کاغذ پہ
اس صورت سے کھینچ کر شمائل کو بتاتے ہین احکام مزاج

نہ لوٹا سر سے نہ پیغام زبانی آیا	حیف مخزون تجھے یاران وطن بھول گئے

مخزون تخلص عالم شاہ نام مشایخین گڑھ مکتیسر سے ہین اب دیکھو
صاحب گلشن بیخار کو کہ اپنی کچھ غلطی کا ہوش نہین اور دوسرے
کی سہو کو اتنا افشا کیا یہ بات بہت نامناسب الشی جو غلطیان سرزد ہوئین
وہ موقع پر بتائی گئین اور آیندہ نشان دیا جاوے گا کیا اپنے عیب سخن پر
گوش نہین انہون نے خدا بخش مسیح مرحوم کے باب مین نغمہ خارج
از آہنگ سر کیا خدا جانے کیا خیال کیا یا دی شعرا کے مقدمہ مین جو کچھ
خرافات بکا انکا وہ حال کیا یہ تو وہ مثل ہے واقعی برمحل ہے مخدوم
میان مصحفی صاحب کو نام رکھتے ہین اونکا پردا کرکے دوسرے کو برا کہنے
سے کام رکھتے ہین اونکی یہ عبارت ہے جس سے باطن کی تقریر کی ظاہر صحت ہو سو
مخزون تخلص عالم شاہ از شایخ زادگان گدہ مکتیسر است و مصحفی کہ او را از
امروہہ دانستہ از راہ بی تحقیقی بر کران افتادہ و درین جا بحکم اہل البیت
ادری بما فی البیت سخن شرف الدین سرور مقبول است کہ وے را
از خویشان ست و قیام مخزون در امروہہ مصحفی را اشتباہ خطا گشتہ بہر حال
این اشعار او راست الخ بیان یہ میان مصحفی صاحب کی غلطی کو خدا
واقف ہے یا غلط غلط بیان کرتے ہین اور اپنی بدگوئیان عیب جوئیان
غلطیان جو ہر ایک صاحب کی نسبت از راہ کین کین اونکو ہنر گمان
کرتے ہین چونکہ اشعار الیہ کے کلام مین ہر کسی کے واسطے خورد بینی سی سبب
مدت فکر تنگ سعار سینہ سخن ناصبر دہ بحر باطن لب کن ضبط نفس سخن
گوکہ کلام مخزون سے لیکن سامع اوس پر شفتون سے نگاہ محبوبہ سخن مخزون

محب تخلص شیخ ولی اللہ نام دہلی وطن اور لکھنؤ مین انتقال کیا سجدہ گاہ شعرا کی استمداد سے معشوقہ سخن سے حاصل وصال کیا ملازم حضور مرزا سلیمان شکوہ مرحوم غرض اونکے اشعار صفحۂ قرطاس پر بصد زیب و زینت مرقوم محب سخن ہین شعر اسکے ہمقفن ہین

اس سے نہ لائق اشک کب چھوڑی ہے خاک آبی جواب | جتنے خط بھیجو نچا کے میری نامہ بر بھیجے ہوئے
نم ہین مژگان اشک سے تجھ تک نہین جاتی نگاہ | مانع پرواز ہین طائر کو پر بھیگے ہوئے

محبت تخلص میر بہادر علی نام قانون سخنوری ثناء اللہ خان فراق سے پڑہا انکے شاعر طبع کو شوق سخن ہمیشہ بڑہا شاہد سخن سے محبت ہے عاشقان پاک طینت سے محبت ہے صفحہ کاغذ میدان محبت زبان خامہ پر بیان محبت

اگر حنا تیری ہاتھون سے خون بہا دل کا | تو لونگا دست نگارین سے خون بہا دلکا

محبت تخلص نواب محبت خان نام خلف الصدق حافظ الملک نواب حافظ رحمت خان بلند مقام انکا آوازہ نام آوری ہنگامۂ عدل گستری سے

مانع انکشاف حال نہین | اسمین کچھ حرف قیل وقال نہین

صاحب دانش و بینش فکر فارسی مین ہے شوق سا اور ہندی مین طبع ذکا محبت الفت ہے الفت سے محبت ہے کلام محبت آمیز سخن نہایت دل آویز

گالی کا انتظار تو حد سے گذر چکا | سنہ کو کہان تلک تیری دیکھا کرے کوئی

محنت تخلص مرزا حسین علی نام اصل انکی شاہجہان آباد آیا نخل عمر گلشن لکھنؤ مین گلستان عدم سے باغ وجود مین بر آیا طبیعت ذکا کی محنت و جرأت ہے کہ جرأت سے سخن کی مصلحت ہے کیا روشن سخن ہے کیا تحریر کا چلن ہے +

آمد نہ فصل گل کی نسیم سحر سنا | مرجائین گا قفس مین ایسی خبر سنا
کیا حرف یارب اوسکے دہن سے نکل گیا | سنتے ہی جسکے جی میرا تن سے نکل گیا
مجنون کی آنکھ غش سے کھلی جب خبر اٹھی | ناقہ جب آکے نجد کے بن سے نکل گیا
محنت جو خط تراشی کی اوس شعلہ رو نے تو | صد شکر ہے کہ چاند گہن سے نکل گیا

مصطفیٰ خان یکرنگ تخلص شاید مضمون ہین الفت بعبت سخن پر سبقت ہین
صفحہ کاغذ میدان محبت ہی عاشقان عشق دوست سی الفت ہی

مین تو بندہ ہون تری جور و جفا کا لیکن ۔۔۔ سخت دہر کا ہے مجھے اس دل سودائی کا

مخلص تخلص مخلص علی خان نام مرشد آبادی صاحب گلشن بیخار اپنی
بدگوئی کے عادی انکی عبارت کا یہ فقرہ انکی نسبت ہے جسکی ایسی حقیقت ہی
مخلص تخلص مخلص علی خان از ریش سفید کردگان مرشد آباد است
اور است یہ لفظ کیسا نا ملائم ہے ایسا کلمہ کلام کیا لازم ہے انکو ہرگز کسی
لائق ہے ایسی بات کا مآل بد ہے بندہ مخلص ہے نہ دشمن شاکی ہے اور ہمیشہ
مگر صاحب گلشن بیخار ہر شخص کو سمجھے ذلیل و حقیر ہین جنکا سر دسوے ہین
سفید ہو وہ انکے اوستاد و مشیر ہین سخت بات کہ بیٹھنا انکی نزدیک نرم ہے
دور ہین جواب دیتے ہیں مین مجھو یہ بات کی بات کرافات ہی اس لائق شرم ہے
کلام پیر چال ہے جسکا تحریر احوال ہے

کوئی اپنے اسیر دستے تغافل یہی کرتا ہی ۔۔۔ قفس مین مرگئے ہم یہ خبر صیاد کو پہونچی

مدحت تخلص لا اعلم بلدہ لکھنو مقام سکونت انکے مدحت مین اوستاد
انکے جعفر علی حسرت جیسے گفتگو ہے آنکھونکی روبرو ہی

لیگئی سحر تری گور مین یار آخرکار ۔۔۔ روز فرقت نے دکھائی شب تار آخرکار

مدہوش تخلص لا اعلم بادہ تخلص نے ایسا مدہوش کیا کہ اسم و رسم
سے اس دور مین بے کیف رہا جام طبع مین صہبائے سخن ہے تو اتر دوست
انجمن ہے جب ہوش آیا سخن تا گوش آیا *

میرا جس ناز سے تو نے لیا دل ۔۔۔ خدا جانے ہے اسکو یا میرا دل

مرزا تخلص آغا مرزا نام مرزا انکی مازندران ہے پیچ لکھنؤ کے تولد ہوے
خلف الصدق مرزا محمد اسمعیل سوداگری پیشہ شاگرد مرشد قلی خان
سنہ ۱۲۵۰ ہجری مین تقریباً وارد حیدرآباد ہوسکے تا قیام

مدام مشاعرہ مہاراجہ صاحب تشریف لاکر کلام طرح اور طبع زاد سامعین کے روبرو
پڑھا فکر انکی بطرز استاد مرد شائستہ ذی استعداد ایا فہیم سخن شناس
حلیم الطبع سلیم النفس عاصی کے حال پر کمال عنایت فرماتے گاہ گاہ غریب خانہ پر
بھی تشریف لاتے ۱۲۵۶ھ ہجری مین انتقال کیا مرض اجل نے نہال عمر
پامال کیا صاحب گلشن بیخار نے ایسے مہذب شخص کے دو شعر کمقدر تحریر کیے
سامعین کے مزاج دلگیر کیے کیا یہ نزاکت اور صاحب جو کمیاب ہین گرچہ ہی ہوئی
شاعرہ اور سنے بھی کمقدر رہین جو صاحب گلشن بیخار کے دل مین انکی طرف سے ناحق
کدر ہے اول کلام پائدار دوم مدعا طول لفظون مین اختصار اگرچہ یہ تقریر شیرین
تلخ معلوم ہوگی حقیقتاً شکل نبات مسموم ہوگی قبل اس سے بھی تشریف لاتے تھے
جلوہ ہاے شاہد مضمون دکھاتے تھے بہرحال ایسا فرمایا جو عاصی نے سنایا

کھلا یہ جام حباب سے اب پیا کرے ہے شراب دریا — دیوان نہین ہے گزک کی خاطر کرے ہے ماہی کباب دریا
شراب سرخ مین پانی ملا کے پی ٹھنڈا — کہا اصطلاحاً اسیکو شراب نیم برشت
نہ سمجھو خام کہ مرزا بڑا ابل جلے تن سے — لکھے گا اور غزل در جواب نیم برشت
اپنا گھر چھوڑ کے مرزا کوئی کیا جاے کہین — جسکے گھر آئے وہی اوسکی بلا جاے کہین
آزر نے جب تراشے گئے سل تراش کے — کوئی ہوا نہ اوسکے مقابل تراش کے
بہانے تانکوئی کہ یہ کسکی لاش ہے — سر تن سے لے گیا میرا قاتل تراش کے
نقش ہے جسکی شکل یہ عالم وہ صنم کی صورت ہے — پتھر مین کیا لعل لگے ہین یہ بھی خدا کی قدرت ہے
ایک ہی مشت خاک لبنان و مرزا لمہ طرح کی صورت ہے — چشم تماشا وا کر دیکھو صد ہا کیا کثرت ہے
لاتین بھی کھاوینگے مرزا گھر پہ نہین ہے ہمکو شرم — یار کے زانو پہ لیکن ہات پھر سے جا ٹکینگے

مرزا تخلص مرزا بفنا نام مشہور ریختہ تو خوب فرماتے ہین فارسی سے بھی دل مسرور
اب ارد و یہ دو و بدو یہ

خالی اودھر سے نہین ہے کعبۂ و دیر — کون سے سنگ مین شرار نہین

مرزا تخلص ہدایت اللہ نام علم موسیقی سے آگاہ شہر دہلی انحضرت کے آرام گاہ

نی خامہ طبع کا یہ ترانہ ہے گلو سے خوش شاعر فکر کا نالہ عاشقانہ ہے

دل ہاتھ سے اشک آنکھ سے جی تن سے چلا جائے ‎ ‎ ای وائے مصیبت کوئی کس کس کو سنبھالے

مرزا تخلص لا اعلم خواہرزادہ حکیم مرزا محمد خان ادب یافتہ رستم بیگ سخن سے پہلو
کیا تفہیم ہے کیسی تفہیم ہے

اگر زلف دراز یار میں ہے صدگرہ مرزا ‎ ‎ دل صدچاک یہ ہم بھی بسان شانہ رکھتے ہیں

مروت تخلص صغیر علی نام وطن سنبھل جرأت جیسے طباع و سخن گو قدر شناس انکے استاد اول دیدۂ شاہد معانی ہیں دیکھیے دیکھیے مروت ہے شاہد سخن سے الفت ہے معشوق فکر سے محبت ہے

غیروں پہ دیکھ دیکھ کرم اوس نگار کا ‎ ‎ چین بر جبین ہے نقش ہمارے مزار کا

مفتون تخلص مرزا علی نام مسکن اول مشہد مقدس مولد دہلی سیر دکن مقام منزل مقصود کو لے اوڑے ابس طبع اونکی سخن سے مرہون ہوش حدیثا سے ممنون سامع جنکا منشور نظم سے دل مسرور

ہر آرزوی دل کا حرمان نے خون کیا ‎ ‎ گردن پہ یاس کے ہے خون اپنی آرزو کا

مزمل تخلص مزمل شاہ فقیر طبع کا یہ سوال دل آگاہ + + + +

ہین نہ کہتا تھا کہ مزمل وسے نہ مل ‎ ‎ نقد ایسا رائگان کھونا نہیں

منور تخلص شیخ پیر بخش نام کاکوروی از حاشیہ بوستان بساط مرزا سلیمان شکوہ بہادر مرحوم منزل سخن کا حمائل طبع غلام ہمدانی مصحفی سے دور بدور درست کیا اور مفہوم ہنگام جلوہ افروزی مرزا سلیمان شکوہ بہادر لکھنؤ میں مدام شریک مشاعرہ مہاراجہ صاحب بہادر ہوتے طبع نہایت موزون درستی سخن بہت درست بندہ پر نوازش کمال فرماتے دل محزون کا داغ غم آپ کلام تازہ سے اسیطرح مسرور ہو کر دھوتے

گو اولٹیاں آنکھوں سے پلکیں شب ہجراں ‎ ‎ کیا نشتر فصاد رگ جان کی تلی ہے
ہر نالہ کی رخصت دل نالاں کو نہ دو ہیں ‎ ‎ ہر ایک کی انگشت جو دندان کی تلی ہے

شبنم عرق آلودہ ہی یہ سیم تنون کے
یا نہر ہین جاہ زنخدان کی تلی ہے

کہتے ہین در گوش ترا دیکہہ نجومی
یہ زہرہ ستارہ مہ تابان کی تلی ہے

نشتر سا کھٹکتا ہے رگ جان مین شاید
پیکان کوئی اور بھی پیکان کی تلی ہے

کہتے ہی یہ ہر وقت مجھے آبلہ پا سے
آگے کو قدم دشت مغیلان نہ اوٹھئے

اوس مہر کو دیکہہ اشک ہمارے نکل آئے
تو پھر ہوا ون کو ستارے نکل آئے

مسرور تخلص مرزا سنگی نام دہلی کے ساکن مشہور میر عزت اللہ عشق کے شاگرد ہیں نہایت مسرور انکا بھی کلام سنا ضرور ہے جسنے طبع محزون کو بہر نمط سرور ہے ایسا فرمایا یون لکھنے مین آیا

سدا اوس چشم میگون سی یہ دل استلہ رکھتے ہین
صراحی کی ہوس نہ خواہش پیمانہ رکھتے ہین

مسرور تخلص شرف الدین احمد نام صاحب سخن میرٹھہ سکونت کا مقام شاعر طبع رسا ہے یون قلم بند ہے جس سی سامعین کا جی خورسند ہے

ہے غیر کے گھر وہ شمع محفل
دن رات مجھے یہی جلن ہے

مسکین تخلص سید عبد الواحد نام سخن مسکین شاعر طبع نہایت غریب و مسکین صفحہ کاغذ پر روان قلم ہے کلام مسکین یون رقم ہے

کیون نہ اوٹھنا بیٹھنا مشکل ہوا ہی مجکو کا
جسکو از خود رفتگی ہو ایک سفر ہے دور کا

مسرت تخلص شیخ وزیر علی نام فکر سخن مین حکیم عزت اللہ عشق سے مسرت اندوز وطن انکا دہلی عرصہ قریب تک دکن مین زمرہ شعرا سے دیوان چند و لعل سے گنے جاتے ہین یہ سخن آموز کلام سے خوشی حاصل صفحہ کاغذ مین یون داخل

اگرچہ روئے لہو مین نہیں
نہ رکھا دیدہ خون بار پر ہات

مستمند تخلص یار علی خان نام عظیم آبادی شاگرد مرزا بچھو متخلص بہ فدوی سخن سے مستمند ہین ولیکن خورسند ہین ایسا کلام جسکا یہ انتظام

شب تک وصل کے ہے یار امید
ہے مثل ایکدم ہزار امید

مسیح تخلص میان براتی نام تجار وطن اصلی کشمیر کلیم طور سخندانی اسطرح

مضمون طبع فقط صفحۂ کاغذ پر ہے تمام عالم مین شتہر ہے

خوشی سے کیون نہ اے مشہور ہغلین بجائین ہم | ملے گا یار ہمسے آج پھر بازو پھڑکتے ہین

مصدر تخلص میر ماشاء اللہ خان نام والد میر انشاء اللہ خان علم طب مین اوستاد اور کبھی افکارات کو ماضی کرکے فی الحال مصدر ایجاد نفی مضمون کا قواعد طبع سے اثبات بیان کیے مستقبل کی نکات ماشاء اللہ طبیعت چالاک ہے شاہد

مضمون صحن کاغذ مین بیباک ہے

کافر ہو سوا تیرے کرے چاہ کسی کی | صورت نہ دکھاوے تجھے اللہ کسی کی

مصحفی تخلص شاعر عزہ اوستاد ذوی الاحترام اوستاد مسلم الثبوت علم ہمہ دانی مین غلام ہمدانی نام ابتدا کی انکی قصبہ امروہہ مضافات مرادآباد شباب مین تشریف لائے شاہجہان آباد خجستہ بنیاد بعد چندے مشتاق شہر لکھنؤ ہوئے مردمِ سن شروع انکا انجام عبد سجدہ گاہ شعرا کے دن انشا و جرأت کے ساتھ ہم نشین وہم جلیس وہم زبان وہم ردیف سنا ہے کہ فی الحقیقت چھ دیوان زبان اردو مین اور دو تذکرے اور ایک دیوان فارسی معہ تذکرہ انکی تصنیف و تالیف بہت ملک اسکے سخن سے آباد ہین اکثر شاگردون کو اوستاد ہین سیاران گلستان سخن جو منصف مزاج ہین غالبا احقر سے راضی ہونگے اور اس معرکہ مین یقینا قاضی ہون گے یہ شخص اتنے بڑے اوستاد ہین جنکے تعلیم یافتہ خواجہ حیدر علی آتش اور مرزا حیدر علی گرم شیخ پیر بخش سرور اور طالب علی خان عیشی مرزا تقی ہوس وغیرہ شاعر مشہور انکی نسبت صاحب گلشن بیخار نقش مدعا بھرتے ہین اور کس کس طرحکے طمع کی افترا پردازیان کرتے ہین کہ صفت کے ساتھ اہانت بھی برابر ہے اسواسطے اس کتاب مین انکی عبارت بھی اکثر ہے اسکے باب مین ترقیم ہے جس سے سامع کا دل ودیعہ کر مصحفی تخلص غلام ہمدانی اصلش از قصبہ امروہہ منضمات مرادآباد در عنفوان جوانی بہ جہان آباد آمدہ طرح اقامت افگندہ آخرہا بہ لکھنؤ رفتہ وتا نفس

آخر عمد رانجا قرار گرفتہ وفاتش را امروز دہ سال گذشتہ عمر بسیار یافتہ ابتدا لیش انتہا ہر دو رہ سود ابعد با جرات وانشا مشاعرات و مطارحات کردہ است ششش دیوان ریختہ ودو تذکرہ تمام کردہ ودیوانے در فارسی و تذکرہ ہم دارد وقوت مشق او ازانجا توان دریافت در بلاد شرقی لبسیار مسلم و باستاد علم بودہ واکثر سخنوران آن بلاد اکتساب فن ازو کردہ اند ہر چند بمقتضای شیوۂ بسیار گویان اکثر کلامش پر کم پایہ واز لطافت خالیست اما گزیدۂ اشعار او در نہایت رتبت والا مرتبت عالیست چنانچہ ازین ابیات کہ از دواوین وے گزیدہ آمد پیدا است اور راستی یہ ہے بیان نقش فقرا ستےظاہر صاف ہے انکے عیب جو ئی مثل آئینہ شفاف ہے کیسے فقرے چلتے ہین وقت مقابلہ حسرت سے ہاتھ ملتے ہین ایسے ایسے اوستادونکو عیب لگایا جب انچے اوستاد اور اپنے میان برا کہوایا انکی عیب گوئی معروف ہے ماضی کے عرض کرنے پر کیا موقوف ہے میان مصحفی صاحب اوستاد ہین اوستادی کے کیا قابل ہین جو صاحب ایسون سے ترک ادب کرین وہ خود جاہل ہین مصحف کلام انپہ صفت ہر مسلمان مذہب شعر کی بکف ہے گویا دولہا دولہن جے روبرو آرسی مصحف ہے کیا لہجہ ہے کیا زبان ہے کیا مضمون ہے کیا بیان ہے شاہد مضمون کے جلوہ جمال سے صفحۂ کاغذ غیرت برق ہے نہین نہین برق جو حسن کی چمک دیکھے تو حیرت کے دریا مین غرق از پا تا فرق ہے انکے آفتاب سخن کی تابش سے مشرق مطلع خورشید ہے کاغذ کا صفحہ رشک چہرۂ نور صبح عید ہے سحر برا رشا ہے جو زبان قلم گویا ہے

کی ٹانک ایک آب دم شمشیر قاتل نے لگی	ورنہ بچا نہ ہمارے عمر کا لبریز تھا
اے مصحفی تجھ مین ہوتی ہے یہ کرامت	دل پھر گیا نہ آخر تیرا خدا سے دیکھا
چھولیے ہین جنت کا کہین نام لیا تھا	اس ننگ سے دوزخ بھی جلاتا نہین مجکو
عاشق سے بھی ہوتا ہے کہین صبر و تحمل	کہتا ہے وہی کام جو آتا نہین مجکو

جب ساری سرے خون نہین تیری تیر کے بہتے
تب زخم سے نیت تیری خنجر کے بھرتے

گرتے نہ ورم پانون جو دیوانہ کی تیر سے
آغوش نہ یون حلقہ زنجیر کی بھرتے

گھرانہ لگا زخم سے میرے لطف تو تب تھا
جب پشت بھی خون نہین تیری شمشیر کی بھرتے

اے مصحفی اب باقی نہین قافیہ کوئی
آگے جو کہے کوئی تو خونگیر کی بھرتے

وہ نخل حنا ہون کہ جو سر بھی میرا کٹ جاوے
خون اپنے ست بیتا اپنا حسینون ہین مین بتا دے

مژگان و ہستم تیر قضا ہو وے ہے قربان
آنکھین وہ بلا جنسے وہم آہو کا اولٹ جاوے

شکل امید تو کب ہمکو نظر آتی ہے
صورت یاس بھی بن بنکے بگڑ جاتی ہے

سیری اسے ہوتی ہے نہین ہچکیون سے
عاجز ہون بہت دیدہ کمبخت کی خو سے

کافر کو کبھی میل نہو جانب مصحف
زلف سیہ یار پری رہتی ہے رو سے

یہ شب ہجر مین اوٹھ اوٹھ کی قلق کے مارے
دل کو دیتا ہون تسلی کہ سحر ہوتی ہے

لا فنگری تیری عارض پہ جو گلشن بارے
عارض گل پہ صبا طیش سے دامن مارے

دیکھنا کسکا کہ یہان در تک بھی آنا منع ہے
روزن دیوار سے آنکھین ملانا منع ہے

طاق ابرو پہ نہ رکھوا دل لگائی ہین جو تیر
کیونکہ قبلہ کیطرف رکھنا نشانہ منع ہے

بیٹھ کر بالین پہ میری تو نہ رو اے رشک شمع
رو برو بیمار کے آنسو بہانا منع ہے

ہم تیرہ بخت پاس گئے جس نہال کے
پتے نکالی اوسنے زبان غزال کے

کنج قفس مین ہمتو رہے مصحفی اسیر
فصل بہار باغ مین دھومین مچا کے

مضمون تخلص لا اعلم معاصرین سجدہ گاہ شعرا و مرشد شعرا مضمون فکر انکا بہت بہتر نہایت خوب اچھا مضمون کا جو مطلب ہے معانی شناسونکے روبرو صفحہ کاغذ پر مرتب ہے

ہے پھر اوس بن کون سی خوشبو وہ بیہودہ
کسکو خواہش ہے معاذ اللہ یہ بیہودہ ہو

مضمون تخلص شرف الدین نام سلسلہ نسبت اولاد حضرت شیخ فریدالدین گنج شکر قدس اللہ سرہ تک ادب یافتہ خان آرزو اکثر خیال سخن طرف صنعت ایہام بالوقت بنا بلا شک کسر مضمون کی عبارت ہے جریدہ صحبت سے

تیر مژگان برستے ہین مجھپر | آب پیکان کی اسطرف سے ڈہال

مضطر تخلص لالہ کنور سین نام لکھنؤ وطن اصلی شاعر طبع مضطر شاگرد غلام ہمدانی مصحفی شاہد سخن پر دل بیقرار صفحہ کاغذ سیماب وار ہماسعین کا دل مضطرب سے جی حیران و ششدر ہے

ابہی سے بیقراری ہے تو ہمنے | دل مضطر بقرار رات کاٹے

مضطر تخلص مرزا اسفلی بیگ نام ذکی فکر رسا طبع ذکا اضطراب طبع تسلی بخش شائقین سے انتہا جو انکی ترقیم ہوا ایسکی ترسیم ہے

تہا جو وہ تڑپتے ہیں بحالت زدہ ہمتو | مضطر اُسکے کبھی خون کا دعوی نکرینگے

مضطر تخلص لالہ درگا پرشاد نام قوم کایتہ لکھنؤ وطن انکا کلام مردہ کو اعجاز دم عیسوی محمد عیسے تنہا فی زندہ کیا ذکر ہے جنکا کلام مضطر پر شوق دل شائق بیقرار ہے صورت برق بیتاب اضطرار ہے ایسا ارشاد ہے مضمون فرحت خیزی کا [illegible]

تیرے وعدون پہ اب ہی دم شماری | بہت اختر شماری کر چکے ہم

مضطر تخلص محمد حاجی نام پسر قاضی رحمت اللہ خان جو قاضی القضات شاہجہان آباد سے تھے پیچھے انتقال والد کے خدمتگذاری مسند مصطفائی سے دل شاد تھے فکر سخن مین مضمون سے ممنون شاہد سخن پر مفتون جلسہ شاعر کا مقام قاضی سخن کی سبب دار القضا کہلایا یہ مضمون تازہ عاصی کی زبان قلم مضطر کو مفت ہی ہاتہ آیا یہ حکم قضا جریان ہے صفحہ کاغذ گویا فرمان ہے

ٹلتے کسطرح سے نہین یہ شب فراق | شاید کہ گردش آج تجھے آسمان نہین

مظہر تخلص مرزا جان جانان نام عالی حسب والا نسب آبا و اجداد انکی صاحب جاگیر تھے انکے والد نے کسی سبب ناشئیہ برداری عالمگیر بادشاہ کی چھوڑی اور گوشہ گیر تھے اور یہ جد دہلی مین سن شعور کو پہونچے پھر دہلی مین رہنا اختیار کیا تو گداز دل افضل طبع عاشق مزاج صاحب باطن با انیمہ گوہر نکار آبدار کیا ترتیب دیوان بوجہ احسن بہتر ہے اور بیاض جد ہجہ اوسط سمجھ کر ایسے جواہر

سنا ہے کہ ان حضرت کو کسی بد مذہب غیر کیش نے شہید کیا اور اس بد اندیش نے فکر در پیش کر کے یہ کار بعید کیا اونکو رتبہ شہادت حاصل وہ بدکار جہنم مین واصل
طرز کلام مظہر یون مظہر جس سے حقیقت حال ظاہر

ہمنے کی ہے توبہ اور دھومین مچاتی ہے بہار ۔ ہائے بس چلتا نہین کیا مفت جاتی ہے بہار
لوگ کہتے ہین ہوا مظہر بیکس افسوس ۔ کیا ہوا اسکو وہ اتنا بھی تو بیمار نہ تھا

مظفر تخلص سید مظفر علی نام شاگرد میر ممنون ملک فکر انکا لشکر مضمون پر یون مظفر و منصور افواج مضمون پر حاکم طبع مظفر فتح میمنہ کی جلب مین ظفر کاغذ کا میدان شکل کف دست ہے جسمین نثر و مضامین کا بند و بست ہے

تجکو بھی پوچھتا تھا گل شرع مین مظفر ۔ آیا بہت ہے رونا ہمکو جو تو نہ آیا

مقبول تخلص لا اعلم حال انکا بطرز مقبول افشا ہوا لہذا اسقدر قلم عاجز سے منقول ہوا جو کچھ انکی زبانی نقل ہے اوسکو بیان کرنا کلک با عقل و ادراک کا

رقیبون پر غضب ڈر ہم سے گئے ہین ۔ ہوا زخمی کوئی مرہم سے گئے ہین

معنی تخلص محمد امین نام متوطن اطراف مشرق علی گڈہ مین عبارت چند سے
معنی روح نکلے خلاصہ مطلب سخن کا یون ملحق

سرمہ منظور نظر تجھے اسے چشم یار کو ۔ نیلگون گنبدہ مینا یا مردم بیمار کو

معین تخلص معین الدین نام اپنا رہنا انھون نے الہ آباد مین تعین کیا معین قادر نے سجدہ گاہ شعرا کو انکی اوستادی کے لیے تعین کیا عالی مضمون
لاتے ہین کیا خوب فرماتے ہین

ہون مین وہ دیوانہ کہ بہار آنے سے پہلے ۔ زنجیر مین رکھتے ہین معین مجکو جکڑ کر

معروف تخلص مرزا الٰہی بخش خان نام برادر خورد فخر الدولہ نواب احمد بخش خان مرحوم چھوٹے بیٹے مرزا عارف جان برادر شرف الدولہ قاسم جان جو ہستی مین معدوم امراے عظام ذو الفقار الدولہ نواب نجف خان بہادر شمع دودمان امارت چشم و چراغ خاندان اصالت اول بہ بحر ناپیدا کنار دنیا آشنا ہے

آخر بمعائنہ بے ثباتی کے ہوتے غواص قلزم الفقا لباس فقر اختیار کرکے حضرت میر ضیاء الدین سجےپوری رحمتہ اللہ علیہ خلیفۂ خاص جناب مولانا محمد فخر الدین صاحب قدس سرہ سے شرف بیعت حاصل کیا بلبل طبع نوا سنج سخنوری عندلیب فکر سحر انگیز دلبری عاشق روش آزاد منش خوش وضع بانکپن قطع نے اپنے تئین شعرا مین داخل کیا والد ماجد مرحوم عاصی سے سلسلۂ اخوت دینی تھا باہم توسل خوش آئینی تھا چونکہ صاحب گلشن بیخار نے انکے اشعار انتخاب نہ لکھے بندہ مقابلہ مین کسطرح لب لباب نہ لکھے جس غزل مین سے مومی الیہ نے جو شعر بد نشست خود خراب لکھے فقیر نے اوسی غزل کے اشعار انتخاب لکھے انکی شاعر طبع نے اپنے مزاج کو شعر کیطرف مصروف کیا اس بات مین نفی کو اثبات اور مجہول کو معروف کیا ناظرین کے روبرو جب برائے مقابلہ گلستان بیخزان اور گلشن بیخار موجب ملاحظہ کی بہار ہو اب اشعار کا مقابلہ ہے باہم مجادلہ ہے

جھوٹ کہتے ہین کہ سولی پہ بھی نیند آتی ہے
ہمکو یاد قد دلدار نے سونے نہ دیا

مر گیا تیرا مریض غم مگر اچھا ہوا
یہ کبھی اچھا نہوتا عمر بھر اچھا ہوا

ناتوانی اسکو کہتے ہین کہ آکر یار نے
جب ٹٹولا مجھکو بستر پر قبا تھی مین نہ تھا

ہے شغل اہل ماتم اپنا شعار رونا
دل کے بیان کرنے اور زار زار رونا

یاس و غم درد و الم حسرت و حرمان افسوس
یہ کہان جائینگے میرے رفقا میرے بعد

لاکھ قہر الٰہ ایک طرف
ایک اس دل کی چاہ ایک طرف

ایک طرف بخشش اوسکی اے معروف
میرے سارے گناہ ایک طرف

شکل سے کچھ بھی جو نالون مین اثر رکھتے ہم
روز و شب آپکو مصروف ادہر رکھتے ہم

مزا جو گفت و شنود مین ہے کچھ بیان نہین
زبان کے کان نہین کان کے زبان نہین

بس ایک تھا دل بریان سو دے چکی ایکبار
سمجھ کے مانگو کبابی کی یہان دکان نہین

کہا جو مین نے کہ اس ناتوان کا سنیے حال
کہا جو حال سناوے وہ ناتوان نہین

مریض عشق کی تیری جو دیکھی ہے تصویر
کہا مجھے ہے سخت تاسف کہ اسمین جان نہین

عشق تر ہے گو کہ آمژگان پہ پانی بھر گیا	اس سے بھی تو نوح کی طوفان پہ پانی پھر گیا
کیا کرینگے جب سوا نیزہ پہ ہوگا آفتاب	ہم تو ای صروف یہان جلتے ہین پھر اوس ہوین
جس سے سجود ملائک ہوگئی پشت خاک	ایسی وہ کیا شے خدائی آدمی مین ڈالدی
یہ آئینہ ہی کی چھاتی ہے ورنہ کیا مدہ ہے	کسی کے منہ پہ کوئی صاف یون جواب تو دی
کیا سوا چھوٹی قفس سے بھی اگر ہم ناتوان	رہ گئے بیٹھے کی بیٹھے یون ہین پر کھولے ہوئے
چشم سے ٹپکے ہے خون کیون نہ چھپا ہووے	لعل جب جا ہی گہر سنگ سی پیدا ہووے

یہان تک چند اشعار بمقابلہ ابیات شیفتہ گلشن بیخار سے لکھے آگے اور انتخاب معقول کرکے اچھے اچھے اشعار لکھے

شکل آئینہ صفا ای دل اگر پیدا کرے	عکس روی یار تیری گھر مین گھر پیدا کرے
ہو سوز دل کی لکھون اپنی داستان ساری	تو شیخ شاخہ نہ جلے اونگلیان ساری
وہ تفتہ دل ہون گری اشک گرم گر میرا	کیا ساحل کے ہون دریا مین مچھلیان ساری
تمھاری دل مین اثر ہو جو میری گریہ کا	تو جانو پانی ہوا سنگ مین تہان ساری
ایک دن صروف برہم ہوگی یہ محفل تمام	حیف گل افسوس بلبل وای قمری ہای سرو
یون ہی دل زلفین لفت اوس ستم ایجاد کے ہاتھ	صید جو دام مین ہو دام ہو صیاد کے ہاتھ
عجائب ہی کوئی یہ جامۂ عریانی اپنا بھی	کہ ساری عمر بھی ایک ہی سو ستم کی کام آیا
میرا رونا تو میرے ہی نہ کام آیا یہ رونا ہے	دگر ابر کا رونا تو ایک عالم کے کام آیا
رہا بیکار ہاتھ اپنا نہ کاروبار الفت مین	چھڑا جامہ دریدہ جب تو پھر ماتم کی کام آیا
ولسی یا زلف مین نکلے جو آہ آتشین	یہ طلسم اب دیکھیے روشن ہوی سنبل سیہ
شکل انگشت تاسف بن گیا تیر ا خدنگ	بے گنہ مارا جو ای ابرو کمان منہ پھیر کے
دل ہمارا دکھا دیا کس نے	عرش اعظم ہلا دیا کس نے
سنگ ہین جھولیون مین لڑکون کے	ان کو سودا دلا دیا کس نے
تڑپی ہے برق کس طرح لیجیے تو ست ثنا کرون	منہ کو چھپا کے کھول دی کھول کے پھر چھپا کرون
قد قیامت گا تا چھی بات کیا اوس شوخ کی	خط سوا ن چہرہ پری ابرو ستم تصویر لف

نالہ وہی ہے کہ ساتھ اوسکے کلی سے چٹکے
یہ منزل گاہ دنیا کنج آسایش نہین غافل
جنکی مرقد پہ گھڑی روتی ہی تو اب زار زار
جسکو تکیہ ہی خدا کا اونکو کیا تکیے سے کام
باغ گیتی مین برنگ غنچہ اے سحر وقت اب

خوشی اک پھنکی ہے مرغ گرفتار کو تو
خطر کی جا جو سمجھی ہین تو ہوشیار رہو یہان
صورتین کیا کیا ملی ہین دیکھو اب گل مین شبنم
سو رہو جب نیند آئی رکھ کے نیچے سر کے ہاتھ
ہے میری عقدہ کشائی حیدر صفدر کے ہاتھ

مومن تخلص مومن خان نام ساکن شاہجہان آباد شاگردان سخن کے اوستاد اگر نور باف سحر بیاض فکر دیکھے تو صحن خانہ سے کوچ کر جاوے کشش الفاظ سے اوسکے ہوش مین خرابی پائی جاوے رشتۂ جان تار تار ہو رشک مضمون سے طایر بات بلبل کے بیقرار ہو کلام میٹھا ایسا گاڑہ کہ جسکی حیرت سے شیرین زبان مثل کوہ کن شور مچائین نشۂ شراب الفاظ سے مخموران میخانۂ سخن دستار کو ہوا مین اوڑائین مصرعۂ نازک کی رشک سے گلبدن گل کسائین اور بیتابی کی شعر سے ایسے مضطر ہون کہ رات کو کم خواب آوے بیتاب ہو جائین بانا باندھنے والے فکر شایستہ کی اگر ان کی نظم کو کوشش کرین تو اپنی تعریف بتانا بھول جائین روبروئے خامہ انکی کلک ہاے سحر نگاران سامری کا نام بھلا جائین اگر ارادہ تعلیم کسی کودن پر کرین تو ایسے پیچ سے پٹی پڑھائین کہ خاصہ اوستاد ہو جاوے اور جو کسی زبردست پیشہ والے کو کارخانہ عقل دکھائین تو تربت دنیا کے پارہ سنڈ مین ہنستا پانی تک نوبت آئی انکے ان اہل مباحثے کے قابل مدرکہ مین تشخیص ہے شیخ الرئیس کو اپنے کیا تخصیص ہے قارورہ شناسی کی تمیز ہے کہ انکو آب حیات سحر زیادہ تر عزیز ہے ارسطو کو کیا عقل تھی انکی سمجھ کے آگے جو ایک نقل تھی قانون و دفتا تفسیر مین انکی طبیعت بکی جیسی سدیدی و موجز و شرح اسباب انکے ذہن رسا کی طفل مکتب کی کتاب علم نجوم مین اوستاد ہین ستارون کی سب چالین بتادین اب تقریر اور کرتا ہون اور طرف غور کرتا ہون انشا اوستاد یا پیر اگرچہ ناقص ہے لیکن کامل کہا جاتا ہے اوس مرتبہ تک کہ تعریف حد سے زیادہ گذر کر صورت ہجو کی

ہو جاے مگر اسکو شعور اور عقل و ہوش و آدمیت تہذیب اخلاق چاہیے
کہ حد امکان سے بڑھ کر قبیح ہو جاے جیسا کہ مخبر صادق نے ارشاد کیا خیر الامور
اوسطہا پر صاد کیا صاحب گلشن بیخار اپنے غم و جوش و خروش مین اکثر شعرا
خودی سے بیہوش ہوگئے یارون کو تقریر کی تنگی مین وسعت ہوئی طبیعتون کو
جوش ہوگئے مومن خان صاحب جو انکے اوستاد ہین اونکی صفت حد سے
زیادہ کی شعر بھی اتنے لکھے کہ ہنگام شمار معلوم ہوا کہ اسقدر شعر کسی کے نہین
لکھے اور تعریف پر طبیعت آمادہ کی مولانا صدر الدین خان کی تعریف اپنے
بھی زیادہ کی شاید انکے دادا یعنی اوستاد کے اوستاد ہون گے اونکو کیسے کیسے
علم ہنر کسب فن جیسے آدمی نام آور ہو دریا ہے جوہر کا شناور ہو یاد ہون گے
انکے نزدیک سب اوستادان ماضی و حال لیاقت سے دور ہین لیس ایسے
اندازون سے فدوی نے جانا کہ یہ تالیف تذکرہ کے طرز و انداز سے ناواقف
و مجبور ہین الامور الیہ کہ دل کا مدعا اوستاد و ہمنشینان یہ مطلب تھا کہ
اس پردہ مین سب کی ہجو کیجے اور تعریف و توصیف پر تو خیال کب تھا وہ
شاعر اس حساب سے کہ نسبت بہت اچھے رہے جنکا باوجود مستثنی ہونے کے شمار الیہ
نے ذکر نکیا چلو خاصے رہے صرف سات شخصون کے واسطے اتنی دردسری
اختیار کی اورون کی بدگوئی اور عیب جوئی مین تکرار کی اون سب کی صفت ابتدا سے
خوب دل کھول کے تعریف کی زبان بند ہوئی گویا اسی واسطے تذکرہ کی تالیف
کی تو بے تعریف والے جو درج کتاب نہین سستی چھوٹے جھگڑا ہما خلل گیا خوب ہوا
بہتر ہوا جو انکے عیب جوئی اور لیت و لعل گیا اتفاقا جو کوئی صاحب یہ فرمائین
کہ سجدہ گاہ شعرا اور مرشد شعرا اور ناسخ و آتش وغیرہ کی کیسی تعریف لکھی کیا فقط
انھین ہی قبائل کی صفت کی نعوذ بالله خانۂ ساحری پیشہ نیازمند سے یہ جواب ہے کہ ان سب
کے حال کتاب مین دیکھیے قابل ہجو جیسا ہانت کی کہ توصیف لکھی اگر اونکی عیب جوئی
و بدگوئی پر ذہن رکھیے تو گلشن بیخار کا نام خارستان رکھیے جو صاحب باریک بین

اور نکتہ رس ہین اونکے واسطے یہی ایما بس ہین مؤلف جی خوش کر لین
کہ ہم بھی خواہ نخواہ مفت صاحب تذکرہ مشہور رہے اور اونکے اوستاد دل راضی
کر لین کہ ہم ایسے ہین جو ہمارے شاگرد نے تذکرہ جمع کیا پر صاحب شعورون
کی نزدیک وہ وردور رہے انہون نے سب کی تعریف اہانت کی شمول کی ہشیارون
کی آگے غافل ہو کر شمول کی ازانمیان میر سوز صاحب جو صاحب درد اہل باطن
اوستاد کامل اونکی نسبت انہون نے جو لکھا ہے وہ فقرہ گلشن بیخار کا گلستان بیخزان
مین داخل بعض جا کل عبارات کہین فقرات مباحثہ مین تقریر کو وسعت ہے الا کتاب
طول ہوئی او سامع کو وقت ہے جو صاحب جامی کی تقریر غلط سمجھین اگر خدا توفیق
دے تو دونو کتابون کو دیکھین انصاف پیکر باندہین جہالت اور ہٹ دہرمی کی
گرہ کھولین تب جھوٹ سچ معلوم ہو حق و باطل مفہوم ہو اگر اسپر بھی اونکی جانب
دار ہین تو صاحب گلشن بیخار کے یار ہین جب بے منصفی کا قدم درمیان ہے
تو طاق کے سر پر کتاب ایمان ہے انکی طبع کا مومن فکر سخن کا ریزہ مشاعرہ کے
گذر مین لایا جو لایا دلال کو دکھلایا القصہ بنایا ٹوٹا ہات آیا کاغذ کیا دوکان کا پرچہ
ہے جسمین مومن کی عبث مشروع والاچہ ہے

شب کو جو گرم گرم وہ آکر چلا گیا
یہ بے کلی ہوئی کہ مجھے غش سا آگیا

تو فلک مین کیا کرے یہ نالۂ آتش فشان
ایک دشمن سر سے کھویا اور پیدا ہو گیا

تو فلک مرگ ہے ہمسے سب غافل
اب کسی کا بھی آسرا نہ رہا

یہ عذر امتحان جذب دل کیسا نکل آیا
مین الزام اوسکو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا

دکھلا رہی گی جلوۂ نزاکت کہ ہی اوسین
دشوار ہ چاک پردۂ حائل کو سہتا ستا

بت خانۂ چین ہو گو تیرا گھر ہے
مومن ہین تو پھر نہ آئینگے ہم

دیکھنا اوس دہن تنگ کی بوسہ کا مزا
کہ ہوسناک تمنائے عدم کرتے ہین

جا کی کعبہ مین بھی مومن نہ گئی دیر کی یاد
جا لے لبیک صداہای صنم کرتے ہین

یہ بے حجابی بری گو مجھے کو جہان کو تم
کہ روز پردۂ حائل کی ٹکڑے کرتے ہین

لاشہ پر آنی کی شہرت سب نے غم دیتے ہین | ای پری ہم ملک الموت کو دم دیتے ہین
مجلس مین میرے ذکر کے آتی ہی اوٹھے وہ | بدنامی عشاق کا اعزاز تو دیکھو
جنت مین بھی سوسن ملا ہاتھ پتون سے | جور اجل تفرقہ پرداز تو دیکھو
وہ چلا جان چلی دونو ہیا نشے کھسکے | اسکو سمجھا ہون کہ اوسکے پانون پڑون گیسو کو

میر تخلص مرشد شعرا درۃ التاج اساتذہ فلک احتشام ورشعر ریختہ اوستاد ان رفیع احترام لولوے شاہسوار فصیحان ارفع القدر جناب میر محمد تقی نام والا دودمان عالی خاندان ملک مالوفہ اکبر آباد نشیمان بار فخر دہلی در لکنو ہمشیرہ زادہ سراج الدین علی خان آرزو اوستاد اساتذہ جدید و قدیم جنکے سب شاعر معتقد ہین جو جاہل انکی نسبت الفاظ اہانت لکھے اوس سے گفتگو فصاحت خادمہ کلک جادو نگار بلاغت کنیز خانہ طوطی اطوار محاورات روزمرہ غاشیہ بردار طبع شوخ گہر بار مضمون عاشقانہ سحاب فکر سے ترشح کرتے ہین نباتات کیمیا خصلت مرزبوم شعر مین نشو و نما پا اور ترقی پاتے ہین اہتزاز نسیم طبع سے وہ گل ہاے بوقلمون کہلاتے جنکی نکہت سے مشام سیاران عنبر بیز ہو جائے عنادل طبع سخن سنجان عصر شاخ مضارع رنگین پر پروانہ وار نثار طوطئے نوا سنج زبان خوش گویان کلام کے روبرو صورت آئینہ بصد شکل حیران و بہ اضطرار زبان گویا کا کام نہیز کہ انکے لب و لہجے کے روبرو گفتگو کرے ناطقہ کو تاب کہان کہ یار ابیات کہتی کا جو روبرو واقف یا تو کرے صفیر خامہ چمنستان دیوانگین رشک صداے بلبل ہزار داستان نواے کلک وزبان بوستان نظم مین روکش نغمہ طوطی خوش بیان جس مرتبہ صفت لکھیے مناسب اور بجا لا زیب فیہ جسقدر تعریف کیجے زیبا صاحب گلشن بیخار آنحضرت اوستاد کی خدمت مین بھی بے ادبی کے لفظ لاتے ہین صفت کی عبارت لکھتے لکھتے پھر وہی زاژ خائی کیطرف لیجاتے ہین اور ایسے ایسے فقرات تحریر فرماتے ہین پست و بلند کہ در کلامش بینی و رطب و یابس کہ در ابیاتش بنگری نظر نکنی و از نظرش بیفگنی کہ گفتہ اند شعر

شعر گر اعجاز باشد بی بلند و پست نیست	در ید بیضا ہمہ انگشتہا یکدست نیست

اس فقریکا فقرہ دیگر دوسری چہرۂ تصویر کا اور ہی رنگ ہے انکے اس بیان کا نحو طرز کا ڈھنگ ہے ؏ در قصیدہ فکر خوش نداشتہ چند انکہ غزلش بلند رتبہ تر است سخنان قصیدہ اش پست پایہ تر در بدو حال شاہجہان آباد آمدہ و تمتع نیافتہ ناکام برگشتہ الخ جب ایسے صاحب کی نسبت یہ عبارت ہو تو اوروں کی کیا حالت ہو سیر گلشن بخیار و گلستان بخزان سے جھوٹ سچ دونوں کا معلوم ہوگا فریقین کا نیک و بد سیاروں کو مفہوم ہوگا مرشد شعرا نے چھ دیوان فکر شایستہ سے آمادہ کیے کہ شش جہت ہیں جواب نہیں انکے برابر نظم اردو میں کسی شاعر کی کتاب نہیں قیام اپنا لکھنؤ میں اختیار کیا سرکار نواب وزیر الملک میں روزگار کیا یہ اشعار نتایج افکار شریفہ سے زیب جریدہ کیے فی الحقیقت شنیدہ نہیں بلکہ دیدہ کیے گرمی کلام سے عدو کباب ہے آتش حسرت میں خاک وہ خانہ خراب ہے کلام میر ہے افسر بزرگ و کبیر ہے اوستاد کا ارشاد ہے جسکے فیض سے ہر شاگرد اوستاد ہے صفحہ کاغذ دبستان سخن ہے سطح قرطاس گلستان سخن ہے جب پڑھتے اور گنتے ہیں تو نظارہ کی دامن دامن پھول چنتے ہیں اس گلشن کے سیاروں کا دل باغ باغ ہے بہار دیکھیے تو غیر خزان نصیب ذلیل خوار کے دل پر داغ ہے رہروان منزل نظم کے خضر کا کلام ہے اس طریق سے جادۂ کاغذ پر انتظام ہے

ہم رہروان راہ فنا ہیں برنگ عمر	جاوینگے ایسے کھوج بھی پایا نہ جائیگا
الٹی ہوگئیں سب تدبیریں کچھ نہ دوا نے کام کیا	آخر اس بیماری دل نے اپنا کام تمام کیا
کی تسبیح اوسکی مرتے دم کب میر کے دل سے	اوسکے نام کی سمرن تھی جب منکا ڈھلکا تھا
کیا آرزو ہے جس سے سب زخم نم ہوے ہیں	ہر زخم سو جگہ سے ناسور ہے ہمارا
مسجد میں امام آج ہوا آکے وہان سے	کل تک تو یہی میر خرابات نشین تھا
الجھاؤ پڑ گیا جو مجھے اوسکے عشق میں	دل سا عزیز جان کا جنجال ہوگیا

خدا کو کام تو سونپے ہین مین نے سب لیکن
کیا ہے گلشن مین جو قفس مین نہین
ہم خستہ دل ہین تجھسے بھی نازک مزاج تر
سر دور فلک کبھو ن ہین اپنے روبرو ٹوٹا
تھا استعار حسن سے اوسکے جو نور تھا
ہنگامہ گرم کن جو دل ناصبور تھا
پہونچا جو آپکو تو مین پہونچا خدا کے تئین
آتش بلند دل کی نہ تھی ورنہ اے کلیم
منعم کے پاس قاقم و سنجاب تھا تو کیا
ہم خاک مین ملے تو ملے لیکن اے فلک
کل پانون ایک کاسۂ سر پر جو پڑ گیا
کہنے لگا کہ دیکھ کہ چل راہ بے خبر
تھا وہ تو رشک حور بہشتی ہمین مین میر
سیر کی قابل ہے دل صدپارہ اوس نخچیر کا
گرمی عشق مانع نشو و نما ہوئے
کیا چمن کہ جسمے اسیرون کو منع ہے
آنکھین چرائیو نہ ٹک ابر بہار سے
اعجاز منہ تکے ہے تیری لب کے کام کا
داغ فراق و حسرت وصل آرزوی شوق
لختہ لہو جو ہو گیا تو بھلا ہوا کہ کہان تلک
دیر و حرم مین کیونکہ قدم رکھ سکیگا میر
پھر آج میر مسجد جامع کے تھے امام
دو قدم ساتھ جنازے کے نہ آیا وہ میر

رہے ہے خوف مجھکو وہان کی بے نیازی کا
داغ دل دیکھے بس چمن دیکھا
تیوری چڑھائی تونے یہان جی نکل گیا
کہ سنگ محتسب سے پاے خم شکست سبو ٹوٹا
خورشید مین بھی اوسکا ہی ذرہ ظہور تھا
پیدا ہر ایک نالے سے شور نشور تھا
معلوم اب ہوا کہ بہت مین بھی دور تھا
یک برق آہ خرمن صدکوہ طور تھا
جب زندگی کی رات گذر گئی تو غور تھا
اوس شوخ کو بھی راہ پہ لانا ضرور تھا
یک سر وہ استخوان شکستون سے چور تھا
مین بھی کبھی کسی کا سر پر غرور تھا
سمجھے نہ ہم تو فہم کا اپنے قصور تھا
جسکے ہر ٹکڑے مین ہو پیوستہ پیکان تیر کا
مین وہ نہال تھا کہ اوگا اور جل گیا
چاک قفس سے باغ کی دیوار دیکھنا
میری طرف بھی دیدۂ خونبار دیکھنا
کیا ذکر یہان مسیح علیہ السلام کا
مین ساتھ زیر خاک بھی ہنگامہ لیگیا
کبھو سوز سینہ سے داغ تھا کبھو درد و غم سے فگار تھا
ادہر تو اوس سے بت پھرے اودہر خدا کا
داغ شراب دہوتے تھے کل جانماز کا
جانتا تھا کہ اسے ہے میری رفتار پسند

ہمسے کچہ آگے زمانے مین ہوا کیا کیا کچہ — تو بھی ہم غافلون نے ذرہ کی کیا کیا کیا کچہ
حسرت وصل غم ہجر وصال رخ یار — مرگیا مین پہ میری جی مین رہا کیا کیا کچہ
درد دل زخم جگر کلفت غم داغ فراق — آہ عالم سے میرے ساتہ چلا کیا کیا کچہ
ایک محروم گئے میر ہمین دنیا سے — ورنہ عالم کو زمانے نے دیا کیا کیا کچہ
اے غافلو دم ازرہ صفت آئے جاتا ہے — چاہیئے کہ نخل عمر کو یہ کھائے جاتا ہے
کیا تن نازک ہے جان کو بھی حسد جس تن پہ ہے — کیا بدن کا رنگ ہے تہ جسکے پیراہن پہ ہے
راہ دم تیغ پہ ہو کیون نہ سبہ — دل پہ رکھین سے گے تو گذر جائین گے
کیا موج ہوا بہجان اسے میر نظر آئی — شاید کہ بہار آئی زنجیر نظر آئی

مشغل تخلص مشغل علی نام اصل انکی کشمیر ایسے انکے سخن کی تحریر

خورشید جو نکلا ہے اسوقت یہ لرزان ہے — کوٹھے پہ کھڑا شاید وہ ماہ لقا ہوگا

مغموم تخلص میر شیت علی نام حکیم عزت اللہ عشق کے شاگرد مشیت ایزدی سے انکی طبع مغموم کو فرحت مضمون سے عشق بہر اگرد کتنا تیز قلم ہے کہ سر دشمن بدستیز قلم ہے

خیال چشم میگون مین قدم مستانہ رکھتے ہین — دیوانے ہین ہمارا نام جو دیوانہ رکھتے ہین

مفتون تخلص مرزا کریم بخش نام از خاندان گورکان شایقین انکی نہد بخش مضمون پر مفتون یجان مضمون پسندیدہ ثبت جریدہ

مفتون خمار بادۂ شب ہو تو پھر پیئو — ایک جام جا کے ساقی ہمان شکن کے پاس

مفلس تخلص محب علی نام صاحب گلشن بیخار جب تک کسیکو برا کہین تو دل بیقرار رہتا ہے سچ ہے جبر مین کسی کا اختیار رہتا ہے انکے باب مین یہ فقرہ مرقوم ہے جسمین صاف برائی مفہوم ہے ؎ مفلس تخلص محب علی حاشش از تخلص پیداست در رامپور بہ عطر فروشی کسب معیشت میکرد اور ستاالخ بالفرض اگر کسی کا تخلص خراب یا مقتول یا بسمل ہو تو گیا اوسکا حال تخلص کے معنی پر سمجھنے کے قابل ہو یہ تقریرین صرف ازراہ کینہ ہین انکی طبیعت کا ہر کسی سے

یہی قرینہ ہے خیر اسکے گنج مضامین سے ہر سائل سخن کی طبع آسودہ شمیم عطر مضمون سے دماغ شایق نکہت آسودہ ہو

آؤن تو لاکھہ بار پہ دربان تیری کہین	مفلس مجھے سمجھ کے نہ دیوے آبرو کرین

مقبول تخلص لالا علم دہلوی شاگرد نمارا سد خان فراق ہر مقبول سخن کا انکا کلام نہایت اشتیاق تحریر نظم معقول سامع کی طبع پر مقبول

دل گرفتاری کو اوسکی لٹ کی کب چاہتا تھا	عشق نے ڈالی ہے یہ پانون مین زنجیر زور

مقتول تخلص ابراہیم بیگ نام اصفہانی الاصل پیدایش انکی مقام دہلی زخم سینہ سخن مرحم توجہ غلام ہمدانی مصحفی سے مندمل ہوا چونکہ مضامین تیر نگاہ و شمشیر ابرو اور دشنۂ مژگان انکے دیوان مین بہت ہین گویا کہ کلام ممدوح خنجر قاتل ہوا کاغذ خانی ہے جیسے شہما دستانامہ مضمون کی لکھائی ہے

مین یہان خون روتا ہون ہاتھون لٹیرا اوسکا	جو پانون پر اوسکے حنا باندھتے ہین

مقصود تخلص لالا علم لکھنوی کمترین یہ عرض کرتا ہے کہ جو شخص انکی نزدیک کمال ناقص ہے پھر اوسکا ذکر لکھنا اور اوسکے ضمن مین سوجی الیہ کو برا بھلا کہنا محض بیجا بلکہ عقل سلیم تو ہرگز قبول نکرے مگر انکو من جانب الشیطان بغض و حسد انصاف اسکا سپرد بخدا مقصود اس تقریر سے یہ کہ ظاہر انکی عبارت کی تحریر سے مقصود تخلص از سوقیان لکھنو است خرافاتش نہ سزا سے کہ درین اوراق مذکور گردد اما چون نوشتہ اند نوشتہ شد الخ حقیقتاً صاحب گلشن بیخار کا کلام سوقین سے بھی بدتر ہے ان صاحبون کو اس بیہودہ عبارت مین لکھنا بجا سر اسر ہے انکی عبارت سے مسلسل ہو کر کلام ہو تو زبان خجل ہے کمال نادم و منفعل ہے لیکن دریا کے خس و خاشاک سے گوہر کے دست ناپاک سے آبرو نہین جاتی بد بات نہین آتی لعل اگر طلاب مین گرے خراب ہو شریف جو مفلس ہو جاے سب آپ ہو خیر بالکل مقصود کے کلام سے مقصود ہے حاسد عیب گو کو سزا دینے والا معبود ہے یہ مقصود کا کلام ہے جسکے برا کہنے کے سبب حاسد بدنام ہے

بوسہ لینے سے خفا ہوتی ہو کیون عشق مین ۔۔۔ بوسہ وہ شے ہی کہ دونون کو مزا دیتا ہے

ملال تخلص لا اعلم لکھنو والے ہین جنہون نے گوہر مضمون گوش شوق مین ڈالے ہین کس مذاق کا کلام ملال ہے جسکے روبرو فرحت و عیش پامال ہے ایسا فرمایا یون لکھنے مین آیا

موت آئی نہ ہم شام جدائی مجکو ۔۔۔ سخت جانی نے عجب رات دکھائی مجکو

ملول تخلص شاہ شرف الدین نام اسکے سخن پر ملال سے ملول طبیعتون کو کہان فرحت کا خیال خامہ پر فرمان اور کاغذ کاسہ ان الخ

تیری جدائی نے یہان تک ہمین ملول کیا ۔۔۔ کہ زندگی کے عوض مرگ کو قبول کیا

ممکو تخلص لا اعلم با وصف ممکو تخلص کی ساغر مراد صہبا سے حالی خالی ہے نہ ساقی نہ جام نہ منغچہ نہ رند بدنام نہ شراب پر تکالی ہو وہ ذہن یہ سخن

ہر دو سا قد گل سا چہرہ جب دکھایا آپ نے ۔۔۔ قمری و بلبل کو آپس مین لڑایا آپ نے

ممتاز تخلص لا اعلم فیض آبادی شاگرد سجدہ گاہ شعرا سخن ممتاز سے گوش سامعین کو اس روش سرفراز کیا

ہمارے رونے سے انکا غبار اوٹھتا ہی ۔۔۔ کہ جیسے پانی کے چھڑکے غبار اوٹھتا ہی

ممنون تخلص میر امانت علی عظیم آبادی دہلی مین تحصیل علم کو آئے میر قمر زندگی موزون کے شاگرد ہوکر شاہد نظم سے عیش اوڑائی کلام موزون ہے جسپر سامع مفتون ہے کلام موزون ناظم طبع کا ممنون

ای ولے کہ تیرے لیے اس خاک نشین کو ۔۔۔ جون باد لیے پھرتی ہے گھر گھر تپش دل

ممنون تخلص سید نظام الدین نام فرزند خورد میر قمر الدین منت اصل انکی سونی پت متعلقہ شاہجہان آباد انکا مولد و منشا دہلی اکتساب اکثر فنون کا پدر والا تربیت سے ضبط کیا ایک عرصہ تک لکھنو مین رہے خوش اور آباد فکر انکی نہایت خوش اطوار مضمون زادگان طبع باعث تشفی دل بیقرار اشعار سماعی ثبت جریدہ اور کچھہ گلشن بیخار سے چیدہ صاحب گلشن بیخار نے تمام کتابین

سبکی شکایت مین لکھین ان حضرت بزرگوار کی باب مین یہ عبارت لکھی ہے در بستن مضمون بیگانہ یگانہ است و فکر صحیح صائب از غلطش اوستادانہ قوت نظم اکثر اصافت سخن دارد الخ صاف عیب بیان کر گئے ناحق شناسیان عیان کر گئے شائقین کو بصد منت مضمون کا ممنون کیا ہر ایک کا دل مفتون کیا کیا لب و لہجہ زبان ہے کس لطافت و متانت کا بیان ہے

یہ سانس سے میلا ہو وہ آئینہ نہیں ہم
روان ہے خون جیب و دامن تو آنکھون سے
شغل شب فراق یہی تھا کہ دھیان مین
اس مرگ پر حیات فدا ہے کہ اوسنے آج
آشفتہ سر رکھے ہی سیہ روزگار ربط
ممنون کا درد دیکھ کے فرمائی ہے سیخ
ممنون مبادا آئے کہین سحر ناگہان
شب ہمکو گشت خون رہا فوج غم کے ساتھ
گل رخون سے ہاتھا پائی ہو چکی
رات تھوڑی حسرتین دل مین بہت
آئینہ سے جو کہ بگڑے بار بار
بخت بد صیاد غافل نیند سخت
دل خراشی سینہ کو بی جان کنی
نازگرم جنگ بے جرات یہ دل
جرعے کے لیے یہ رنج اضطرار
جگر کے دود سے رنگین نشان آہ کیے

تن آئینہ ہے دل ہے میری جان کا لوہا
جگر کا فکر جدا سوچ ہے جدا دل کا
اک اک شکن گنا تری زلف دراز کا
بدہی کے اپنی خاک پہ میرے چڑھائی گل
شانے سے ہو مو بمو سے بلا اور بلا سے ہم
عاجز ہے اس مرض سے دوا اور دوا سے ہم
ناکامیون سے وصل مین بھی آہ خو کرین
سو حسرتین شہید ہوئین ایک دم کے ساتھ
بس حنا زور آزمائی ہو چکی
صلح کیجے بس لڑائی ہو چکی
اوس خود آرا سے صفائی ہو چکی
ہم اسیرون کی رہائی ہو چکی
تجھسے کیا کیا اے جدائی ہو چکی
لے ہوس مطلب برآئی ہو چکی
تیر ممنون پارسائی ہو چکی
دل شہید کے غم مین الم سیاہ کیے

منیر تخلص وجیہ الدین نام خلف شاہ نصیر شوخ و طرار و صحیح الذہن صرصر اجل نے جوانی مین گل کر دیا اونکا چراغ منیر پھر جھڑ ہوئی یکایک مٹ بھیڑ ہوئی

یہ تحریر صاحب گلشن بیخار ہے مقابلہ مین سنان خامہ آبدار ہے
از بے علمی کہ ہیچ از ضروریات این نمیدانست از طریقہ راسخہ برکران است
صاحب گلشن بیخار کی بیہودگی نے مجھ خاموش کے آگے غل کر دیا سواے کبر نے
انکا چراغ عقل گل کر دیا صاحبو انصاف کا مقام ہے یہ بے علم کا کلام ہے
حاسد بدگو کے منہ مین شکر دیجیے اوسکی تقریر مین شک کر دیجیے انکی شمع سخن کا
پردہ فانوس خیال ہے پروانے کے پر جلتے ہین اس خلوت مین آنا محال ہے
جو روشن ضمیر ہے تو چراغ سخن بشیر ہے کاغذ کی پھونک ہی مضمون کی رنگینی بیگانہ
شائقین کو لو لگی ہے عدو کی منہ کو تو لگی ہے کلام مانند شمع ہے سامعین مجمع مین

فرہاد سے کہتے تھے تیشہ کی زبان ہر دم | مقسوم ہو نادان سنگ اندوختہ ہے
اس باغ جہان مین کبھی پھولا نہ پھلے ہم | جون نخل چنار اپنی ہی آتش مین جلے ہم
خون کی دھارین چھٹین دل سے دل افگار ہوکے | رو نکلی سنگ کے گھر سے ہو کے فوارون

منیر تخلص خواجہ آفتاب خان نام مصباح طبع منور مشعل مزاج سخن فروغ طبع
سعادت یار خان رنگین سے روشن تر شمع فکر مجلس کاغذ مین روشن ہے
پروانہ وار تصدق ہر اہل انجمن ہے

جی چاہتا ہے زلف کا تیرے بیان کرین | شانہ کے دانت توڑ کے اپنی زبان کرین

منشی تخلص میر محمد حسین نام از مشاہیر دہلی ایرانی نژاد جد و آبا انکے ساکن دہلی
یہ لکھنؤ مین دل شاد مرزا سلیمان شکوہ بہادر کے حضور مین خد[مت]
انشا پردازی سے سرفراز تھے منشی طبع وقایع نویسی مضمون ہی ہمیشہ دلشاد رہے

تو سمجھو اوس پری کے حسن کا عالم کہ آفت ہی | بلا شوخی غضب رفتار قامت اک قیامت ہے

منشی تخلص لالہ موتی چند نام فیض یافتہ صحبت شاہ نصیر قوم کایتھ دہلوی خوشنویس سخن کی
ہی تاثیر منشی انشاپرداز کا شاعر طبع ناظم ہے اوسکی نظم بھی تحریر کرنی لازم ہے

چشم سے قہر بلا زلف قیامت قامت | اسلیے لوگ تمہین آفت جان کہتے ہین

منتظر تخلص نور الاسلام نام شاگرد مصحفی ہین منتظر ان کلام محفل مشاعرہ کاغذ مین

بلتجی ہیں سامعین کو جو انتظار ہی تو اسیطرح تحریر اشعار ہے

ہر دم خیال یار جو پیش نظر رہا ۔ ہجران میں بھی وصال ہمیں بیشتر رہا
طرف چمن نجا نہ سوئے لالہ زار دیکھ ۔ تو آپ باغ حسن ہے اپنی بہار دیکھ

منتظر تخلص شیخ امام الدین نام ساکن جد دہلی جودت طبع ذکا و رسائی ذہن رسا سے جنہون نے ایسے نظم لکھی

جس گھڑی یار گلستان کی طرف جاتا ہے ۔ ہات ہر گل کا گریبان کی طرف جاتا ہے

منعم تخلص قاضی نورالحق نام مربع نشین مسند قضا سے بریلی کچھ فارسی سے متمول رنگ ریختہ یون ریختہ کیا یہ مطلع گلشن بیخار سے لکھا منعم سخن خزاین مضمون سے خوش کرتا ہے مفلسان شایق کا دل

وہ نوک مژہ جیسے میرے دل میں گڑی ہے ۔ ایسی تو کھٹکتی ہے کہ جینی کی پڑی ہے

منعم تخلص لالہ موہن لال نام خزاین افکار شاہ نصیر سے دولت سخن پائی یہ کم مایہ نقد عرض پیشکش کرتا ہے کہ منعم کو مضامین کی یہ پونجی اپنے اوستاد کے گنجینۂ دفینہ طبع کی بدولت ہاتھ آئی

وہان اشارۂ ابرو مطلع ہلالی ہے ۔ ہے یہ آہ کا مصرعہ مقطع فغانی بیان

منصف تخلص منصف علی خان نام عظیم آبادی شاہجہان اباد میں اس جہان سے نقل کی شاگرد نظام خان منتجز صاحب گلشن بیخار کی طبیعت نے ہر سمت طرف اصل کی جہان اور عبارت ہے وہان یہ بھی روایت ہے ؎ در نظم اشعار چندان دستگاہے نداشتہ فقیر راہم اتفاق درخورد بایشان شدہ بعلت تنگ معاشی بتعلیم اطفال بسر مے بردہ الخ انکی تیغ زبان سبکے واسطے الم ہے لیکن عاصی کا دو تیز قلم ہے جسے انکی تیغ یک قلم قلم ہے منصف طبع کچہری شعرا میں انصاف پر ہے مدعی لاف و گذاف پر ہے حاکم طبع کا یہ حکم ہے جس سے مدعا علیہ صم بکم ہے

گر عشق ترا یہ ہے تو پھر دست جنون سے ۔ داماں رہے گا نہ گریبان رہیگا

منت تخلص میر قمر الدین نام لعل اصل انکا بدخشان مشہد مطہر اور معدن

مولد سونی پت مسکن شاہجہان آباد مقرر مولانا و مرشدنا حضرت مولوی محمد فخر الدین
صاحب قدس سرہ کے مرید ہین ناظم و ناثر ایسے کہ زمانے مین دیکھے ہین نہ سنے ہین
شاہجہان آباد مین علم کی تحصیل کی ہر ایک سے مباحثہ مین قال و قیل کی لکھنؤ جاکر عمائد کے
قصائد تحریر کیے اس ذریعہ سے اپنے مرتبہ با توقیر کیے پھر کلکتہ گئے اور بصفت ناظم
قصیدہ کہا اور ملک الشعرا خطاب پایا پھر دکن گئے اور بدولت نظم جمع زر کیا
پھر لکھنؤ آئے اور طول گوئی کو ناچار مختصر کیا جب اون سے شعر گستری کو سامعین
منت کرتے ہین تب بشمہ حصول نعمت کرتے ہین

کسکو لب جان بخش کی مین بات سناؤن	عیسیٰ بھی اگر بولین تو صلوات سناؤن
مدعی ہمسے سخن ساز بپابوسی ہے	اب تمنا کو یہان مژدۂ مایوسی ہے
تہمت عشق عبث کرتے ہین منت تجھپر	ہان مگر ملنے کی خوبان سے تو ٹک خو سی ہے

موزون تخلص میر فرزند علی نام شاگرد شمس الدین فقیر لکھنؤ مین قیام سورہی
ہین فکر معقول شعر مین عطارد جیسے دبیر کلام موزون سے شائق مفتون ہے
ناظم طبیع کا کلام ہے دل جسپ الا کلام سے

سینہ و دلکو مین کرتا ہون کدورت سے صاف	کسکی آمد ہے الٰہی کہ یہ گھر جھاڑتے ہین

موزون تخلص لالہ چھتر سنگھ نام کائتھ دہلوی از نبائر مادھو رام کہ انشا
انکی اسم بانسمے مشہور ہے بھلا اسمین بھی کچھ پرخاش کی جا ہے جو صاحب
گلشن بیخار کی عبارت کا اسکے باب مین یہ مسطور ہے نبیرہ مادھو رام کہ انشا
سے دستار اطفال است مسگفت الخ یہ تو جب حقیقت معلوم ہو ایسی انشا
آپ بھی لکھین تب مفہوم ہو کہ دستار اطفال ہے یا پامال جہال ہے اور انکے
منہ مین آیا سو کہا اس کاوش سے کیا حاصل غیر اچھا مادھو رام ایسی انشا
کہتا سو اگر ساحت جم لے تو بھی نہ لکھ سکے گا او سکے مضامین پر شیفتہ ہو جاے بلکہ
تماشا کے اوستاد اور ہمنشین سب کا حوصلہ بلند پست ہو کر فریفتہ ہو جاے
بس یا طوطی سبز کلام موزون زیب دفتر کر طول کی تقریر کو مختصر کر

جو تیری کوچے سے نکلا سو غزل خوان نکلا	بیت ابرو کو تیرے دیکھ کے ای مطلع حسن

موج تخلص خدا بخش نام رباب نواز علم موسیقی مین لطیفہ گٹکڑی کا آبدار تجھ
آواز رشک حنجرۂ داؤدی سے نکلیا آشنائی بحر وجد وار بار ہوا سے تان سین
چاہ ور ندامت سے پرلی جسوقت سرود کی لی تو بہیرین مانند مجنون ہوش رہین
آکر اپنا نام گوری نے باوصف کہ علمی فیضان صحبت ذی علمون سے ایسا کچھ اپنے
پیشہ مین تصنیف کیا کہ عالم متحیر ہی سنا تو ہوا وا کا طعن کہنچا انکو قابل تعریف
کیا ہم پیشہ انکے ہر تال پر سلم کہاتے بار یدہ اگر ہوتے تو سدہ پدہ کہو کر شاگردی کا
دل مین خیال لاتے فردوی لیاقت باوقا دہلی اور لکھنؤ کے سوا انکی پایال
اور دیار سرداران ہر دیار سے بہت انتفاع اوٹھاتے وطن اصلی جد دہلی
ہنگام ورود بخدمت جد امجد پیر اشفاوہ قدمبوس ہر روز فیض ور تشریف لاتے
سیاہات دینی و دنیوی و فیض ظاہری و باطنی سے بہرہ ور ہوتے خدا نان
درگاہ والا سے سر قدمبوسی پاکر فیض بر ہوتے تاریخ نہم صفر کہ روز عرس
سید ابو العلا صاحب نور مرقدہ تھا ۱۲۴۵ھ ہجری مین ہنگام سماع بفرمائش
جد بزرگوار موج مرحوم نے یہ قطع کہ واقعی قطعہ زیست اونکا تھا پڑہا بتکرار
اہل مجلس کو وجد کا جوش ہوا کوئی تڑپا کوئی سسکا کوئی بیہوش ہوا عاصی
بھی اوس مجلس مین حاضر تھا لیکن چندین شعور سے قاصر تھا جد امجد جیسے ولی
بزرگ کی فرمائش اور مزار پر انوار سے برکت کی تراوش میان موج صاحب
کو کہان ہوش تھا فکر میان مہر صاحب مرحوم کا ترانہ پر جوش تھا یہ وہ
نظم ہے جس سے بیہوش ہر اہل بزم ہے + + + قطعہ

جز خاک در تو جا ندارد	دل غیر تو آشنا ندارد
بے نور رخت ضیا ندارد	کاشانۂ چشم و خانۂ دل

بہر حال بعد انفراغ حال و قال فاتحہ کا انجام ہوا موج صاحب کی دل مین
جو لہر آئی تو وہان سے حسب ارشاد حضرت کنارا کر کے بروضۂ قلزم فیض

مولوی بیدار صاحب کی قیام ہوا صبح کو بظاہر عارضۂ مفیضہ مین مبتلا ہو کر دسوین تاریخ اوسی جگہ مانند صدای ساز روح انکی طبل جسم سے باہر ہوئی سہ پہر کیوقت لاش تاجگنج مین لائے اور درگاہ حضرت سید احمد بخاری انار اللہ برہانہ مین دفن کیا خلق حیران یکسر ہوئی یہ عجیب قصہ ہی میری چشم دیدہ شنیدہ سے کے بود مانند دیدہ صاحب گلشن بیخار کا انکی بابت مین یہ نغمہ خارج از آہنگ ہی جیسے سنکر اب حریف کی دلپر حالت تنگ ہو سہ چند سال است کہ در لکھنؤ فوت شد انتہی صحیح ہے کہ انکی تحقیقات بھی غلط سراسر انکی بات بھی غلط جب قریب کے رئیسون کی واقعی تحقیقات ہوئی تو معلوم ہوا کہ انتہی فی عہدہ سچی کوئی بات نہوئی یون انکا یہ حال ہے جو بندہ کی ترقیم پر خیال ہے پھر زیادہ اسسے ہوگا کیا غلط خود غلط انشا غلط املا غلط مخصوص وہ غلطیان فاش ہین ایک یہ کہ جسکی سبب ہم سمع خراش ہین دوسرے موقع پر لکھی جائیگی بات وقت پر کہی جائیگی موج کی طبع دریا دل ہے جس سے یہ آبدار مضمون کا گوہر حاصل ہی

ایسا انکا خدنگ ترانہ ہی جس سے عدو کا سینہ نشانہ ہی

چھپ گئی ابر مین پہلی ہی سے جا شمس و قمر ۔ اوسنے چہرے سے نقاب اپنے اوتاری ہی نہین
بحر مین عشق کے اے موج تو زنہار نہ تیر ۔ یہ وہ دریا ہے کہین جسکا کنارا ہی نہین
صنم بے گلبدن ہے مہ جبین ہے ۔ بھلا کہیے تو کیا کیا کچھ نہین ہے
گیا اودھر جو بھیجا ادھر نہ آیا ۔ عجب کوچہ کی تیری سرزمین ہے
مجھے قدمون پہ سر رکھنے دو صاحب ۔ تمہارا موج بندہ کمترین ہے
جب خندہ ای گل بھی ہوا بار گران مجھے ۔ بلبل کا کیونکہ خوش لگی شور و فغان مجھے
وہ آرزو ہین موج کی یا شیر کردگار ۔ حسرت کی ساتھ دنیا مین کھوویان مجھے
اور دوسرے جب حشر کا دن ہووے آشکار ۔ کوثر سے بھر کے دیجیو اک جام واں مجھے
جو محشر مین بنا ہے تو اپنی رہائی ۔ تو اسے موج حسنین کا آسرا ہے

مونس تخلص حکیم سعادت علی نام سید عالی گوہر ساکن بنارس طبع بلند فکر ارجمند علم حکمت مین تشخیص ... ہوس نسخہ نظم کا مونس کو الفت ہے تو کاغذ کی مفردات مین ترکیب سخن کی نسخے بہت ہے

زبان جوش گریہ ہچکیان لینے لگا مونس ۔ خلل انداز ہی اب نالہ شب گیر مین آنسو

مہر تخلص مرزا حبیب بیگ نام ذرہ فلک سپہر کا غذ پر چمکا جسکے پرتو شعاع کے سبب سپہر گردون کا دل دھمکا خورشید سخن جسکی قرطاس پر پدید ہے شائقین کو اوسکی دید گویا نوید ہلال عید ہے

مین جان بلب ہون روئی دے اسکتیہ جی مجھے ‖ آیا ہے یاد خال لب نازنین مجھے

مہر تخلص منشی مہر چند نام فرخ آبادی جدہ دہلی اور لکھنؤ مین اکثر رہے آفتاب سخن فلک قرطاس پر یون فروغ بخش ذرہ خوار رہے

نیند آگئی ابرو کے تصور مین جو مجھکو ‖ تھا خواب مین سمجھے سوئے تلوار کے مخشر

مہلت تخلص مرزا علی نام لکھنوی اوستاد سخن انکے جرأت انکی شاعری کے سخن اور شعر گوئی مین بڑی جرأت مابین علی نقی محشر اور مرزا علی مہلت کی کسی وجہ سے فساد برپا ہوا اور آپسمین لڑنے اور مرنے پر راضی ہوئے کچھ دنیا ہو محشر نے قیامت کی کہ ایک دم کی مہلت نہ دی اور زخم کارگر لگا یا انکی اسی جرأت کو خیال کیجئے کہ خموشی کو کام فرمایا لوگون نے قاتل کو ہرچند تلاش کیا لیکن مجروح نے بجز اسکے کہ روز جزا پر جزا موقوف رکھکر کسیکو نام بھی نہ بتلایا اسی حادثہ جانکاہ سے خنجر اجل نے مرغ روح کو ذبح کیا انہون نے ہر کشت اپنا صبح کیا یہی مضمون بندش شعر مین لائے جسنے بیان مذکور کو رنگ دکھلا نے زبان خنجر ہر مصرعہ سے صفت قوت بازوے قاتل ہے صریح کالہ نالہ پر درد و حلق بسمل ہے سوزون کا بیان ہے بیتابی کی داستان ہے شعر کا مخمز زخم دار سے دشنۂ خامہ کی دہار گویا خون کی دہار ہے

مرنے کے بعد بھی نگئی دل کی یہ تپش ‖ آرام زیر خاک بھی اب خاک کیجیے

مہر تخلص مرزا حاتم علی نام بن مرزا فیض علی بیگ مغفور قزلباش مولد و منشا فرخ آباد تلمذ شیخ امام بخش ناسخ مرحوم ان حضرت کی نسبت فاش ہے عرصہ دراز جدہ دہلی مین رونق افروز اور اکثر مشاعرات مین تشریف لاتے ہین ہر روز نتایج انکا سے طرح ہو یا طبع زاد سامعین و حاضرین کا دلشاد مصرعہ

ابروسکے وصف مین جو نازک خیالی ہے غور کیجے تو گویا دیوان ہلالی ہے دلکی مہر سے جو آفتاب رخکی تعریف ہے تو مطلع خورشید اوسکا ہمردیف ہے ذرہ افشان کی مدح مین جو ستارہ نقطہ چمکا یا تو کشش زلف کی الفاظ بیشک خطوط شعاعی ہوکر دکھایا اس ذرہ بمقدار پر بھی نظر مہر بہر حال ہے مگر وہ مہر کہ جسکے جمال کو اگر بجلال بھی دیکھے تو کمال ہے نہ کہ زوال ہے عاشق بخشش آزادروش سن شریف بدر کامل روے منور خورشید شمایل صفحہ کاغذ سپہر مہر بھی نہین نہین مہر کا سپہر ہے نظم کا نجم مثل عقد پروین ہے کاغذ کیا سپہر برین ہے باطن اگرچہ پر تو مہر سے دل روشن ہے بزم سخن انجم کی انجمن ہے لیکن کتاب کا تمام کرنا ہے اس آغاز کا انجام کرنا ہے صفت کو دفتر چاہیے پر اتنیو مختصر چاہیے مہر کا کلام اظہر من الشمس ہے دل چمک جاتا ہو اگر مہر سے لمس ہو صفحۂ خامۂ مہر چمکتی ہے کہ برق ہر لحظہ دکھتی ہے

جو بے نشانیکا ہمسے ہوا نشان پیدا
تو اب مکان سے ہو شکل لامکان پیدا

عبث خیال ہے افشاے راز کا مجھسے
پیلے گا دل پہ نہ ہوگا دہوان کبھی پیدا

چلا ہون ڈھونڈنے مضمون کمر کو سوے عدم
نہوگا میری تربت کا بھی نشان پیدا

مین مجھا دیکھکے اوسکو لب مسی آلود
ہوا ہے آتش یاقوت سے دہوان پیدا

داغ عشق شمع رویان دلسے گر جاتا رہا
گل میرا تاج چراغ دودمان ہو جائیگا

کیا پڑی محلون پہ کرتا ہے غرور اے بیخبر
منہدم اکدن رواق آسمان ہو جائیگا

ہم سیہ کارونکا گر یونہین ہیگا جو سیاہ
سنگ سودا اوسکا سنگ آستان ہو جائیگا

سارے عالم کا ہے غم مہمان دل
کسقدر رکھتا ہے وسعت خوان دل

داغ سودا ہین گل و ریحان دل
دیدنی ہے یہ گلستان دل

مجھسے ہے زندہ دلون کی زندگی
جان جان تو ہے تو ہون جان جان دل

لاعلاج ہے علاج درد دل
بے سروسامانی ہے سامان دل

کھینچ لایا جذب دل اوس ماہ کو
مہر ہے مجھپر بڑا احسان دل

اے مسیحا مجکو ہی آزار عشق
میرا درمان کر جو تجھسے ہو سکے

پیدا ہی کرون گا کسی تدبیر سی زنجیر
توڑون گا در خانۂ زنجیر سے زنجیر

دریا ہی سرشک آنکھون سی جاری ہے تہ آب
یہ گنبد گردان سے حباب سر بلبل

مضطرب ہے نہایت میرا مضطر دل بیتاب
اب دیکھیے کیا لائے گا جگر دل بیتاب

خیال عشق جوانی سے خواب پیری ہین
سحر ہی چونکی غفلت سے اب سدا ہاری رات

لکھا کیے ہین مضامین زلف و عارض کے
سیاہ کاغذ سادہ کیا ہے ساری رات

وہ کافر ہون کہ بتخانہ مین شغل کسب ایمان ہے
ہوئین تحریر اب کعبہ مین تو مصحف روی جانان ہے

بجای حرز جان زلفونکو زاہد روی جانان ہے
جسے کافر بھی ایمان جانتے ہین وہ یہ قرآن ہے

گریبان ہات مین ہے دہیان مین صحرا کا دامان ہے
بس اب پاؤن مین اپنے اور سر خار مغیلان ہے

مطلا لوح مصحف ہے نہ پیشانی نہ افشان ہے
لب لعلین جسے کہتے ہین وہ سرخی قرآن ہے

کہان یہ ابروی خمدار کب یہ چشم فتان ہے
بیاض چشم آہو ہیان کتاب طاق نسیان ہے

ہر اک ذرے مین یہان عالم سویدا کا نمایان ہے
غرض اے مہر کیا دیکھیے اپنا بھی بیابان ہے

ملی یہ وجہ کامل یا مصحف رو کی بالون سے
کہ زاہد مصحف ناطق یقینا روی جانان ہے

سبق کو دیکھتا ہون رات بھر اور پھر اونکھتا ہون
مطول مختصر وہ شرح شعر زلف پیچان ہے

جلاتا ہے یہ پروانون کو وصف شعلہ رویونکی
زبان خامہ بھی اپنی زبان شمع سوزان ہے

ہوائی دشت وحشت ہمکو لی اوڑتی ہوئی بستی سے
ہمارا عنصر خاکی مگر ریگ بیابان ہے

جسے اہل ریاضی برج آبی کہتے ہین شاید
وہ سانچا تیرے آنسو ڈھالنے کا چشم گریان ہے

یہ فیض پرتو سے مہر اپنی طبع عالی کا
لسان الوری جو ذرہ ذرہ اب سخندان ہے

لکھون ہر طرز مین پڑھتا ہے غزل اوس کا
میرا استاد کامل مہر ناسخ سا سمجھ دان ہے

مسیح تخلص مسیح اللہ نام جنکا ذکر شنیدہ کرتا ہے انکا نفس عیسوی طبع مردگان مضمون کو قم باذن اللہ کہکر اسطرح زندہ کرتا ہے

اوس فتنہ گر سے کیسے ہی کوئے وفا کرے
ممکن نہین ہے یہ کہ وہ ترک جفا کرے

ہے جان بلب فراق لب لعل سے مسیح
بچ جائے کوئی حق مین یہ اوسکی دعا کرے

۹۷

مہر تخلص نواب منصور خان نام کہ ازخاندان عظیم الشان صمیم بن نواب محبت خان محبت تخلص پسر حافظ رحمت خان بہشت مقیم تشریح حال انکی کیا حاجت ہے اتنا ہی کفایت ہے بریلی انکا وطن ہے گو یا رشک چمن ہے صاحب گلشن بیخار نے تابش شعاع خورشید سخن سے آنکھ چھپائی تمازت آفتاب سے دماغ مین خشکی آئی حواس مختل ہوئے اسی باعث انکا حال تحریر نفرمایا تو اس ذرۂ بیمقدار نے ستارۂ سخن اپنے طالع کے زور سے چمکایا انکے خورشید طبع کا جلوہ جہان مین روشن ہے جو ماہ سے ماہی تک از ذرہ تا خورشید سب مین ہے مہر طبع ملک کاغذ پر لشکر انجم کا منصور بعبث مضمون کا جلوہ حسن جو شمس الضحیٰ و بدر الدجیٰ لامع النور

خط سے سدود ہے باغ رخ دلدار کی راہ	بند کانٹون ہین کر دیتے ہین گلزار کی راہ

مفتون تخلص حکیم اگوسٹین ولسنلو نام ابن حکیم الیس فطرت تخلص والا احترام متوطن سجے پور حال ساکن بھرت پور از زمرۂ اہل انصارا نظم سخن مین سید گلزار علی صاحب اسیر کا سہارا ایک مدت سے ہمراہ عامی رابطہ اتحاد مربوط ہے انتخاب کلام حکیم انگلستان کاغذ مین منقوط ہے

دیکھکر سوبافت زرین اوسکی مفتون جعد مین	خلق کہتی ہے پڑی بجلی شب دیجور پر
تجکو میری قسم اتنا دل مضطر نہ تڑپ	برق کہتی ہے یہ بیتابی سے سر پٹکتی ہیں
سے کشو عقد ثریا سے اگر آگ نکلے	کیا عجب شیشۂ گردون سی بھی ہو قفل نکلے

۹۹

ماہ تخلص مرزا عنایت علی نام کوچک برادر مہر تخلص مرزا حاتم علی والا احترام مولد و منشا و سکونت انکے اعوان محترم کے باب مین گذری یہ سبب حقیقت تلمیذ پذیر خواجہ حیدر علی آتش جیسے استاد ماہ چرخ خوبی بدر فلک نیکوئی عطارد کی ہمزاد احقر کے حال پر کمال عنایت سخن منظوم سے از بس الفت ماہ خوش رو ہلال ابرو بزم رشک انجم مین تشریف لاکر زبان خوش بیان سے اشعار سناتے ہین بسطور نظم کو رشک کہکشان بناتے ہین ہر مطلع غیرت خورشید النور ہر بیت برج ماہ منور ہے سیاران مضامین کی روشنی سے صفحہ کاغذ فرش چاندنی ہے

غشی سے میری وہ ڈر ڈر کے شب ہوئی بیخود
ہمارے مردہ بیکس پہ کون روتا ہے
نصیب ماہ کو رہتے ہیں دیکھیے کب تک
جب غریق بحر غم ہوا تو نگہبان ہو گیا
لاکھوں نعمت ایک زبان ہے شکر کیا کیجیے
وہ ورد طلب ہوں کہ تیری راہ میں بیٹھے
اونا بھی کام آتے ہیں اعلیٰ کے ایکدن
پیرہن سے چھوٹ نکلا یار کا جسم لطیف
بے برگی پہ اپنے رو دیا میں
سو ہوم رہا بیان موہوم
وصل ہو گا کہ ابھی ہجر میں رونا ہو گا
خال عارض میں ابھی ہو گی ملاحت پیدا
یہی بیتابی کی صورت جو رہیگی قائم
آہ صد ہون سے دل ناکام کے

عجیب غفلت دل نے کی ہوشیاری رات
سر مزار بھی روئے نہ شمع ساری رات
یہ وا غدل کی مصیبت یہ اضطراب میں روح
موج کشتی ہو گئی اور نوح طوفان ہو گیا
وسعت خوان کرم سے تنگ مہمان ہو گیا
کانٹا نہ کبھی آبلہ پا سے نکالا
اچھوں کے منہ سے لگتا ہے تنکا خلال کا
حسن شکل بوی گل جامہ سے باہر ہو گیا
بیٹا جو گرا کسی شجر کا
مضمون نہ کھلا بندھا کمر کا
ہو رہیگا میری قسمت میں جو ہونا ہو گا
سانولا رنگ تیرا اور سلونا ہو گا
دل ہمارا تیرے ہاتھوں کا کھلونا ہو گا
خوب رویا میں کلیجہ تھام کے

سیفی تخلص سید سیف الدین نام از سپرزدگان جالسر انکے فیض سخن سے ہر ایک مشتاق ہر روز مشغل سخن کی تنویر ہے جسکی سطح قرطاس شکر پارہ منیر ہے بسیار ارشاد ہے طبیعت مضمون فکر کی ایجاد ہے

دم آخر جو دم اوکھڑا تو یہ سمجھا دو سکا سبب
کون سمجھاویگا یہ زلف دوتا سے کبد

منیر تخلص اسمعیل حسین نام وطن شکوہ آباد عرصہ دراز سے لکھنؤ میں جلوہ افروز ہیں جوان وجیہ وطرحدار وشوخ چشم مسرت اندوز نیاز مند سے بھی ایکبار کی ملاقات ہے جسکے بیان کی یہ بات ہے کلام منیر رشک بدر منیر

پھول بھی تھوڑے لیے اے صیاد رکھ لے جا میں
نکہت گیسو گلستان میں اگر لائے صبا
اوس ہے تار گل پیرہن کی سامنے اے برہمن

صبا عقد ہے نالہ آتش فشان عندلیب
عنبر اشہب ہو سنبر استخوان عندلیب
جا ہے ناقوس نشست استخوان عندلیب

مشفق تخلص مرزا احمد بیگ نام میرزا اعظم علی بیگ صاحب کی شاگرد اکثر مشاعرہ مین شریک رہتے ہین مضمونِ خوش انکے پاس یا گرد ہندے کی بھی شفیق ہین بدل و جان رفیق ہین یون فرمایا جو لکھنے مین آیا

یہان تو یار نے کی گرم صحبتی مشفق — گئی رقیب کی وہان شدت بخار مین روح

مشکل تخلص شیخ امین الدین نام مولد و منشا فخر دہلی شاگرد نجات و رسنگ غافل مشاعرات راجہ صاحب محفل سخن سنجی مین سخن کی انکے آسان مشکل سہل ہے مضمون طبع گفتگو کی یہ قطع

نکل گئی ہے تمہاری ہی انتظار مین روح — جو آؤ تم تو پھر آجاے جسم زار مین روح

معوج تخلص لا اعلم انکے دریاے حال مین غواص فکر نے ہرچند غوطہ لگایا گوہر مقصد کف مراد مین لانا چاہا مگر گرداب تردد مین چکر کھایا شناور طبع بحر نظم مین موج زن ہے صفحۂ کاغذ چادر دریاے جمن ہے

ہر کاکل پیچان عنبر کا تیری یار — ہمیشہ کبھی بل گیا دل پیچ مین لا کر سیراوہ طرۂ دلدار — اک بل مین جل گیا

معزز تخلص لا اعلم پتا اسکی او حال واضح ہوا طرز اس غزل سے معلوم ہوا کہ شاعر طبع بڑا معزز تھا کس نادر صنعت مین غزل تحریر فرمائی اس وضع سے شاہد مضمون کا شکل دکھائی ایک غزل مین طرح طرح کی زبان سے ایک زمین مین بوقلمون بیان ہے تختہ کاغذ صحن چمن سے بوٹہ بوٹہ رشک گلشن ہے گل بیان رنگین ہے لخت جگر سے تضمین ہے

ہمنے تب تک تو تیرا عشق نباہا آہا — کہا کے طرح کا غم
کاہے کو اس کہا کی تم روس ہو بیٹھ آو کر یا کرو جو
ہمن مستر تیری سب شعر مسلسل موزون — شکستہ یسین شعر

دلی افسوس مجھے تونے نچایا آہا — باقی ظلم و ستم
جات ہے جان کرت منتی کرا آہا — پیاسا ہوں پچھو
یہ غزل جنسے سنی اوسنے سراہا آہا — تیری ہمسری تم

مسیح تخلص نواب مسیح خان نام داماد نواب عبد المطلب خان مسیح مضمون دل مردگان سخن کو اس دم سے جان تازہ بخشتا ہے ہر ان کبھی کبھی محفل مشاعرہ راجہ صاحب تشریف لاتے اور مضمون تازہ سناتے

دیکھ دوست کو کیونکر کوئی دیتا ہی سمجھا | دشمن کو بھی ہمسے تو سنتا یا نہین جاتا

منتظر تخلص اسد اللہ نام مرد شریف علیگڈہ سکونت کا مقام لطیف انکی سخن کے منتظر سامعین ہین بزم مشاعرہ مین جو جو نکتہ چین ہین کلام مستند ہے انکے سخن کی سند یہ ہے

اے اوڑی طرز فغان بلبل نالان ہمسے | گل نے سیکھی روش چاک گریبان ہمسے

منیر تخلص لا علم پھر کیا حال ہو رقم سخن روشن گویا سراج منیر ہے جسکی صفت اس چمک سے تحریر ہے

بھلا ہوا کہ نہ خواہان عز و شان ہوئے | جگر چھیدا جو صدف کا تو ہمکو کان ہوئے

سوزن تخلص مرزا قادر بخش نام سخن انکا موزون باقی حال کچھ معلوم نہین ہوتا کیا لکھون بجز اسکے کہ ہاتھ مین قلم ہے تو انکا مضمون کی رقم ہے

تو ہنو درپئے نقصان عدو بھی ہوز لئے | فائدہ کیا جو ہوا اوسکو ضرر اپنا سا

مسرور تخلص نواب غلام حسین خان نام دل غمگین شائقین فیض سخن سے مسرور شاد کام کلام مسرت اندوز بیت سامع بہجت افزا یون فرمایا تو لکھنے مین آیا

رکھتے ہین یہ کمال کہ رکھتے نہین کمال | آتا ہے وہ ہنر کہ جو آتا ہے سنہ نہین
جسپر ہزار داغ نہون وہ نہین ہے دل | جسپر ہزار زخم نہون وہ جگر نہین

شمشیر تخلص عنایت حسین خان نام شاگرد استاد اسیر شوخ چشم طرار طبع نوجوان شہدے پر مہربان سخن انکا اور یہ سخن کے شمشیر کیا خوش کلام ہے جسکا نتیجہ کلام ہے

چھوڑیگا جنون تن پہ نہ اک تار کفن کا | شرمندہ نہوگا یہ گنہگار کفن کا
کیسا یہ ترا سوز جنون تھا کہ شمشیر آہ | ہر تار ہوا قبر مین فی النار کفن کا
جائیگا تہی دست جب آغوش لحد مین | تب کاسۂ حرص سر فغفور ہے کا
آتش عشق یہ بھڑکے ہے بدن کے اندر | ہر نفس شعلہ مشعل ہے دہن کے اندر
تم شب مہ مین جس طرف کو گئے | مہ کامل چلا تمہارے ساتھ

مشتاق تخلص غلام علی نام شائقین جنکے مشتاق اور کیفیت مخفی فقط تخلص شہرۂ آفاق مشتاقون کے واسطے بیان ہے جسکی یہ طرز شان ہے

اشکون سے تر ہے مژگان نکلے ہے آہ دل سے | بجلی کی کیا چمک ہے عالم ہے کیا گھٹا کا

مضطر تخلص محمد اسد اللہ خان نام شاعر نامی اور سخن پرور مشہور انام ول راقم نہایت مضطر ہے کہ اوس حال سے رسم و راہ کیونکر ہے ہر چند بیقرار ہوا لیکن مطلب برا نہوا

سو کہان دیکھو ذرا ہوش مین آؤ صاحب | خلد کو بھی کہین تم سمجھے ہو گھر اپنا سا
باغ رضوان مین جو اب ڈھونڈتے ہی آئے مضطر | گلبدن حور لقا رشک قمر اپنا سا

محسن تخلص لالہ علم گوکہ ازراہ سخن محسن بندہ لیکن انکشاف احوال مین قلم عاجز بندہ شعر بندہ طبیعت موزون کا احسان ہے ان صاحب کی نظم کا یون بیان ہے

سب آنکھین بند کیے پار ہو گئے راہی | عدم کا صاف ہے رستہ چلے چلو تو سہی

مست تخلص رتن لال نام وطن حیدرآباد میان فیض صاحب انکے استاد شد اب سخن پر زاہد مست ہے ساقی طبع کس کیفیت سے ساغر بدست ہے کاغذ کا صفحہ بزم سے گلستان ہے ساتگین طبع مین بادہ ریحان ہے جام شوق یون چھلکا شیشہ دل سے ڈھلکا

کیا حقیقت عالم ایجاد کی | آپ سے صورت بندہی بنیاد کی

مسرور تخلص لالہ گردھاری لال نام حیدرآبادی فیض سخن میان فیض صاحب سے مسرور و شاد ہے ایسا ارشاد جسکی یہ بنیاد

شاکر ہون انکے جو ہین پیمبر و روز و شب | مندر سے مجکو کام نہ منبر سے ہے غرض

محسن تخلص محمد محسن نام حیدرآباد وطن آپ خوش طبع اور کیا خوب انکا چلن شائقین سخن پر احسان ہے انکے نظم کا بیان ہے

روز جزا جو عیسیٰ و موسیٰ سے کام ہے | محسن مجھے جناب پیمبر سے ہے غرض

حرف النون

ناجی تخلص محمد شاکر نام دہلوی انکی طبیعت طرف صنعت ایہام مائل ہوئی بہ روے ناہنجار یاری دوست خوش اطوار ناجی جب انکا کلام دل سے سنا جی تبدیل اسکا لگا جی بندش مضمون ممکن ہے تو یون روان

محبت سے علی کے دیکھنا جے — ہوا ہے دل میرا اب حیدرآباد
تصور مین تری رتجگی گئی ہے نیند آنکھوں سے — مقابل جسکے ہو خورشید کیونکر اوسکو نیند آئی

نالان تخلص محمد عسکری نام دہلوی شاگرد غلام ہمدانی مصحفی صاحب گلشن بیخار کو زبان بد سے ہر کسی کو یاد کرنا عادت ہے انکی نسبت یہ تحریر عبارت سے ہے ۵ از افلاس زدہ گان دہلی است الخ امیری اور فقیری اختیار بدست کاتب تقدیر ہے انسان بے بنیاد مجبور کوئی امیر کوئی فقیر ہے جو پنبۂ غفلت در گوش ہین وہ اپنی امارت کی روبرو غریب کو ناچیز جانتے ہین جنکا گوش ہوش وا ہے وہ انسان اون مغرورون کو بے ثمر جانتے ہین بعد مرگ نیک ہون خواہ بد تہ خاک برابر ہون گے مفلسی اور آسودگی خدا کے اختیار ہے بندہ عاجز ناچیز ہردم ناچار ہے بدگو کی بدگوئی کے اطوار ہین ہم فدوی الیسفر دل بیزار ہین طبع عاشقانہ فراق یار مین نالان ہے یہ سخن شائستہ بگوش سامعان ہے

وہ بدگمان ہون کہ اوس بت کی سایہ پر بھی مجھے — رقیب ہی کا سدا احتمال ہوتا ہے

نالان تخلص لا اعلم شاعر عظیم آباد ہین جن حضرت کے مشتاقون کے لیے یہ ارشاد ہین ہر اہل بزم خاموش ہے شب کو ہمہ تن گوش ہے

کچھ اندنون نہین سنتے یہ زور خون نکالی — ملنا کسی سے جا کر بد نام ہمکو کرنا

نادم تخلص لا اعلم دہلوی شاگرد میر حسین تسکین نادم سخن طبع تیز اور دقیقہ آئین انکے سخن کا آہو گیر نادم ہے مزاج انکا سخن کا خادم ہے اسکین کی بزم ہے جسمین بیان نظم ہے

آتے ہی میرے شام ہوئی جلد کس طرح — کیا آفتاب داغ دل بیقرار تھا

ناصر تخلص نواب ناصر جنگ نام جگر بند نواب مظفر جنگ نیکش امیر سخن سنج کا نذیر حاشیہ بوستان بساط مضمون سے پیش آیا بوضع دلکش نظم سخن کا بیان ہے جسمین مضامین کا نشان ہے

آگے تو تھی ہی پر سے کچھ کش کمند زلف — پیچھے پڑی ہے کاہیکو کاکل بلا کی طرح

نادر تخلص لالہ گنگاپرشاد نام لکھنوی تلمیذ پیر میر حسن ترکیب تبدیش مضامین نادر مین فکر نہایت مستحسن کلام مین ندرت ہی ارشاد مین لطافت ہے

قاصد تو اوس بہانے سے اوس پاس جائیو
صاحب یہ کسکا خط ہے ذرا پڑھ سنائیو

نادر تخلص میر محمد عارف نام ساکن کشمیر مقیم دہلی سخن نادر ہر ایک طبع کے دلپذیر بیان سراسر نادر ہے جسکے وصف مین طبع قاصر ہے

سو طرح سے بات اگر کیجے تو کہتا ہی نہین
آنکھین اور اوسمین نجانو پڑ گئی ہی کیا گرہ

نازک تخلص زینت نام از ارباب نشاط نزاکت کلام سے ہر ایک مشتاق نیازمند کو حاصل انبساط انکی طبع نازک زندام نازنین شائقان تماشہ بین نکتہ چین معشوقانہ سخن کا ناز ہے عاشقون کے روبرو یہ انداز ہے

ہے نالہ و زاری کا میرے شور فلک تک
پردہ بہت شور کوئی کان دھرے ہے

ناظم تخلص لاعلم وارد لکھنو شاعران ہم بزم سے یہ گفتگو ملک سخن کی ناظم ہین اسکے بندوبست قائم ہین

وصل ایسا ہو گیا اوسکے بدن سے پیراہن
رات کو مین یار سے یکجان و قالب ہو گیا

نامی تخلص مرزا رجب بیگ نام برادرزادہ امیر الدولہ حیدر بیگ خان نامی نامی گرامی سخن دلچسپ خوش اسلئے مزاج سخن سنجان ہاتھہ مین قلم ہے یہ طرز رقم ہے

بسکہ مدت سی ہے راہ انتظار یار پر
چھا گئی آخر سفیدی دیدۂ خونبار پر

نامی تخلص مبارز الدولہ نواب مرزا حسام الدین حیدر خان نام رشتہ نسبت تا بہ سلسلۂ خاندان والا دودمان وزیر الممالک پہنچان اور تمام گرامی گوہر والا مرتبت مہر وشیم خلیق فکر سخن مین حسن طبع بوجہ احسن شاگرد میر مستحسن خلیق شاعر طبع نامی ہے سخن مین نیک انجامی ہے مدعاے طبع کا غذ پر جبع

کام اسکو نہین کچھہ رخ نیکو سے کسی کے
وابستہ ہے جو حلقۂ گیسو سے کسی کے
کسطرح مجھے کل پڑے بستر پہ کہ کل رات
ہمپہلو تھا پہلو مرا پہلو بھی کسی سے
کسطرح مہ عید کو زور و سکے نہ دیکھون
ملتا ہے ہلال خم ابرو سے کسی کے

کیا تھا جو نہ ہم کرچکے اوسکے لیئے نامی | پر کچھ ہوا افسون سے نہ جادو سے کسی کے

ناطقی تخلص لا اعلم نام و نشان کا پتا ملا ہر چند تلاش کی فائدہ ہوا احوال تخلص کے برخلاف تو نظم ہی لکھتا ہون صاف

آتش عشق سے ناطقے کا جگر جلتا ہے | آپ ہنس ہنس کے یہ کہتے ہین کوئی آ دیکھے
واہ کیا خوب مثل ٹھیک بندہی ہے ہمدم | گھر کسی کا جلے اور کوئی تماشا دیکھے

ناسخ تخلص شاعر والا احترام گویاے بلند التزام شیخ امام بخش نام بلدہ لکھنؤ سکونت کا مقام زمین فکر سیرابی استعداد وسعت نباتات مضمون سے گل خیز غنچہ باوصف تنگ دہانی زبان ہر برگ سے ثنا خوان وگلریز نو باوہ ہاے مصارع رنگین اہتزاز نسیم فکر سے نشو و نما پاتے ہین جنکے رشک سے گلہاے باغ پژمردہ ہوجاتے ہین گلبن دیوان ارم تزئین ہین وہ وہ گل رعنا شگفتہ ہوئے کہ جنسے ہین جوش بہمن ودی مین نغماے اردی بہشت ظاہر شاخ بیت رشک شاخ طوبی سے سر بسدرۃ المنتہی قاصر صحن چمن دیوان ہین کس کس روش کو قرینے سے نشست نہال غزل کی صورت ہے جس سے سیاران شائق کو ہنگام نظارہ بسان طوطی تصویر حیرت ہے مرغان مضامین عرش پرواز ہر ایک شاخ پہ مشغوف نوا سنج سحر پردازی طوطیان شکر خائی فکر اغصان ابیات پر مصروف ثنا سازی جنا دو دیوان مثل گلستان و بوستان مضامین اونکے گویا نغمہ بلبلان ہیکو گمان ہے کہ شاگرد آتش محترم ہین کوئی بیان کرتا ہے کہ اونکے استاد مرزا کرم ہین غرض مختلف روایات کا بیان ہے پر عاصی کی ذہن ناقص کے نزدیک یہ کاہل دور تر از این وان ہی مگر شاعر ذہن رسا کی شاگردی سے شامل ہین کسی کے شاگرد نہین اور سب کے اوستاد ہین جسکا اعتقاد راسخ ہے وہ معتقد ناسخ ہے شیخ کا کلام ہے اعجاز الکلام ہے صفحہ کاغذ دراز دستان کا نبذ ہے جو ارشاد ہے عاشقانہ اوستادانہ وعظ پند ہے

وصل کے ایام مین وہ دور تلقل ہوگیا | اب تو ساقی کی جدائی میں میرا قلقل ہوگیا

ایک ہفتہ سے مجھے ساتون میسر ہین ہم
غیر تاریکی شب فرقت مین اہی تا صبح نہین
لکھا ہو اوسنے بہت اشتیاق دل مجکو
فلک سے مین نہین خالی غم جانان مین کبھی
باد کے مانند ساقی لے اوڑا پانی مجھے

وحشت دوریا سبزہ ساقی شیشہ سانو چاندنی
ہان مگر زخمی ہون تو آوے بسفر چاندنی
جلون مین آپ ہی قاصد جواب کی بدلے
کبھی زانو پہ سر اسیر ہے گریبان مین کبھی
کشتی مے ہو گئی تخت سلیمانی مجھے

نثار تخلص عبد الرسول نام ہمعصر سجدہ گاہ شعرا و مرشد شعرا شاہد سخن کی تصدیق اور اس طرح کلام کیا ہے نسبت سخن پر نثار ہین اور ایسے گفتار انداز ہین

یا تجھ سے ان جامہ زیبون کی نکل جاینگی ہم
یہ گریبان دامن صحرا کو دکھلا نکلنگے ہم

نثار تخلص نثار علی نام متوطن قصبہ بلگرام طبع رسا مضمون عالی پیدا شمع سخن پر قلم بلند بزم کاغذ مین انوار سامعین کا دل انکے نظم کا فدائی ہے تب گوش ہوش کلام کی مشتاقی

او تیری ملک فلک سے یوسف زمین سے نکلے
ممکن نہین کہ تجھ سا کوئی کہین سے نکلے

نثار تخلص محمد امان نام خلف میان سعادت معمار ستاہی کہ بانی مسجد جامع شاہجہان آباد انکی بزرگوار آثار ایسے معلوم ہوتے ہین کہ یہ بھی اس محل مین طبع کا شوق طرز قدرت سنگین رکھتے ہین طرح طرح کے گل بوٹے مضمون کی تراشکی در و دیوار بیت سخنکو نقش نگار خانہ چین رکھتی ہین قصر طبع انکا ریختہ ہا کبستی شاد جاتم ہی انکے سخن کی سرو خانہ کی بنیاد اونکی کارفرمائی سے محکم ہے صحن کا غذ کشادہ میدان سے ور انداز صورت آئینہ حیران ہے

خوبی مین تیری حسن کی کچھ حرف تو کب ہی
زخمی کو محبت کی سر طرح جیسے راحت ہے

لیکن یہ ذرا خط ہی سو اصلاح طلب ہی
گر یون بھی تو چھوٹیگے تو سنگ جراحت ہی

نجف تخلص میر نجف علی نام اور کبھی نعاز کانیاہا نجام شاخ علم کو ہاتھ مین تمام تحریر کیا انصاحب کا کلام

لسطرح ربط ہو زلف سے دیوانون کو
ربط ہوتا ہے پریشان سے پریشانون کو

نجات تخلص لالا علم دو نوز بانون مین گویا فارسی مین اونکی کیا بات اردو مین سحر بیان مضمون کو انکے فیض اوستاد سے نجات تقریر سنگین سے مضمون رنگین ہے

یہان تلک سر کو پٹک ہجر مین توڑے پتھر
کہ نہین دامن کہسار مین چھوڑے پتھر

ندرت تخلص مرزا مغل بیگ نام شاعر قدیم کلام مین کمال ندرت ہی عملیات مضمون کے حکیم صفحہ کاغذ پر بیان سخن سے بزم شعرا مین امتحان سخن ہے

مجھے تو یا ہی تخت عیش ہے نقش قدم اوسکا ۔ بڑی دولت ہی ندرت جو میسر ہووی پابوسی

ندیم تخلص مرزا علی نام ہمعصر مرشد شعرا و سجدہ گاہ شعرا انکے شاعر طبع کو ہمیشہ مرثیہ گوئی کا شوق رہا سخن کے ندیم ہین ہمنشین قدیم ہین

جدائی مین تری ہم کیا کہین کسطرح جلتے ہین ۔ بجاے مو بدن سے آگ کی شعلے نکلتے ہین

نزہت تخلص مرزا ارجمند نام عماد الملک کی نامہ نویس مرد دانشمند خوش کلام جو سخن کا ارجمند ہے اوسکی لیے یہ نظم فلسفہ ہے

چاک کر پھینک دیا ہاتھ کا اولجھا وگیا ۔ ایک قصہ تھا گریبان کی سلوانے کا

نزاکت تخلص رجو نام معلوم نہین کہ کیسی ہین یا خانگی شہری یا قصباتی اسکو میان شیفتہ صاحب صاحب گلشن بیخار کا دل جانے یا چھاتی نزاکت کو انکی نزاکت سے تفیض لطافت انکی لطافت سے مستفیض رقاصۂ فلک انکی خادمہ مختار دنیا انکی مشاطہ شعر گوئی مین طبیعت ساحر سخن فہمی مین بقول شیفتہ صاحب صاحب گلشن بیخار کے عقل کی صفت کوئی عقل بھی نہین کر سکتا ہے ان کی محبت کا شوق انکے جوش محبت نے اوستادون سے بھی زیادہ بڑھا دیا انکی نسبت گلشن بیخار مین جو عبارت ہی بسبب طول کے اوسکے لکھنے مین کفایت ہی اون سے صحبت حاصل کر کے امتحان فکر شعر کیجے تب قلعی کھلی یہ ہوس دلمین اٹھتی ہے اونکی کسوف کے آئینہ مین عاشق کا منہ دکھائی دیتا ہے یا دھوکی کی ٹٹی نے رجو کی طبع مین کہان اتنی نزاکت مگر صاحب گلشن بیخار کی عقل کی لیاقت یا طول طول عبارت درد سر ہے بس بہر کیف اختصار بہتر ہے تم تو بیان کرتے چلے جاؤ گے طبیعت کا امتحان کرتے سے چلے جاؤ گے تو کتاب کا سے سو تمام سب کی داستان کیونکر انجام ہوگی معشوقہ مضمون شاعر خوان طبع سے ناز کرتا ہے نازنین سخن یاران ہم صحبت پر کیسا مزاج و غمزہ آغاز کرتا ہے لعبت مضمون سے آنکھ لڑتی ہے عاشق کے

سینہ میں گویا نہال گڑتے ہیں ابکار مضامین کا جوبن دکھاتے ہیں نعوذ باللہ ہدنگا دل بھکاتے ہیں میل سرمہ کو طرف کحل میل ہے خواہش درآمد و برآمد خیل خیل ہے

سرمہ خاک عنایت ہو — آگیا ہے غبار آنکھوں میں

کیا کیا عذاب اوٹھائی ہیں اندوہ عشق کو — جز نام اوسکو کچھ بھی نزاکت نہیں رہی

نسیم تخلص گلزار علی نام اپنے والد کے فیض یافتہ صحبت اہتزاز نسیم طبع سے گلہائے مضامین کو فرحت و نزہت کاغذ کا تختہ گل لالہ کا چمن ہے بوقلموں رنگین شگفتہ مضمون سخن ہے صریر خامہ ہی کہ بلبل چہچہاتا ہے خط رخ کا بیان ہی کہ ارغوان پر سبزہ لہلہاتا ہے نالہ مرغان نسیم سحری ہے آب شبنم سے ہر گل کی پیالی بھری ہی یہ باغ طبع کا ثمر ہے جو شاخ سطر پہ ہے

عمر دون کے ساتھ اوسکو تو ساری تمام گئی — اک ہم ہی اے نسیم اوڑا نکو خاک میں

نسیم تخلص مرزا راجہ کدار ناتھ نام خوش فکر خوش کلام غنچہ فکر نسیم مضمون سے شگفتہ رویش گلشن طبع مضمون نادر کی ہوا کی ہوا سے شستہ و رفتہ نہالان سخن پر نسیم بندش نرم نرم بہتی ہے عندلیب فکر ہر شاخ مصارع پر کیا کیا نغمہ کہتی ہے خوشی بہار ہے چمن کاغذ گلزار ہے یہی خزان کا دور ہے چراغ لالہ کا رنگ اور ہے صرصر کی چال اور ہے ہر نخل کی بیت جھڑ ہے تیغ بہمن چلتی ہے سیر اردی شال سایہ ڈھلتی ہے شجر فکر کا سایہ ہی قرطاس کے کنارے میں ڈھل گیا ہی

قتل ہاتھوں سے تیری عاشق رنجور ہوا — درد سر روز کا تھا خوب ہوا دور ہوا

نشاط تخلص مولوی الہی بخش نام صاحب دانش عالم طبع کو مضمون تازہ نقش نظم سے نشاط ... کو تازہ بہ نشاط طلباے نظم کے مدرسہ کاغذ میں تکرار معقول ہے کہیں بحث نفی و اثبات کسی جا گفتگوے قال اقول ہے

تیغ ابرو کا اگر کچھ بھی اشارہ ہو جائے — آپ کا نام ہو اور کام ہمارا ہو جائے

نشاط تخلص لالہ اشرفی سنگہ نام قوم کا تہہ متصدی خالصہ شریفہ شاگرد ... نمکین طبعون کو حساب سخن کے فاضل باقی رو برو سے محاسبہ مضمون کے

مقصدی فکر تھا یا مضمون بالنشاط ہے جس سے سامع کو حاصل انبساط ہے ✤ ✤ ✤

کوئی تڑپے ہی مارا تیشہ کا اور کوئی آقا ہے بیستا کا	تیرے کوچہ میں ہے گرم آج ہنگامہ قیامت کا
ہوا اجازت تو ذرا کیجیے دم لیسا نے ہیں	تیری دیوار کے آ بیٹھے ہیں ہم سایہ میں

نصیر تخلص شاہ نصیر الدین نام سجادہ نشین شاہ صاحبان غفر اللہ تعالیٰ ذنبہ عمر کثیر ہوئی بہت شہروں کی سیر کی حیدرآباد تک گئے مشاعرہ راجہ چندو لعل شعرا سے ہر دیار سے تقریر ہوئی برکت سخن اور ذہانت طبع سے مشہور شہر شہر دور دور ہنگام قیام وطن یعنی دہلی ہمیشہ مجلس مشاعرہ آراستہ کرتے لباس ترکیب بندش سے تن شعر پیراستہ کرتے عرصۂ قلیل گذرا کہ انتقال ہوا تہ خاک وہ خسرو شیرین مقال ہوا کیا زبان سے کیا بیان ہے ✤

پشت لب سے ترے نکلا خط ریحان ایسا	شمع تو دیکھو لکھے یاقوت رقم خان ایسا
شمیم کاکل مشکین سے شب جو اونگھ گیا	تو آپ کہنے لگے اسکو سانپ سونگھ گیا
دیا ہے تالبوں میں کہ ای ابر تر تجھے بھی	سوجھی ہر اشک کی تلوار پہ برسے تلوار
چڑھائی چادر مہتاب شب مستوں نے چھپروں پر	کٹورا صبح دوڑانے لگا خورشید گردوں پر
قدم نہ رکھیو میری چشم پر آب کے گھر میں	بھرا ہے نوح کا طوفان حباب کے گھر میں
ہوا ہے زلف کسو ہو تو خال رخ دیکھتے ہیں	کبھو بدلی گھر آتی ہے کبھو تارے چمکتے ہیں
دل کا کیا بول بھلا زلف چلیپا ٹھہری	تیری کچھ کا نقشہ گرہ میں ہو تو سودا ٹھہری

نظیر تخلص لالہ گنپت سہائے شاگرد شاہ نصیر سخن گو مشہور مرد سنجیدہ طبع دلپذیر وہاں سخن گو زبان پر آیا جو [illegible] زبان پر آیا

کیا زرد ہو گئیں عشق کی آزار سے آنکھیں	کچھ چشم ہیں اب نرگس بیمار کی آنکھیں

نظیر تخلص لا اعلم ازلقاہ یافتگان سنجیدہ گاہ شعرا سے نظیر نہ ہی [illegible] گلشن بیخار کو سہم پہنچایا مصنف نے نظیر مقرر کیا اور ہندی شعرا کا شعر انکے نام گلشن بیخار میں لکھ دیا حیف بلا نظر سے اور اپنی تقریر سے اس چالاکی اور عقل اور تحقیقات کو آفرین عاصی کے پاس اس زمین شعر کی تمام غزل برائے نظیر ہے گلستان بیخزاں

زیب و تزئین تا برہان قاطع ہو عدو کا عیب شایع ہوا ابطال کلام صاحب گلشن بیخار
ہوا اور غلطیاں جو انسے سرزد ہوئین انکا بھی اظہار ہوا اور رد ہو سوالے اور غلطیونکی
دو غلطیاں اشد اسلئے وقوع مین آئین ازانجملہ ایک نام مفرح مطرب جتائی گئی دوسری یہ
ہے کچھ انکو کدورت ہو کہ اچھا شعر جو پایا تو صاف دوسرے کا بتایا انکے دل ہو صفائی
گئی دو سو نظیر مقرر کرکے انکا شعر اورن کے نام لکھا ایسی افترا پردازی سے کیا حاصل ہوا
جو ایسا کلام لکھا انکی صفت مین یہ عبارت ہے جسکے واسطے بندہ کو انہی دقت ہو
ہ نظیر تخلص شخصے ست در بنارس خود را شاگرد میتود اسیکو ید از کلام او ست
و د شعر یہ ہے جسپر انکو تحسین وزہ ہے حضرت آدمی شعر انکی بیان اس شعر کی غزل
لکھی جائیگی انکو کو کیا کیا کہلائینگی

تا ایک نظر دیکھے تجھے اے مہ تابان | رہتا ہے سدا مہر درخشان ہمہ تن چشم

نظام تخلص نواب عماد الملک غازی الدین خان بہادر وزیر عظیم الشان شہنشاہ
ایران نظام ہندوستان انکی سرداری کا فسانہ حلقہ بگوش عالم ہے سجدہ گاہ
شعرا کا قصیدہ انکی شان مین بصد طمطراق چونکہ تخلص نظام ہے نظم کا انتظام ہے
بعالی شان کلام مین صولت امارت ہے عجا و طبع پر کاخ سخن کی عمارت ہے

چھپا ہو انگ مین کل ہا و سی ہین ہو مین کہہ بہار | کہ آدھی رات ادھر ہو اور آدھی رات ادھر
دل تڑپے ہے اور دیدہ تکے راہ کسی کی | یارب نہ کسی دلکو لگے چاہ کسی کی

نعمتی تخلص نعمت اللہ نام والد غلام محی الدین عشق ہے مبتلا زبان فارسی شعر
فکر ریختہ مین تفتیش طبع دل کشا

تڑپے ہے ہجر مین دل غمگین بغل مین | اب آ کہیں اے باعث تسکین بغل مین

نکہت تخلص نذر علی بیگ نام شاگرد شاہ نصیر ترجمہ سکندر نامہ بزبان
انکی تحریر مشام گل مین انکے عطر سخن کی نکہت ہے چمن کلام مقام نزہت و فرحت ہے
کاغذ کا چمن ہے جسمین گلدستہ سخن ہے

آج اک پردہ نشین کہہ ہے مرے گھر آنا | آئیو اے ملک الموت تو کہکر آنا

سے پوری صاحب کیفیت اہل باطن رموز دان حقائق ایزدی پیر مغان میخانہ جذب و سلوک صوفی باصفا سے ہیں مدت قلیل ہوا کہ تعلق دنیا سے دلکو آزاد کیا شہر خموشان آباد کیا عالم فکر مدرسہ کاغذ میں مباحثہ حق و باطل کرتا ہے یہان تک کہ شاعر طبع بھی نیاز حاصل کرتا ہے یہ سلسلہ سخن سے شائقین پر ظاہر ہے کچھ بے تکلف ہے کہ مزاج مائل تصوف ہے

وہ جو نقش پا کی طرح رہی تھی نمود اپنے وجود کی	سو کشش نے دامن ناز کی اوسے بھی زمین سے مٹا دیا
کیا ہی چین خواب عدم مین تھا نہ تھا زلف یار کا کچھ خیال	سو جگا کے شور ظہور نے مجھے کس بلا مین پھنسا دیا
صبر و قرار و شکیب و تاب و توان عقل و دین	سب نے تعلی اپنی راہ رہ گئی کیون جان تو
پوچھے ہے ہر ایک سو کسکا ہے عاشق نیاز	تجکو نہین ہے خبر ایسا ہے ایجان تو

ناصر تخلص لاعلم اور حال معلوم نہین لیکن فکر مین متانت ہے کلام سے فصاحت کو استعانت ہے اول کا حال اوپر گذرا یہ ناصر نامی جنکے شاعر طبع کی یہ خوش بیانی

جسم و گردن کا تری جب بزم مین افسانہ تھا	تھی تہی قالب صراحی وا گردن پیمانہ تھا
خار تھی پابوس چھالے پاؤن اوسکے چھٹنے سے	یار جب صحرا سے وحشت مین ترا دیوانہ تھا
یک قلم شمشیر قاتل نے کیا اوسکو قلم	کیا نہال عمر اپنا سبزۂ بیگانہ تھا
نیم وا ہے چشم وقت خواب اوس میخوار کی	بیخبر ساقی پڑا تھا دور میخانہ تھا
بعد مدت عاشق و معشوق ایک جا تو تھے	دل مرا تھا عندلیب اور گل چراغ خانہ تھا
باتین کرنا خواب مین کہنا [illegible]	وان کلام الفت [illegible] اوسکو [illegible] تھا
قیس ناصر سے بقول درد آتی تھی صدا	خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا

نسیم تخلص لاعلم درویش دلریش آزاد کیش عمر از جہل کم بیش [illegible] ہوئے ہین شگوفہ اونکی نہال طبع سے عنبر بیز مشام سامعان ہوا ہے نکہت نسیم فکر نکہت گل سخن کی جھولیان بھر بھر کے لاتی ہے شاہد شائقان مشام شمیم عطر آگین غنچہ مضمون سے معطر کر جاتی ہے ✣

نسیم کس سے گلہ اپنی قسمت کا	وصال غیر کو ہو اور فراق یار ہمین

نحیف تخلص سید برکت علی نام ساکن مرادآباد سخن سنجی میں زور رکھتے ہیں اور مرید استاد اگرچہ تخلص نحیف ہے پر سخن پر قوی نہ کہ ضعیف ہے

ابھی میں شہر خموشان میں ڈالدوں آ کے خبر	خدا جو دے مجھے اک دم کو بھی مزار میں روح

نسیم تخلص لا اعلم نسیم سخن سے گلشن کاغذ میں غنچہ دل سیاران تر و تازہ از بہار مضمون چمنستان کاغذ میں بے اندازہ کشمیر فکر کی ٹھنڈی ہوا سے گلشن کا غذ قرطاس میں کیا کیا گل کھلا ہے

نسیم باغ میں جاؤ اگر وہ جان جہان	ہر ایک گل میں پڑے جان ہر اک خار میں روح

نظیر تخلص درۃ التاج شہنشاہ سخندانی گوہر یکتائے قلزم فیض رسانی سر آرائے اقالیم سخنوری اور رنگ پیرائے محافل شاعری سید ولی محمد صاحب مرحوم و مغفور کہ اصل اصیل دار الخلافت شاہجہان آباد سن صغیر سے ہمرکاب والد بزرگوار جد و پدر کو چہ ملکان جو متصل روضہ ممتاز محل اور وصف اوسکا اظہر من الشمس ہے زینت بخشی وہ کیسی شمع شبستان مکرمت چراغ دودمان عزت گلدستہ گلستان عظمت غنچہ بہار ندرت لعل معدن علم و حیا گوہر گنج اتقا خورشید آسمان وفا ماہ چرخ صفا بادہ نوش میخانہ مضمون رنگینی رحیق پیمائے میکدہ معنی دل نشینی اظہر من جود و احسان معدن الطافت بے پایان حلیم الطبع خلیق الوضع مطلع انوار سواد نظم مقطع بیاض تجلیات بزم ظرافت محفل آشنائی ظریف انجمن دانائی خلاصۂ خاندان بسالت سلالۂ دودمان اصالت چرخ ہمت زمین حلم دور از جہل نزدیک بعلم وحید عصر یکتا سے زمان یکہ تاز عرصۂ مضمون سخن سنجان آشنائے غواصی نکتہ چینی داناسے دقایق رنگینی عالی فکرت بلند ہمت رفیع مرتبت بزرگ شوکت والا فطرت اوج فتوت ہادی شعر القب صاحب قاعدہ ادب خیاط ازل نے قبائے مضامین نادر انکی عقل کے جسم پر قطع کی دبیر فلک نے بیاض سخن پردازی و مضمون طرازی انکی نام نخشی بلاغت میں سلمان ساوجی بسم اللہ خوان دبستان فصاحت میں سحبان وایل طفل مکتب ایشان انکی چمن فکر میں اس طرح کے گلہائے مضامین کھلے ہیں کہ

اگر عین خزان مین بلبل تصویر کو اوس باغ مین لیجاے تو اون پھولون کی بو کار
نفس عیسوی کرے نغمہ سراے عندلیب طبع کی اگر طوطی سحبان سنے تو ہزار بار انشو
نوا سنج توصیف و مدح ہو کر اونکا دم بھرے جس شاخ پر ایک پھول گلستان سخن
اسکے سے کھلا دیکھین ہزاران شائق عنادل وار جان نثار کرین گلشن جسمین ایک
برگ خزان رسیدہ چمنستان طبع بہار خلد غنچہ گلبن باغ جنان طبع جسوقت مزاج
عالی تحریر پیشہ پر ملتفت ہوا مضمون انشا ہاے نثر کی گزین قدرستین فہم قدرت بزم
رعنا زیبا حسن بازار طرز تقریر وغیرہ نوعروس مثال نو رتن زیب ازو ہے شاہد مدعا
ہو کر دست بستہ آن پہونچا ہر گاہ عندلیب سمت ترقیم نظم متوجہ ہوا اور صیاد فکر نے
دام طبع بچھایا مرغان مضمون لامکان پرواز اوڑنے سے باز آکر بخوشی صید ہوے
تو غزل مستزاد مثلث مربع مخمس مسدس مسبع مثمن معشر رباعی قطع بند ترکیب بند
ترجیع بند تضمین واسوخت بحر طویل وغیرہ ہر ایک کو متعدد تحریر فرمایا یہ تحریر سرا
گفتن و نوشتن نہین بلکہ فی الواقع بلا تصنع اور اوسمین کل صنعتین شاعری کی ختم
کین دیوان حافظ کی چند غزلین زیور تخمیس سے سرا پہن بالی سے جواہر فکر سے
مرصع ہوئین عاصی پر معاصی تجر ماشیہ شاگرد غلامی دوش سعادت پر رکھتا ہے
اب نظارہ گیان نسخہ گلستان بیخزان کی خدمت عالی مین نظر چشم عنایت پر
رکھتا ہے کہ بچشم انصاف غور فرمائین مہربانی پھر ملاحظہ فرمائین مولف گلشن بیخار نے
کہ در حقیقت پر خار ہے اکثر ہر ایک شاعر کی نسبت حقارت اور تحقیر سے گفتگو کی
بلکہ یکسر شکایت سے پر ہے اور عاصی ہر جگہہ سیاخشہ اور تردید انکی صحت پر کیا اپنا
سے زبان خامہ کو [illegible] کی یہ کہ شمع دودمان مرتضوی ہین چراغ خاندان مصطفوی
ہین انھون نے گلشن بیخار مین شیخ انکا نام کیا یہ کیا بیجا بیہودہ لغو کام کیا اور
عبارت لکھی جبکہ [illegible] نے شکایت لکھی سو نظر تخلص شیخ ولی محمد اکبر آبادی

خانہ در جوار روضہ تاج گنج کہ بیرون شہر مذکور است دارد آیت لم یخلق مثلہا فی البلاد
کہ در خصوص باغ شداد آمدہ [illegible] گشت و در خوشنامی [illegible] گلستان

ہمین معنی بر زبان آدمی گویند نظیر در حلم و خلق و ذکا سابینظیر روزگار است
بہ تعلیم صبیان بسر می برد کم مدت است کہ ازین خاکدان بروضہ رضوان رفت
اشعار بسیار دارد کہ بر زبان شوقین جاریست و نظر بآن ابیات در اعداد شعرا
شایستش شمرد اما برعایت ابیات منتخب قطع نظر کردہ شد اور راست الخ
سبحان اللہ صاحب گلشن بیخار کے نزدیک شاعری سہل کام ہے پر اس معنی سے
کہ شعر کہوا لیئے اور شاعرون مین اپنا نام ہے اوستاد سے شعر کہوا کر اپنا نام مشہور
کرا سکے اور دل مین خوش ہوئے کہ ہم بھی شاعر کہلائے مدارس کے بھروسے پر یہ شوق
انکی کمر مین کہان زور ہے اس شاعری پر ایسا منہ پھٹا کہ ہر شاعر کی زبان پر عیب کا
جا بجا انکے سخن کے بیکار حرف ہین ایسی شاعری پر جا بجا حرف ہین بیگانی شعرون سے
یہ شاعرون مین ہین شامل ہو لنگا کی شہیدون مین ہو گئی داخل منہ سے کہو بیرون نہ
کھڑکی نہ دروازہ نہ ٹٹی چھپٹ بھلا کی انہین سب باتین ہین اگھٹی کسی کے برا کہنے سے
کوئی برا نہین مگر یہ فعل ہرگز اچھا نہین برا کہنے والا خود برا جو اپنے تئین اچھا سمجھے
وہ لا بد برا باطن بدگویون کا ذکر کہان تلک اچھون کو برا کہتے آئے ہین یہان تلک
کہ حضرت کو بھی شاعر انسے بھی کہتا رہا وہ جو سچی وارث سر پر و نی قیل اقلا الہ خ و دلہ قیل ان لبو
قد کفا دبا انما اللہ الرسول مثل من لسان الوری فکیف انا شاعری کہ کہتی ہین کہ دو
ہو زمانے کی امورات نیک و بد سے ہمہ دان شیرین بیان ہو پڑھ کی حد سے شعرگوئی
کے دقائق سے خوب ماہر ہو شاعری کے سب نکتون کا فائدہ او سے ماہر ہو شاعری
کے عملون کا عامل ہو ہر طرز مین مہارت کامل ہو جیسے ہادی شعرا میر بھی کبھی
لازم نہین کسی کی نسبت ٹھٹھا سے نا ملایم نہین صاحب گلشن بیخار بھی انصاف ہین
انہین بھی تو ہوئے لاف و گزاف ہین اپنے شاعر نادار عالی مقدار جنکے کلمات
شائستہ و نکتہ ہائی فہم عالم کو محفل سماعت بخشتی اور شہر شہر دیہہ دیہہ قصبہ قصبہ کوچہ
و برزن مین ہزارون فرح بخش ذکر و اوصاف نظم و نثر او سی جنت آرامگاہ کی کچھ بات
نہ سنی ساقی میخانہ فیض طبع نے نشہ بادہ شوق سخن کا لب تر کیا پیر مغان طبع نے

ہر ایک خشک کام گلو تر کردہ یا وقت گلہائے سخن کا اپنے دور مین لبالب ساغر کیا
چشم حاسد کیواسطے مصرعہ برجستہ کا میل کرتا ہے ای اعدا مین مضمون پیچیدہ پیر ہین
پھرتا ہے ای مخاصمان صوری و معنوی بگوش دل متوجہ ہو کر سننا اور چشم انصاف کو
معاینہ گلشن بیخار اور گلستان بیخزان کہو لنا کہ مولف گلشن بیخار کو اوسکی تالیف سے
کیا یہ مدعا تھا کہ سیر گلدستہ گلہائے بوقلمون سخن کیجیے بلکہ ضمیر خاص یہ تھا کہ رسوخ
اپنا اور اپنی آشنا اور حسن خان اور اونکی آشنا اور مولانا صدر الدین خان و مرزا
اسد اور غلام علی وحشت کے کلاموں سے داد لیجیے باقی سب کو برا کہیے افسوس
کیا کہیے بہت جا غلط کو صحیح لکھا اور صحیح کو غلط صریح کہا عجب آتا ہے کہ یاران ہمنشین
نے بھی باوجود واقفیت کمال چشم پوشی کی چنانچہ مرزا اسد صاحب کہ ہادی شعرا
شاگرد اور انکی کیفیت سے خوب آگاہ تھے خاموشی کی یہان تک کاشف دماغ شعرا
غرور سے پیدا ہوا کہ غلطی کو صحیح جاننا اسقدر ان سب کو تھا اور غرور ہوا جس سے
صحیح جاننا شعر ہادی شعرا کی نظیر غالب شاہ ری کے نام لکھا معلوم نہین کہ وہ نظیر حقیقی
ہین یا مجازی جسکا سنے یہ انجام لکھا ہین اس غزل کی اور شعر بھی تحریر کرونگا
نظر انصاف سے مباحثہ کی تقریر کرونگا علی ہذا القیاس اور غلطیونکا بھی
نشان موقع پہ بتا گیا جو مضمون زبان خامہ پہ آتا گیا اگرچہ کہ ہادی شعرا
ضعیف شعر کہا کرتے تھے تو یہ نظیر قوی وہ نظیر نہین ہر زمانے مین فصاحت و بلاغت
کا تبدل ہوتا ہے صفائی فصاحت مین تقریر نہین چنانچہ موجد کلام اردو والد شعرا
کے سخن کو غور کیجیے اور پیچیدہ گاہ شعرا وغیرہ کے کلام کا دیکھیے زمین و آسمان کا
فرق ہے دریای حیرت مین خیال غرق ہے اور شعر انکے شعر نہایت بہتر ہین ہمین نمط
قیاس کرتے چلے جائیے کیا سب برابر ہین پچاس برس کا عرصہ ہوا جو ہادی شعرا کا
فلک سخن مین دور اخیر تھا یہ فقرہ اس موقع پہ قابل تحریر تھا فی زمانہ ثابت افزود شعرا
حال سے تھا پھر چھکر چھوڑتے تو اب جتنے متقدمین شاعر تھے بڑے اور شعرائے حال
اچھے پڑھے انکو دشمنون نے سند مان دیے جب عرصہ کثیر گذرے گا اور درستی سخن

زیادہ تر ہوگی تو شاعران حال شعرائے مستقبل کے روبرو ماضی ہونگے اور
یہ کلام انکا کمال ناقص ہوگا اب کلام سجدہ گاہ شعرا اور سخن آتش کو مقابلہ کیجے تو
مضامین آتش گرم اور انکی کلام کے قائل ہونگے اگرچہ اس مقام مین بہت طول
ہوا حاسد نہایت دل ملول ہوا سبب اسکا یہ کہ ہوئی الیسے نصیب کہ لوگون کی حقارت
کی اور خود ارادت کو کام فرمایا ولیکن سمجھے کہ جسکو بیادل چاہے لکھو کوئی ہمارا کیا کریگا
اوسکی تردید کیواسطے عاصی یہ گفتگو لایا خصوص ہادی شعرا کے باب مین نفس الامر
گفتگو اور واجبی تقریر بیان کیسیکو اس کلام کی جگہ نہین کہ انکی بہت شعر لکھے یا عبارت
طول تحریر کرے کیونکہ صاحب گلشن بیخار نے کہ دوستی کی راہ یا کہہ یا لوالی کی سبب
انکی نسبت بھی کلام بیجا لکھا اب اگر انکی ابطال تقریر کے لیے ایک دیوان ہادی شعرا
کا شامل گلستان بیخزان کیجیے تو بجا ہے جو شعر بندہ لکھتا ہے اوسکو دیکھکر جو اس
پران ہونگے او کیفیت طباعی و لطف سخن سے اون کے ہمنشین اور استاد
وغیرہ کو ہوش گریزان ہونگے یہ نہین کہ استاد سے غزل کہوا لی اور شاعر
بنگئے شعرا پہ طعن تشنیع کرنے کو تن گئے دقیقون مین ذرا استادی چاہیے جسمین دقت
کی بنا و بربادی چاہیے مولوی صدرالدین صاحب ہمد صاحب گلشن بیخار کی بڑے
یار شفقت آپ ہین اور عالم متبحر بلکہ ارشادی اونکی اتنی تعریف لکھی ہے کہ ایسی کسیکی
نہین کی اون کے مطلع پر جو اس نالائق نے اعتراض کیا وہ اونکا کلام تقریر کا باقی
منصفان والاشان نقطہ باحرکت کا بے حرکت ہونا اور انکی اس حرکت ناشائستہ
کو ملاحظہ فرما کہ حرکت متحرک ہے یا ساکن بندہ تو فتحہ و ضمہ و کسرہ و جزم سے واقف
نہین من و عن جو اس مقول مین بحث معقول کرے مدعی و غلط گو کی بات کو
طول کرے ذی علمون کی زبان سے سنا فقیر جاہل پڑہا لکہا نہ متحرک لکھا استاد
نے کلام کا بیان کیا میری یاد مین چنانچہ اسکی نظیر کیواسطے ردیف الف مین بنام
مولوی صاحب مذکور تقریر گذری یہ مقام بڑے موقع کا ہے عقلا غور فرمائیں
کہ جو ایسے عالم اور انکے بڑے دوست کی ایسی تحریر گذری اونکے شعر کا یہ حال

پس جو کمتر مرتبہ ہونگے اونکا کون احوال مثلاً مؤلف گلشن بیخار یا اونکے اوستاد
اونکے کلمات کا کیا حال ہوگا صحت لفظی عافیت کا ہیکو میسر اونسنے کیا قیل و قال کا
مال ہوگا یہ کلام مومن خان جسکی غلطی فاش کا کیا بیان دل ایسے شخص کو ہونے
دے دیا کہ وہ ہی محب حسینؑ کا اور دل رکھے شمر کا سا انکے دوست کا وہ سفال اوستاد
کا یہ حال خود کی یہ تقریر جنکی سبب طول ہوئی تحریر بخدمت سیاران گلستان سخن
عرض عاصی یہ ہے کہ کہانتک کلمات کی تحریر کا طومار ہو لب لباب کرکے لکھون
اگر کل منتخب کو جمع کرون تو بہت ضخیم ایک کتاب جدی تیار ہو لہذا چند اشعار بہت جدید ہین
وہ شنیدہ کیا بلکہ دیدہ ہین چونکہ تخصیص تالیف اس کتاب کی دو سبب ٹھہری ایک
یہ کہ صاحب گلشن بیخار نے کل لفظ بیجا اور عبارت بے محل اکثر مضمون کی نسبت
لکھی اوسکی تردید منظور تھی دوسرے ہادی شعرا مرحوم جو ناظم و ناثر اس مرتبہ کے تھے
او نہ مشارالیہ نے اونکی اہانت کی انکے علم و فضل کو دکھا کر گفت و شنید منظور تھی
اگرچہ ان حضرت کی اشعار بندہ نے بہت لکھی عدو کے کلام کو رد کیا لیکن بسبب طول
ہونے کتاب کی اتنے پر اکتفا کرکے ترویج کیا عشاق مضمون کو منظور ہے شایان
شائقین عصر کی تسخیر اسلیے عمل حب سخن کو گوشۂ کاغذ نظیر کلام نظیر شعر اندراج کیے
نظیر ہے تقریر عاصی بے نظیر ہے عدو کا سینہ سپر خامہ کا تیر ہے یہان مضمون گرم طبیعت
کے سانچے مین ڈھلتے ہین وہان عدو سر دھنتے ہین بن آگ پڑے جلتے ہین یہان طوطی
خامہ گویا ہے وہان آئینہ دل زنگ مین لپٹا ہے یہان چمن کاغذ مین معانی کے
گل کھل رہے ہین وہان خار حسرت سے خالی نہین عدو دل سہے ہین یہان تیغ زبان
برق زا ہے وہان عدو کے کھیت کا کھلیان ہو رہا ہے یہان حسب طبع مین
مضمون رنگین ہے وہان دامن عدو اشک خون سے رنگین ہے یہان نیزۂ خامہ آبدار ہے
وہان عدو کا سینہ فگار ہے یہان شعر کی آراستہ بزم ہے یہان نظم ہے وہان نثر
عزا اچھا ہے ماتم داری کا عزم ہے یہن ہین باطن اب کہانتک زور طبع آزمانا
ہے خدنگ تلک خونریز کا کب تک قلب دشمن نشانہ ہے اگرچہ جوش طول

سو بار جریدہ اوسکا مسکا نگہت گل سے
رخ و جبین مژہ تیر و چشم و ابرو کو
تن و دل و لب و دندان کو روی نازک سے
ذقن کو چاہ زنخدان کو گوشش گریبان کو
کف حنائی و انگشت و ساعد و قد کو
جو وصف زلف کا پوچھا تو حلقہ حلقہ کو
دیکھا اوسی رنگ بہار وسیر گل اور بہار
تو ہی وہ گل ایجان کہ تیری باتین ہین شوق
ہی کوئی وہ چشم نہین جسمین اوسکا نور
عیسی کے قم سے حکم نہین کم فقیر کا
شہر دل آباد تھا جبتک وہ شہر آرا رہا
گیا رہا پھر شہر دل مین جز ہجوم درد و غم
آرہا آنکھون بیچ ہم تو جہی نہ وہ آیا ستم
اک پردہ ہستی نہ رہا جون نظر آیا
اوس مہر پر انوار سے شبنم کی طرح ہم
بدن گل چہرہ گل رخسار گل لب گل دہن گل
عشق کا جو گل زخم دم شمشیر کھلا
طفل اشک امیژہ چاہے کہ رہی تک تو جہ
محو تدبیر ہین ہم لیک خدا ہی جانے
نظر اب اس ندامت سی کہدن کیا
ادہر اوسکی نگہ کا ناسہی آکر پلٹ جانا
یہ کچھ پھر دیپ مین دیکھو کہ نیک شکل دانی کی
یہ یکتائی یہ یکرنگی انس اوپہ یہ قیامت ہے

شبنم سوکب اسے بلبل پیراہن گل سرکا
سنان و بدرسہ نرگس و ہلال لکھا
عقیق و سیم و در و سنگ کی مثال لکھا
صراحی سیب و گل و چشمۂ زلال لکھا
ستاک و برگ و گل و غنچہ و نہال لکھا
تاب و مرجع و ملجاے صد اسیر کہا
اک اوڑا اک گر گیا اک جل گیا اک بہہ گیا
جبرئیل کو بلبل کیطرح نعرہ زنی کا
ہی کون سادہ دل کہ نہین جسمین اسکی جا
ارنی پکارتا ہے سدا دم فقیر کا
جب وہ شہر آرا گیا پھر شہر دل مین کیا رہا
تھی جہان فوج طرب وہان لشکر غم آرہا
حیف کس سے پوچھیے آکر کہ وہ کیسا رہا
وہ پردہ بر انداز ہمین کیون نظر آیا
گم ہوتی گئی ہمکو وہ جون جون نظر آیا
سراپا اب تو وہ رشک چمن ہے ڈہیر پھولون کا
رہ گیا جسم پہ مثل گل تصویر کھلا
پیارے مہر سے الفت سی پہ تدبیر کھلا
کون سا گل ہے کہ جس پر دہ تقدیر کھلا

فا ما شم آتا ہم آتا

اید ہر مرنا تڑپنا غش مین آنا دم اوکھڑ جانا
بکھرنا شیر ہونا الجھنا پھر سمٹ جانا
شکم ہونا تہ پیسنا او پیراہن گھٹ سو جانا

دل ہوا جس دن سے بسمل ابروے دلخواہ کا
نہ گل اپنا نہ خار اپنا نہ ظالم باغبان اپنا
یہ کیفیت پا وہ صفا کہ جسے کہ بیان میں لا
نہ آسکے یوں جو ذرا اترے مصحف رخ کی
مہر سپہر دل جلوں کو نہ ہو گز کر ہو فلک
جیسی ہوئے ہیں وہ لب جان بخش جلوہ گر
تو وہ ہو نور سراپا کہ تیری صورت کو
گلی کی خاک بھی ہو کر نہ ٹھہرنے پائے
یہ ناتوان ہوں کہ آیا جو یار ملنے کو
اٹھو ذرا سا کانون ہم جیسی اسی نہ پہ کے
ہم وہ درخت ہیں کہ جسے وہ سہد عاجل
تبعان کے نازبرداری ہیں بھی تیری عبادت کی
ہو سمجھے نہ دل جیت ہیں ستا اوسکی عام کا
عزیز و کیا پڑے سوتے ہو غفلت میں ذرا جاگو
ایک نظر گر تجھے دیکھیں تو شادی سے پھر
ہوا جو اوسکا وہ کوچہ چمن بہشت نصیب
یہ کم نصیب ہوئی ہم کہ بعد مرگ نظیر
جب کھلے اوس معجزہ آرا کے لب
عشق میں اوس گوہر نایاب کے
نام سے اوس لب کی ہیں لب پر شہد
ہو حسن اثر کیوں نہ میری آہ میں یارب
دل سا در یتیم بکا کوڑیوں کے مول
بازار یوسفی کے نہ دیکھیں نہیں خواب میں

تھا وہی پہلا دن اوس بسمل کی بسم اللہ کا
بنایا آہ کس گلشن میں ہم نے آشیان اپنا
پاے نظارہ یہ کہتا ہے کہ پھسل جاؤں گا
نسیم صبا گئی آ کے سر ورق گل کا
دانہ کہیں اوگا ہے جو آتش میں بھن گیا
تب ہی تمام نسخہ عیسیٰ کا گن گیا
بشر تو کیا ہے سری جان فلک نہ دیکھ سکا
جہاں تو آہ یہاں تک فلک نہ دیکھ سکا
تو صورت اوسکی اوٹھا کر پلک نہ دیکھ سکا
لگتا تھا ورنہ چین کا دانا و آگرا
ارہ ادھر دکھائی سے اودھر تیر قضا
میری اس بندگی کا اب تو ہی شاہد ہے معبودا
ہو صوفی ہو جو خاص خدا کے کلام کا
جرس فریاد میدارد کہ بر بندید محمل ہا
سہ کو لگیں چار چاند مہر کو چار آفتاب
خدا نے ہمکو اسی جا کیا بہشت نصیب
ہوئی مزار کو اپنی نہ ایک خشت نصیب
بند ہوئے حضرت عیسیٰ کے لب
آج تک خشک ہیں دریا کے لب
خلد کے حوران شکر خا کے لب
سب کچھ ہے مہیا تری درگاہ میں یارب
کیا کیجئے تقصیر بھی خریدار کے نصیب
جو گرم یاں ہوئیں تیری بازار کی نصیب

ہین ہون اور مہروشی ہی اور ساقی ہی اور شراب
پر خدا جانے یہ بیداری ہے اے دل یا کہ خواب

ثروت و مال و منال و حشمت و جاہ و جلال
کوئی اسکو کچھ کہو ہمتو سمجھتے ہین یہ خواب

یہ جواہر خانۂ دنیا جو ہے باآب و تاب
اہل صورت کا ہے دریا اہل معنی کا سراب

وہ مطلا قصر رنگین وہ منقش بام و در
جنکی رنگینی سے تھا قصر ارم کو پیچ و تاب

وہ عظیم الشان مکان بنتی نہین جنکی رفعتین
جنکے طاق آسمان کو طاق ابرو ہے جواب

صحن مین بستان ہر ایسے پر از غلمان و حور
جنکی انہارون مین جای آب گل خالص گلاب

اور مکین تھے وہ صاحب ثروت جنہین کہتی تھی خلق
کیقباد و قیصر و کیخسرو و افراسیاب

مہر وش بہرام صولت بدر قدر و چرخ رخش
مشتری ہمت ثریا بارگہ کیوان جناب

وہ تجمل وہ تمول وہ تفوق وہ غرور
وہ تجشم وہ تنعم وہ تعیش وہ شباب

ہر طرف غنج بتان ہر سو ہجوم گلرخان
جنکے عارض رشک ماہ و رشک روی آفتاب

چشمک و آن و اشارات و ادا و سرکشی
طنز و تعریض و کنایت غمزہ و ناز و عتاب

صبح سے لی شام تک اور شام سے لیتا بہ صبح
متصل رقص و سرود و پیہم جام و شراب

ساقی و مطرب ندیم و مستی و میخوارگی
ساغر و مینا گل و عطر و می و نقل و کباب

کثرت اہل نشاط و جوش نوشانوش سے
از زمین تا آسمان شور نی و چنگ و رباب

وہ بہارین وہ فضائین وہ ہوائین وہ سرور
وہ طرب وہ عیش کچھ جسکا نہین حد و حساب

یا تو وہ ہنگامۂ تنشیط تھا یا دفعتاً
کر دیا ایسا کچھ اس دور فلک نے انقلاب

جو وہ سب باقی رہے دم مین حباب آسا مگر
رہ گئی عبرت زدہ وہ قصر ویران و خراب

تھا جہان وہ مجمع عالی وہان اب ہے تو کیا
نقش سم گور یا کنہ کوئی پر عقاب

ہین اگر دو خشت باہم تو لب افسوس ہین
اور جو کوئی طاق ہے تو صورت چشم پر آب

خواب کیسے اس تماشے کو نظر اب یا خیال
کچھ کہا جاتا نہین واللہ عالم بالصواب

کیون نہ عشرت دو چند ہو جو ملے +
یار مہ چہرہ اور شب مہتاب

فرصت عمر قطرۂ شبنم
وصل محبوب گوہر نایاب

گردش آسمان مین ہم کیا ہین
پر کاہی ہی مسیا تہ گرداب

جسم کیا روح کی ہے جولان گاہ
ساغر کے لب سے پوچھیے اوس لبکی لذتیذ
بقول حضرت صائب ہزار حیف نظیر
گذری وہ دم نہ خوشی سے کبھی ہوا نصیب
ہے جو اوس محبوب کی انگشتری درِ دست حبیب
کل تو ونہی ہاتھ میں تسبیح رکھتا تھا نظیر
آج صہبا کی گلابی اوسکے ہے در دست ست
تری قدرت کی قدرت کون پا سکتا ہے کیا قدرت
قسمت میں گر ہمارے یہ مے ہے تو ساقیا
کچھ ہمکو امتیاز نہیں صاف و دُرد کی
کھل گیا رخسار اوسکا جس گھڑی کاکل ہٹی
طریق عشق سبے مرشد نہو طے +
جسکو کہتے ہیں نگاہ لطف خوبان ای نظیر
رکھتے ہیں ہم شمس و قمر کا سا تفاوت
در پئے ہیں دل انکے ادہر عشوہ گر چند
کیا کیا نگیں عقل کے باندھے ہیں پر و بال
عشق کا دور کرے دل سے جو وہ کیا تعویذ
کتنا تنک صفا ہے کہ پا سے نگاہ کا
رکھی ہرگز نہ تیری رخ نے رخ بدر کی قدر
عزت و قدر کی اوس گل سے توقع عبث
رہتی خوار بھی اوس چشم فسون پرور سے
مے پرستو نہیں ہے یون ساغر و مینا کا وقار
کفش برداری سے اوس مہر کی چمکا ہے نظیر

روح کیا اک سوار پا بر کاب +
کسواسطے کہ خوب سمجھتا ہے لب کی لب
کہ در بہار زدار م بکف بہا ی شراب
تھی عجب گلگ وہ جس سے سر پہ لکھوائی نصیب
رکھی ہے کیا نزاکت پروری در دست حبیب
اور مصلے کی عنایت گستری در دست حبیب
اور ملبسے کی اک پیالی بھری در دست حبیب
تری آگے کوئی قادر کہا سکتا ہے کیا قدرت
بے اختیار آپسے شیشہ کریگا حبت
ای ساقیان بزم بہار بدہر چہ ہست
حسن کی گلشن کا دیکھا ہمنے گل سنبل ہمیت
کہ ہے یہ رہ نہایت پیچ در پیچ +
ہے وہ مشکل کیمیا ہم منتظر اس کسطرح
نور ید بیضا و کف پا سے محمدؐ +
خواہندۂ نگاہ ان ہیں اودہر سو مگر چند
سکر کرے شا کر خندہ ہم لب شکر چند
اس دیر لگے کا کوئی ہمنے نہ دیکھا تعویذ
ہلکا سا اک غبار ہے پھر سے گئے رنگ پہ
کھوئی کاکل نے بھی اختر کو شب قدر کی قدر
وان نہ عزت کی کچھ عزت ہے نہ کچھ قدر کی قدر
ہان مگر منزلت یکرنگی اور عذر کی قدر
جیسے اسلام میں ہو منصب و صدر کی قدر
ورنہ کیا خاک تھی اس ذرہ بے قدر کی قدر

یون ہجر مین روتا ہون مین اوس گل کی شب و روز ÷ کر نالہ و فریاد ÷ جیسے کہ بوقت
یوسف کے لیے روتین تھین یعقوب کی آنکھین ÷ ہر شام و سحر کو ÷ خون نابہ مین بھر
خط مین نے جو بھیجا اوسی با حسرت و بیدار ÷ لکھ خون جگر سے ÷ اور داغ کی کر مہر
تکتی رہین جا کر میری مکتوب کی آنکھین ÷ اوس رشک قمر کو ÷ حسرت سے سراسر

بندی کے قلم ہاتھ مین ہوتا تو غضب تھا
صد شکر کہ ہے کاتب تقدیر کوئی اور

گل عارض شگفتہ صبح دم دیکھا اوسکا خجلت سے
گیا پانی سحر کا آفتاب ارغوانی پہ

پڑی ہے خاک گورستان مین کیا کیا قدموزون پر
اوگی ہے گھاس کس کس گلبدن کے روے گلگون پہ

وہ رکھی اینٹ چھاتی پر یہ رکھی خاک سوتے ہین
تکلتی تھی سنہری قصر جنکے بام گردون پہ

لن ترانی نے کیا اپنا ظہور آخر کار
موسیٰ بیخود ہو گئے اور جل گیا طور آخر کار

قرب سمجھا تھا جسے تو وہی دوری ای شیخ
اوسی نزدیک نے پھینکا کہ سمجھے دور آخر کار

نظیر حضرت دل کا نکچھ کھلا احوال ÷
خدا ہی جانے یہ ندرت آب ہے کیا چیز

جو سخت ہووے تو ایسا کہ کوہ آہن کا
جو نرم ہووے تو برگ گلاب ہے کیا چیز

ابھی تار حلقۂ زلف مین جو پھنسا ہے طائر دل کھلا
اوسے پیچ پیچ سے ای صبا تو گھڑی گھڑی نہ ہلا ہلا

وہ نازکان رہ دتو منزل پہ جا پڑے
اٹھو تم بھی اسے نظیر یہان سے قدم اٹھا

ہے ترا رخ بھی تجلی مین کچھ اوس نور کی شمع
دیکھ جس نور کو کافور ہو کافور کی شمع

چشم بد دور اوسی سے ہے یہ شوخی تھی روشن
شعلۂ وادی ایمن شجر طور کی شمع

وہ عارض اور جبین تابان کہ ہون لکھا اسکو شمس
قمر خورشید زہرہ شمع شعلہ مشتری مشعل

کفو نین او نکے یو نین لعل لب مین چشم اسکو نین
حنا انگشت ستم فندق سی جادو فسون کاجل

تیرے بھی بند کی رنگینی رات گئی تھی مہ سے مل
تاب سے تاب رخ سے رخ نور سے نور ظل سے ظل

یوسف مصر سے لگ رہتی ہین سب تیرے نشان
زلف سے زلف لب سے لب چشم سے چشم تل سے تل

ملتے ہین کشتگان عشق اونکے ازل سے ہین تلے
اشک سے اشک نم سے نم خون سے خون گل سے گل

جیسے سو اسکو کوہکن کرتے ہین اوسکا غم سدا
کوہ سے کوہ جو سے جو سنگ سے سنگ سل سے سل

یار ملا جب اے نظیر میری گلی تو مل گئی
جسم سے جسم جان سے جان روح سے روح دل سے دل

کیا کاسۂ می نیچے اس بزم مین ای ہمنشین
یہ کاسۂ فیروزہ گون ہی شیشہ باز پرفنون
ہوا اعتماد اسکا کسی سے شیشہ بازی یاد اسے
کل دامن صحرا مین ہم گذری جو وقت صبحدم
بولا بفریاد و فغان کیا دیکھتا ہی او میان
گل برگ سی نازک بدن سر پا نوشی رشک چمن
وزرات ناز و نعمتین سہ طلعتون سی جھٹتین
باغ و چمن پیش نظر بزم طرب شام و سحر
اک آسمان کے دور سے اک گردش پیمانہ سے
سنتے ہی جی سہم گیا رخسار پر رشک آگیا
آنکھین سرا نیا نا گمان ہر سو ہوا شغل زبان
طلعت یوسف صباحت مین ہی ثانی ولی
کسطرح سنبل ہوا ان زلفون سے اکثر سبب
یہ حسن وہ بہاران حسن و ہلی اندیان مین
کوئی نہ دیکھا ہی دیکھو ایسا ہی تو پیارہ ہی
چھوٹا سا خال اوس رخ خورشید تاب مین
چمن مین جب سے لب اوس غنچہ لب نے کھولے ہین
ہین اک اپنے یوسف کی خاطر عزیزو
طوفان اوٹھا رہا ہی سیر دلمین سیل اشک سے
ڈر ہمکو بناوٹ کی اودن کا نہین کچھ
ہے اگر جو یہ شیر تم بھی زری پوش بن
آئینہ ماہ کو لعل لب اپنے دکھا
تم ہو سہیار وہ یار قدم رکھکے آج

دور فلک سے کیا خبر پہنچے گا لب تک ہاتھ مین
جتنے حیل ہین اور فسون سب اسکے ہین زیر نگین
رکھتا ہی شاد اکدم جسے کرتا ہی پر اندوہگین
اک کاسۂ سر پر الم آیا نظر اپنے وہین
تھے ہم بھی سر بہ آسمان گو اب پڑے ہین بر زمین
زرین و سیمین پیرہن دلکش سخنگو نازنین
عیش و نشاط عشرتین ساقی و ان مطرب حسین
ہر سو بکثرت جلوہ حسن بتان نازنین
اب سوچیے کا غور سے در لخطہ آنچ رکھے این
دل تھر تھرا کے چھا گیا خاطر ہوئی بس سہمگین
بولا لقیطہ آگہ یہ ہان سن تیز روزی بخشین
یہ نرگس یہ خال و خط یہ زلف یہ ابرو کمان
یہ لنگہ یہ بل یہ پیچ و تاب یہ خوشبو کہان
کہہ کہہ طرح جگر تیغ ہو ان بچاویان ہین
تم بن ہماری انکھیان آنجہو بہاندیان ہین
ذرہ سا گیا ہے دل آفتاب مین
گلون کے پہلو مین غنچہ نہین کھولے ہین
یہ بستی کی ساری دوکان چنیا ہون
وہ دن خدا نہ لائے جو مین آبدیدہ ہون
وہ آن غضب ہی جو خدا داد کوئی ہو
دو دو چھٹے گا اسے یاد دلانے چلو
چشمہ کافور مین آگ لگانے چلو
بدر فلک قدر کی قدر گھٹانے چلو

دل جنکو دیا نام تلک اوسنکے نہ پوچھا
گو آتش گل بھڑکی ہے پہ نہین توفیق
خط کو رخسار و نیز اوس گل کی جو تحریرین ہین وہ
فی الحقیقت فیض جذب عشق سے باہم ہین ایک
تری وہ شان کی رفعت ہے یا رسول اللہ
وہ نور دیدۂ احمد کہ جسکے رتبہ کی
مصحف رخ پہ ترے ابروی پیوستہ نہین
تا ابد آزاد ہین دام و قفس کی جور سے
پکارا قاصد اشک آج فوج غم کے ہاتھون سے
سفو ہین خون کو تو اپنی ساتھ لے آیا ہون باقی
مرتا ہے جو محبوب کی ٹھوکر پہ نظیر آہ
کب آہ وہ کر سکتے ہین دلکی طپشون سے
ہو چرب زبان سے نہ پری رویون کی تسخیر
زلف ہو بر سر احسان تو گرفتار کرے
تیغ ابرو کی نوازش ہو تو ہو زخم حصول
منہ زرد و آہ سرد و لب خشک و چشم تر
بیٹھے بٹھائے خلد مین ابلیس نے نظر
مستیان نیستیان یہان بھی ہین لیکن تیسے
بے زری فاقہ کشی مفلسی بے اسبابی
چھلکتی نکلی ہین اشکون کی شیشیان یا رب
تن دیکھتے جب گل کا ن چھوڑ کر تن نکلے
یہ نقش ہین چیچک کے منہ پر عرق آلودہ
ہو عکس لنگ تو ہتر طور کی سو جھی

ق

تکلیف نہو تا لب ریحان نفسون کو
پہونچے جو اسیران چمن کے قفسون کو
ہے یہ وہ مصحف کہ جسکے ساتھ تفسیرین ہین دو
لیلی و مجنون کی گو ظاہر مین تصویرین ہین دو
کہ لا امکان نے کہا لا الہ الا اللہ
حدیث بضعۃ منی ہے دو جہان مین گواہ
ہو قلم سے ید قدرت نے لکھا بسم اللہ
بلبل تصویر و طاوس خیال آئینہ
ہوا تاراج پہلے شہر جان دل کا نگر پیچھے
چلا آئے ہین اوٹھتے بیٹھتے لخت جگر پیچھے
پھر اوسکو کبھی اور کوئی لت نہین لگتی
صحبت ہے جنہین حسن کے نازک منشون سے
یہ لوگ جو ملتے ہین تو دلکی کششون سے
چشم کی ہین عنایت ہو تو بیمار کرے
شور لب زخم کو چاہے تو نمک زار کرے
پیچھے جو دل لگی ہے تو کیا کیا گواہ ہے
کیا دم دیا ہے حضرت آدم کو [illegible]
وہ گھر اور وہ وہان کچھ نہین اور سب [illegible]
ہم فقیرون کی بھی ہان کچھ نہین ہین سب [illegible]
ہمارے سفینہ مین کس شے کی کمی ہے
وہ چمن اوس تن سے کس طور نہ تن سے نکلے
یا حسن کی صافی سے قطرے گئی چھن کے
ختم رسالت کو بعث دور کی سوجھی

ہر طرف سے دل کے ہو کر دو بدو
آ گئی کثرت مین فوج اشتیاق
کھینچکر لنگر ہوس نے ناگہان
تند و تر ہو کر تمنا کی ہوا +
کیون نہ وہ کشتی روان ہر آن ہو
کیون نہ وہ کشتی طپش لیتی چلے
کیون نہ وہ کشتی روان ہو شل باد
کیون نہ وہ کشتی روانی مین ہو طاق
کیون نہ وہ کشتی روان ہو تیر سان
کیون نہ وہ کشتی ہو بران آب پر
الغرض غالب ہوئی جب دلکی چاہ
جب نظر آیا کنارا بحر کا +
جی نے یہ چاہا کہ پہلے یک قلم
پرچہ اول بحر کا تھا ماجرا
سہا گئین اوسکی جو طرحین خاصیان
کیا کہون دریا تھا وہ یا عین نور
یون وہ آب صاف بے پر نور تھا
تھا وہ کچھ حسن صفا پایا ہوا
تابش الماس کو آتی تھی بیم
دن مین کرتا تھا وہ آب سیم مات
پیتی تھی وہ کچھ تہ کی تجلی گستری
تھی عذوبت اوسکی یہ شکر فشان
قند ہی چھپا تھا ہو کے مات

جوش مین آیا محیط آرزو +
سر سے گذری دلکی موج اشتیاق
زورق خاطر پہ باندہا بادبان
لے چلی کشتی طبیعت کی ہوا +
شوق جس کشتی کا کشتی بان ہو
جسکو خواہش اور طلب کہتی چلے
جسکی ہووے آرزو باد مراد
جسکے چپو ہون بدست اشتیاق
جسکے قبضہ مین ہوس کی ہو کمان
وہی تمنا جسکو ہر دم بال و پر
سین کے مانند لی دریا کی راہ
اوسکے پہلو سے لگا اک دشت تھا
وصف اوس بحر کا کرلیجے رقم
پہلے اوس مین ہے سخن تیرا مرا
کیون اوسی کے آب مین خود احسان
جسکی اک اک موج تھی بحر سرور
جیسے گدلہ چشمہ کا نور تھا
جیسے آئینہ جلا پایا ہوا
قطرہ قطرہ اوسکا تھا در یتیم
رات مین تھا چشمہ آب حیات
جیسے آئینہ مین ہو عکس پری
شہد جسکے وصف مین غش پیالیان
منہ سے مصری کی بھی نکلے تھی ڈلیان

شربت اوس پانی کے آگے ردتا تھا
اوسکی شیرینی کی گرسینے صفیر
سردمی اور شیرینی اوسمین یون بہلی
اوبلی اوسکو دیکھکر غش کھاتے تھے
موج رکھتی ہے نزاکت سے وہ نہر
دیکھکر اوسکی وہ چین دلنشین
حدلو یہ اوس موج چین آباد سے
نیمہ شبنم کی جنکر آستین +
تاب کیا جو پاس آنا چاہتی +
جب نسیم صبح وان آجاتی تھی
کیا کرون اوسکی لوا اثر کا بیان
جیسے طبع عیش زا سے زود زود
ہر حباب اوسکا نزاکت جوش تھا
یا کہ تھی دریا نے پہنی کرکے چاہ
یا ہوا نے قصد کرکے خواب کا +
درج سیمین ہوش اوسپر کھوتا تھا
کس نے دیکھا اوس ہوا بہتا ہوا
کس نے غیر از اوسکے دیکھین تھالیان
تھی ہوا اوسمین وہ کچھ خوبی بھری
تھا تنک اتنا کہ وار اور پار سے
کیا کہون اوسکی صفائی اور چمک
موتیون پر شمع کے اوسلے پڑتے تھے
اب کہون خوبی مین اوسکے تا کجا

دودہ بھی پانی سے پتلا ہوتا تھا
سبھولتی شیرین کو اپنی جوے شیر
جیسے ہووے برف شیرین کی ڈلی
ہونٹ شکر کے بھی چبکے جاتے تھے
جون کنارے کی بناوٹ مین ہولہ
چپ ہی رہجاتی وہان چین چین
بھولے تھے جعد سلسل بادستے
گر کوئی اوس موج کے لاتا قرین
دور ہی سے دیکھکر چین ماتھی
دلمین کیا کیا اپنے لہرین کھاتی تھی
اس طرح ہوتی تھی پے درپے عیان
کرتے ہین ہر دم نئی لہرین نمود
موج کے تھالی کا وہ سرپوش تھا
سر پہ شبنم کی فقط سادی کلاہ
تھا وہ بیچ بنا یا آب کا +
گنبد گردون تصدق ہوتا تھا
آب پر اوٹتا کٹورا سیم کا +
آب پر چینی کی اولٹی پیالیان
جسطرح ہوتی ہے شیشہ مین پری
خوف رکھتا تھا نگہ کے بار سے
کاسہ بلور جاتا تھا دبک
دلمین شیشہ گر پھپھولے پڑتے تھے
بندہ رہی تھی نہر مین اوسکے ہوا

گردش گرداب تھی اسطور کی
سر کو فکرت کی وہین دور آگیا
دیکھتا گر اوسکی گردش کا کمال
کف پڑا پھرتا تھا وہ ایسا شگرف
چرخ جب کہتا کہ اوسپر ہون نثار
اوسکی گردش مین وہ چکر خاص تھا
پھر دیکھ اوسکی پھرت کی پھریان
جب نظر جاتی تھی اوسمین گھر گئی تھی
اب پڑون کب تک مین اوسکی آب مین
اور ہی مضمون کوئی لاتا ہون پھیر
خوبیون کو اونکی تکتا تھا کہ سب
ماہیان تھین اوسمین وہ ندرت بھری
تھین وہ اوسکے حسن کی ہمراہیان
آوے کب لطف اونکا آگاہی تلک
یون دل دریا سے ہوتی تھین عیان
ماہیے جیسے اونکو پاکر اچھیان +
تھا تڑپنے کی بھی مین وہ جمال
ایسی کچھ اونکی وہ کچھیان تھین نفیس
اونکی چھیون پر نظر جب لاتی تھی
آب تھی اونکی بھی سکے روبرو +
وہ کبھی جب سر سے پا تک آتی تھی
دیدۂ شوق اونکو بھی یون تک رہے
حد صفت بلور سے شفاف تھی

مین نے جب خوبی پہ اوسکے غور کی
ہوش کا بھی سخت چکر کھا گیا
چاک ہوتا سینۂ چرخ کلان
چاک کے ہمراہ جون پھرتا ہے ظرف
تھی زبان موج کہتی دور پار
جس سے حیران وہ ہی رقاص تھا
ناچتا تھا لیکے چلکی پھیریان
کیا کہون پانی مین پھرکی پھرتی تھی
کشتئ دل جا پڑے گرداب مین
گر نہ آجاتی طبیعت کو ٹھیس
شکل عکس ماہ دن کو عکس مہر
جھلکی اک اک پر کو تکتی تھی پری
صفت مین جنکے خدا کی ماہیان
جنکا غل تھا ماہ سے ماہی تلک
جیسے نقطہ نون کے ہو درمیان
دودھ سے لیتی تھین اونکی مچھیان
دن کو گر ہوتا تو غش کرتا ہلال
دیکھتا تھا جنکو نون خوشنویس
برق کیا کیا وہی ہو ہو جاتی تھی
دلبرون کی ابروؤن کی آبرو
نون کے گردن کی سے بنجاتی تھی
جیسے ماہی کے وہ چشتی ہوتی ہے
رنگ بھی آب گہر سے صاف تھی

ساحل اوسکے وہ صفا سے ہمکنار	جسکی خوبی کا نتھا کچھ وار پار
ریت کی ذرے جو وہان ہموار تھے	وہ بھی یکسر گوہر شہوار تھے
اسطرح تھا بحر عجب و یکسا روان	دل نے بھر لین راحتونکی کشتیان
طبع مین عشرت بنا ہی آگئی	غم کی کشتی پر تباہی آگئی

ایکدن باغ مین جاکر ❊ چشم حیرت زدہ واکر ❊ جانب سیر قبا کر ❊ طائر ہوش اوڑاکر
شوق کو راہ نما کر ❊ مرغ نظارہ اوڑاکر ❊ دیکھی رنگت جو چمن کی ❊ خوبی
نسرین و سمن کی ❊ شکل غنچون کے دہن کی ❊ تازگی لالہ کے تن کی ❊ تازگی
گل کے بدن کی ❊ کشت سبزے کی ہری تھی ❊ نہر بھی لہر بھری تھی ❊ ہر خیابان مین
تری تھی ❊ ڈالی ہر گل کی ہری تھی ❊ خوش نسیم سحری تھی ❊ سرو شمشاد و
صنوبر ❊ سنبل و سوسن و عرعر ❊ نخل میوے سے رہے بھر ❊ نفس باد معنبر ❊ در و
دیوار معطر ❊ کہین قمری تھی مطوق ❊ کہین انگور معلق ❊ نالے بلبل کی مدقوق
کہین غوغائی کی لق لق ❊ اسقدر شاد ہوا دل ❊ مثل غنچے کے گیا کھل ❊ غم ہوا
کشتہ و بسمل ❊ شادی خاطر ہی گئی مل ❊ خورمی ہوگئی حاصل ❊ روح بالیدہ
ہوائی ❊ شان قدرت کی دکھائی ❊ جان سے جان مین آئی ❊ باغ کیا تھا
گویا اللہ نے اوس باغ مین جنت کو اوتارا ❊ ناگہان صحن چمن مین ❊ مجمع سرو
سمن مین ❊ جیسے ہو روح بدن مین ❊ جیسے ہو شمع لگن مین ❊ جیسے خورشید کرن مین
ماہ پروین و پرن مین ❊ دیکھا اک دلبر رعنا ❊ طرحدار جفا کار ❊ دل آزار نمودار
نگہ ہمسر شمشیر ❊ مژہ ترکش پر تیر ❊ سرو زلف گرہ گیر ❊ دل خلق کی زنجیر ❊ جبین نور کی
تصویر ❊ وہ رخ شمس کی تنویر ❊ زبان شہد بیان لب شکر ❊ نظر روح کی اکثر ❊ دہن غنچہ
خاموش ❊ سمن برگ بر و دوش ❊ سخن بحر گوہر جوش ❊ بدن سرو قبا پوش ❊
چھڑی گل کی ہم آغوش ❊ وارثم فراموش ❊ ہر اک آن ستم کوش ❊ عجب حسن دل آرا
نہ کبھی مہر نے دیکھا ❊ نہ کبھی ماہ نے دیکھا ❊ نہ کسی فہم مین آیا ❊ نہ تصور مین سمایا
وہ نظر مجکو جو آیا ❊ مجھے حسن اپنا دکھایا ❊ دل نے اک جوش اوٹھایا ❊

جی نے سب ہوش اوڑایا + سر کو پاؤن تک جھکایا + اشک آنکھون سے بہایا + اوسنے جب یون مجھے پایا + یہ سخن ہنس کے سنایا + کہ تو ہے عاشق شیدا + کہین عاشق نہین پیدا + ہو دی تجھپر یہ ہویدا + کہ اگر مجھکو تو چاہے + یا محبت کو نبا ہے + نہ کبھی غم سے کراہے + نہ کسی غیر کو چاہے + نہ کبھی گل کیطرف دیکھ + نہ سنبل کی طرف دیکھ + نہ بلبل کیطرف دیکھ + نہ بستان پہ نظر کر + نہ گلستان مین گذر کر + چھوڑ دے سب کی سورت + ہے رکھ دل کی محبت + اسمین ہم ہی تجھے چاہین + تجھسے الفت کو نباہین + ہین ہی جاہ کی راہین + اگر یہ مقدور تجھے ہو + اور یہ منظور تجھے ہو + تو نظیر آجسے تو جانے والا ہے ہمارا

ندا تخلص خلف مرزا کریم الدین سخن سنجون مین کمال نکتہ چینون شاعر طبیع کی ندا ہے وہی سنکر شبت دفتر کیا ہے +

نہ گل ہون نہ بلبل ہون نہ غنچہ نہ صبا ہون
اس باغ جہان مین نہین جانتا کیا ہون

نکہت تخلص نثار علی نام دہلوی شمیم گل سخن گلستان طبع مین یون پھیلے گل مضمون کی بو ہی نکہت کمالی ایک نزاکت ہو بہو ہے +

ہون کی تجدید رشتہ سے جراحت سینہ جاکو نکی
رفو کو چاہتے ہین سرخ ڈوری اسکے ہاتھون مین
شعلہ زن وہ بت فرقت ہے بدن مین کہ طبیب
گر رکھے نبض پہ انگلی تو چھالو ری ہو جائے

نادر تخلص کلب حسین خان نام ڈپٹی کلکٹر شاگرد شیخ امام بخش ناسخ شاعر نامدار شاعر بے بدل اوستاد شعر و غزل دولت دنیا و متاع سخن سے آسودہ گنج زر و معانی مین آسودہ طبیعت سخن پر قادر مضامین انکی نادر کاغذ کی مسند ہے حکم سخن مستند ہے

مر گیا مین تو اوسنے سمجھا مگر +
بد گمانی سے بد گمانی ہے +

نشاط تخلص رائے تلجا پرشاد نام خزانچی حضور والی دکن شاگرد میان فیض صاحب خاطر سامعین کو بخشتے ہین فیض سخن انکے سخن سے سامعین کی طبع کو حاصل نشاط ہے خاطر کو کمال انبساط ہے +

محو بتان چمن مین کسی لیلا کی یاد سے
صحرا وطن ہوا ہے تجھے گھر سے ہے غرض

انتہا ہے جور سے بیداد کی ۔ ایک دم فرصت نہ دی فریاد کی

نیک تخلص جعفر علی نام ساکن حیدرآباد میان فیض صاحب جیسے سخنگو انکے استاد مشتاق سخن سر نیک و بد سے بلاغت کلام بحد ہے سخن کی تحریک ہے معانی مین تہذیب ہے مرد نیک ہین سو سخن مین ایک ہین

کدہر جا کر بسے ہونگے خدایا ہمرہان میری ۔ کہ صورت خواب مین بھی مین نے انکی پھر نہین دیکھی

حرف واو

واقف تخلص لا اعلم ایک فیض آبادی فقیر بلند لیست سخن سے بخوبی واقف خوش تقریر گدائے سخن واقف حال ہے درویش طبع کا تکیہ کلام مین یہ سوال ہے

لوٹے ہے اوس گلی مین مری دلکو بیکسی ۔ ای نالہ لیجیو خبر اے آہ جائیو
خوبرو ہوسکے باوفا ہوویے ۔ مین نہ مانون اگر خدا ہو وے
ہر وہی بازار چاہ گرم بازاری نہین ۔ کتنے یوسف دیکھتا ہون کچھ خریداری نہین

والہ تخلص لا اعلم قوم ہنود وطن فیض آباد با وصف ملت کفر کیا کلمہ زبان سے کیا ارشاد ✣

اعجاز لب اوسکا دم عیسیٰ سے نہین کم ۔ وہ پنجہ سیمین ید بیضا سے نہین کم

والہ تخلص مرحمت خان نام مولد انکا کشمیر مقیم دہلی لکھنؤ مین انکے ذمہ اخبار انگریزی کی تحریر فکر فارسی مین تخلص ثاقب والہ معشوق سخن والا قب تحفہ مضمون احبابکو مرحمت فرمایا اس طرح سبکو والہ و شیفتہ بنایا ✣

ہے عیان جلوہ ترا انسان کی تصویر مین ۔ صورت معنی ہو ظاہر لفظ کی تحریر مین

واصف تخلص حسن بخش خان نام اعظم الدولہ کے برادر عم زاد لا کلام سخن جنکا وصاف اونسے ظاہر سخن کے اوصاف ✣

آتا ہے دلمین چاک گریبان کیجیے ۔ صحرا کے آج چلنے کا سامان کیجیے

واصل تخلص محمد واصل نام زمرۂ شعرا مین شریک مدام عاشق طبع معشوق مضمون واصل تو اصل نازنین مضمون حاصل یہ طرز رقم ہے جو حوالہ قلم ہے ✣

سرگرم ناز کیون نہو وہ رشک آفتاب ❊ عالم مین اوسکے حسن کا بازار گرم ہے

وحید تخلص نواب وحید الدین خان نام برادر خورد حسام الدین خان فارسی گو شاگرد فاخر مکین کلام شیرین عذب البیان

تسکین نہ ہو درد دل کو نہ آج ہو نہ کل ہو ❊ سنے یار بیکلی ہے وہ ہی ملے تو کل ہو

وحشت تخلص لالہ جعفر علی حسرت سے تلمذ پایا سودائی فکر وحشت طبع کو سوے وادی مضمون لایا کیا خوب مضمون ہے جسکے اثر سے شہر کا شہر شل ہاسون ہے

آہ آنکے تو نکلتی ہے جگر سے باہر ❊ اب جگر نکلے ہے خود دیدۂ تر سے باہر

وحشت تخلص میر ابو الحسن نام ساکن شاہجہان آباد نتیجہ وحشت سے گریبان سخن تار تار جسکا جنون استاد ہے

مین نے شروع نزع مین کی تھی تجھے خبر ❊ پہونچا تو اوس گھڑی کہ مرا کام ہو چکا

وحشت تخلص غلام علی خان نام جگر بند میر فرحت الله خان ربط فکر معقول ہے صاحب گلشن بیخار نے واسطے شہرت جن قسمون سے تذکرہ پریشان جمع کیا از انجملہ ایک یہ اصل اصول ہے جنکی ساتھ سخن کی تلافی ہے جو کچھ صفت انکی اونہون نے لکھی وہی کافی ہے اسے تعقد فرمایان بندہ عرض یہ ہے ذرا انصاف کو کام فرمایئے کہ میر سوز صاحب اور میان نظیر صاحب وغیرہ جو صاحب باطن اور استاد کامل تھے اونکے حقوق مین وہ فقرے لکھے کہ کچھ کچھ مقام عبارت احقر عرض کرتا آیا عبارت بے مزہ کو بخیال طوالت چھوڑتا گیا یہ جو انکے دوست اور استاد بھائی جنکی تعریف اونہون نے بہت فرمائی خواہ وہ وصف اونمین ہو یا نہو پر صفت لکھنی ضرور انکو تو مجنون طبع یہ کلام وحشت ہے لیلی مضمون کو بیدا کے کاغذ مین کمال نفرت ہے

دل ترا سنگ ہی پر آگ نہ نکلی کا ہے ❊ رخ ترا آئینہ ہے پر کبھی حیران نہوا

میری مرنے کی خبر غیر کو یون دیتے ہین ❊ مر گیا وحشت جانباز تری جان سے دور

مجکو کثرت نے گناہون سے بچایا کہ وہان ❊ ایسی محرم کی سفر کو کوئی لیتا نہین

وسعت تخلص مستقیم خان نام شاگرد مولوی قدرت اللہ شوق تنگی مضمون
سے کشادہ طبعی کا ذوق خود کہتے رہتے ہین سامعین یون سنتے رہتے ہین +

واے قسمت ایک گالی کی ہوئین دو تین چار	وقت گفتن جب زبان پر اوسکے کلفت آگئی

وصال تخلص نصر اللہ خان نام پسر حکیم ثناء اللہ خان فراق خوش کلام
عرصہ دراز ہوا غالباً سن چھیالیس یا سینتالیس ہجری تک متقر رجو سرکار
نواب شمس الدین خان بہادر مرحوم والی فیروزپور جھرکہ احقر سے ملاقات
ہوتی تھی اکثر اور مولوی عزیز اللہ صاحب اسن تھی اور مولوی کرامت علی صاحب
وغیرہ کا جلسہ رہتا تھا ہر ایک شائق سخن انجمن آپنے اور بیگانے شعر کہتا تھا چرچا
شعر و سخن کا ہوتا ہر جوہری سخن کے موتی پروتا کاکل آویزان اونکے تابدوش
تابدوش کیا بلکہ دوش بدوش یہ مطلع اونکی تصنیفات سے ثبت دفتر کیا ہر
ہاتھ سے تحریر اسپر کیا بہت نظم و نثر اونکی تصنیفات سے ہے سلیے وہ مخزن جسمین
کہہ بلاے سعلے وغیرہ کا بیان اور حالات ہیں معشوق مضمون سے عاشق طبع کا
وصال ہے رقیب بدسرشت ہجر مین یکسر پایمال ہے

دیکھکر اضطراب اس دل کے	اوڑ گئے ہوش مرغ بسمل کے

والا تخلص مظہر علیخان نام سخن مین مرتبہ والا بلکہ ہر ایک اوسکے سے رتبہ مین
اعلیٰ لطف سخن مین جیسے شمع انجمن مین +

یوسف کا جو نقشہ در و دیوار پہ کھینچا	کیون تو نے زلیخا نہ دل زار پہ کھینچا

ولی تخلص مرزا ولی محمد نام دہلی نژاد سخن کے ولی مضمون کے اوستاد قیام بزم
مرشد آباد سخن مین انکو ولایت جنکی یہ حکایت ہے

بند قبا چمن مین جو وہ یار وا کرے	لے برگ گل کو ہاتھ مین بلبل صبا کرے

ولی تخلص حاجی ولی نام والد الشعرا عہد شاہ عالمگیر جنت مقام مین کلام نظم باطن اردو
آغاز کیا آنحضرت سے اردو نظم کی بنیاد ہے انکا شاعر طبع کل شعرا سے اردو کا
اوستاد نہ چہ دفتر ناظمان اردو + سرخیل سخنوران اردو + اور طبع سے تر اشعار

سخن معتقد انکے شیخ و برہمن کل شعرا کے پیر امیر ہین سب انہین کی تکبیر
فقیر ہین سب شاعرون کے باپ ہین یہ انکو اوستاد آپ ہین شہر سخن مین یہی
ولی کی ولایت ہی ہر گمرہ کو انہین کی ہدایت ہی طریق سخن کے سالک ہین
اس راہ کے بھی مالک ہین سخن ایسا چلن ایسا ولی کا کلام ہے الہام لا کلام ہے
سخن کیا نہین ہے شاعر طبع کیا ذہن ہے اوسوقت کی زبان اس عہد کی بول چال
ہین ملادی ہے یہ ولایت ہی یہ شاعری یہ اوستادی ہے ++

خدا کے اسنے کی خبر وار کیا گل رو کو — نشہ ہوش ہی اس بادہ ریحانی ہین
شک کر اسے رقیب شمر ہوتی — اہ میرے غصا ہے ہو گئے ہے
اثر بادہ حیرانی سے ++ — کر گیا ہون سوال کچھ کا کچھ ++

وحید تخلص حکیم محمد وحید الدین خان رئیس بدایون از بس کہ یاد ہے ضبط سے
سخن کا قانون بسرکار والی بھوپال مزید اطبا سرفراز یہ نسخہ مجوزہ طبیب طبع
جس سے مریض سخن کو شفا ہر بار ہے +

دیکھکر گلشن مین تیری زمزمہ سازی وحید — بولنے سے تھک گئی آخر زبان عندلیب
کہکشان اسکو سمجھو کہ جو جاری ہے نہر — چرخ اخضر پہ میری دیدۂ خونبار سے آج
تجھ عشق نے اچھا یہ دیا مجکو ثمر — وجہ بیوجہ جو سنگ زنی کرتے ہین
اگر دوست کے گہر مین خشک کرون پیچون — جا ہون نالی ہی بلا دون مین ابھی گردون
دیوانہ حیران سی ہو گئی جاتے ہین سر نگر — چشم سی آتے ہین چھین چھین جگر کے ٹکڑے

وفا تخلص حیدر علی نام معشوقان بیوفا کے عشق مین سرگرم وفا ہے بتان
کی سا عاشق طبع پر جفا عاشق طبع کا مدعا ہے وہ اس شعر خط مین لکھا ہے +

کیسا ہو بیگانہ دنیا مین کوئی خانہ خراب — کہ سمجھتا ہون بیابان کو مین گھر اپنا سا
پروانے تجھ کو نکر ہو وین کھو کے دل — جون شمع تری حسن کا جلوہ کہ نہین

وحید تخلص مولوی عبد الرؤف نام از روسا کالنہ علم فارسی و عربی و بنگلہ
و تحریر سے بہرہ ور بالتہ یہ سلیقہ اصلی طبع سی درج کیا تو طالبان سخن کا آئین کیا حج کیا

بیتابیوں سے رات یہ حالت تباہ تھی	نالہ جگر میں بند گرہ دل میں آہ تھے

حرف الہا

ہادی تخلص میر محمد جواد علی خان عماد الملک کی ہمنشین ہادی طبع گلرا مضامین کا رہنما بالیقین انکی سخن کو طبع کی ہدایت ہی جسکی اسطرح روایت ہے

کچھہ آج شگفتہ ہی بہت رنگ رخ گل	صیاد نے کس بلبل شیدا کو ستایا
دل ہوا ہادی نہ آگہ سنکی حال رفتگان	بلکہ بہر خواب غفلت یہ بھی اک افسانہ تھا
ہادی ہزار سبزی اوگی اور جلے پر آہ	آیا نہ سیری خاک پہ وہ گلبدن ہنوز
اوٹھتا ہی جانے نالہ میری دل سے اب غبار	اس خاکدان میں آو تکدر ہیں یہاں تلک
ہمیں حسرت نہ رہی وار کی تری قربان	قتل کے بعد بھی پھر کیجیو تو وار کبھی

ہاشمی تخلص محمد ہاشم نام لکھنوی شاگرد رشید سجدہ کا شعرا محفل سخن میں اپنا کلام نظم اسطرح سے فرمایا +

دماغ آشفتہ ہوتا ہی صبا نکہت سے سنبل کی	مشام آرزو میں تو کسی گل کی بو پہنچا

ہاشمی تخلص لالہ علم دہلوی اور حقیقت نہ کھلی ورنہ عاصی لکھتا کچھہ نہ خبر ہی بلکہ پہلی فقط مطلع ہم پہنچا وہ داخل رسالہ کیا +

تو نے میکشوں کے کیا فلک سر پر اوٹھایا ہے	کہ مست ابر سیہ ہو کر چمن میں جھوم آیا ہے

ہدایت تخلص ہدایت خان نام عم ثناء اللہ خان فراق سلسلہ بیعت و تلمذ کا حضرت خضر شعرا سے اشتیاق مشتاقان نظم کو ہدایت ہی کہ یہی بیان سخن کفایت ہے

سخن سخت سے آئی ہے میری دل کو شکست	کتنا نازک ہی کہ ٹوٹے ہی ہوا سے شیشہ
شب ہجران میں تری صبح کی ہوتی ہوتی	استخوان شمع صفت سب گئی رو رو کے
صبا کوچہ سے اوسکی مت اوڑا تا خاک کو میری	مبادا گرد اوسکی چہرۂ گلفام پہ بیٹھے
ہنستے ہیں آپ اپنے رونے پہ ہم ہدایت	گریہ میں اب ہماری تاثیر ہی نہ تو ہے

ہرچند تخلص لالہ ہرچند کشور نام از شاہ ابر لالہ جگل کشور باد فروش شیدہ کی رای میں پیش عما ذرہ روزگار کیست سخن کا ابلا جوش +

پردہ ظلمات دلبر سے وہین سب اوٹھ گئے
شمع روئی جب چراغ بزم کو گل کردیا

ہمدم تخلص عبد اللہ خان نام ساکن رام پور آنحضرت کی اور کیفیت سے عاصی مجبور یہ سخن کے ہمدم شعر کہنا انکو مقدم کہتے ہین کہ نظم مین ہم دم بھرتے ہین ابیات کثیر ہم دم ملین تحریر کرتے ہین

کسکو حال دل غمگین سناؤن اپنا
قیس صحرا مین نہین کوہ مین فرہاد نہین

ہمزہ تخلص لال علی از فقراے شاہجہان آباد سیر گاہ ان وارد کہ بلدہ عظیم آباد درویش سخن کا غذ کی تکیہ مین اسطرح کرتا ہے حق کی یاد ہمزاد طبع سوال سخن کو یون کرتا ہے یاد ✣

ہای کس کس کے تئین بیٹھ کے ہم یاد کرین
غم مجنون کرین یا ماتم فرہاد کرین

ہمت تخلص لالہ اعلم رامپور وطن الیا فرماتے ہین سخن شاعر فکر کی بلند ہمتے شہ قیم نظم مین بکمال جودت ہے ✣

عجب گردش مین ہی اندنون قسمت کہ تھی گھڑی
غنیمت ہی کوئی ساعت جو تیرے ساتھ کٹتی ہی

ہوش تخلص غلام مرتضی نام دہلی ساکن خاصا در کیفیت سے بیہوش کر کرتا ہے تعریف سخن جب نشۂ بادہ مضمون کا جوش آیا آیا پھر کسکو ہوش آیا

زاہد کا دل نہ خاطر مے خوار توڑیئے
سو بار توبہ کیجے سو بار توڑیئے ✣

ہوش تخلص میر شمس الدین نام شاگرد رشید طور الشعرا خامۂ ذی ہوش بیخودی مین اسطرح حال سخن تحریر کیا ✣

بار ہنستا ہی چشم تر کو دیکھ ✣
گریہ ٹک اپنے تو اثر کو دیکھ ✣

ہوش تخلص مرزا محمد تقی خان نام لکھنوی تلمیذ یافتہ غلام ہمدانی مصحفی معشوقہ سخن کی ہوس سے باقی ہوا و حرص کچھ نہین لب ہے کلام بلاغت نظام سے نظام کلام بلاغت انجام ہے ✣

اوٹھ گیا جب مین جہان گذران سے تو ہوا
نہین ہے وقت جوش مستی قدحیدہ سے کچھ کیا کر

خاک اوڑا دی گی بہت باد صبا میری بعد
تیونکا بندہ رہیگا کب تک خدا خدا کر خدا خدا کر

کہان کی نیند آگئی الٰہی مسافران عدم کو ۔ کچھ ایسے سوئے کہ پھر نہ چونکے تھکے ہم آخر جگا جگا کر
سجود محراب تیغ قاتل عبادت رند شب ہے ۔ جو ہو سکے تو قضا عمر ہی اس ایک سجدہ میں ادا کر
کہان ہے حرم اور کہان بتکدہ کہان ہے قید کہان ہے دارا ۔ یہ سب کے سب خاک کے تھے پتلے بگاڑ ڈالے بنا بنا کر
نہیں ہے درد دل کہون تجھسے تو کہا کہ سلا کے سنئے ۔ نہ میری سادہ دلی نے تیرا لیا کہین جانے
تڑپا نہ ترا صید تری تیر کو کھا کر ۔ اس ڈر سے کہ پہلو سے نہ پیکان نکل جائے

ہدایت تخلص شیخ ہدایت علی نام ساکن جہد دہلی مرد ظریف حریف چالاک والد انکے شیخ اکبر علی فن لطیفہ و حکمت و ذو معنی و دروغ گوئی مین یکتا سے زمانہ و بیباک سنہ ۱۲۵۵ ہجری مین کسی صدمۂ عظیم کے باعث جلاد اجل نے ہدایت کی تقدیر نے خنجر ظلم کو فسان جور پر رکھکر انہین کے ہاتھ سے گلا کٹوانے کی شعلی دی عاشق بریدہ مضمون کے شائقین کو ہدایت ہے کہ حکایت انکی کتاب طبع سے روایت ہے

کچھ معلوم یہ ہوتا ہے کہ آئی ہے بہار ۔ پیچھے کرتے ہوئے غول بلبل کو چلے
پای بوسیکو ترے یا علی اے سروران ۔ باندھکر دستونکو گلدستے ہر اک گل کو چلے
آرزو ہے یہ ہدایت کی شب و روز مدام ۔ یا علی خلد مین ہمراہ یہ دلدل کے چلے

ہادی تخلص میر ہادی نام اور حال لکھنے خامہ عاصی ناکام افسوس ہے کہ کچھ کیفیت سے واقفیت حسب دلخواہ نہین ورنہ ہدد تحریر صفت مین کمر باندھکر چارہ نہین ہے شوق نظم کا دل سے ہے طبع موزون جیسا خضر ہامی ہے

پہلے دل سے پانون تلے ہو کے ملو دیکھو ۔ شکار صید حرم کرنے ہو تو دیکھو

ہوشیار تخلص سید کرامت علی نام متوطن جہد دہلی شاگرد منیر سخن بستانہ انکا غافلان مذاق شعر کو ہوشیار کرتا ہے باتدبیر شور عندل ہے
کہ صیاد انجام سے غافل ہے

ہوگئی باد خزان خواہان جان عندلیب ۔ سو کھکر کانٹا ہوئی ہین استخوان عندلیب
خاک اوڑتی ہے چمن مین لد گئی فصل بہار ۔ رہ گیا باقی غبار کاروان عندلیب

ہیبت تخلص میان امام خان نام حیدرآبادی ملازم شمس الامرا بہادر

سراد ب آ گئے میان فیض صاحب کی جگایا عاشقان شائق کو کب مجبور کیا شاید
مضمون کے وصل سے مسرور کرکے شگفتہ وقف نغمہ بنایا +

اس چمن میں آشیان بلبل نہ باندھ	ہر گل تر آنکھ ہے صیاد کی
گوشۂ دامن ہے مہد عقل اشک	بس مجھے پرداخت ہے اولاد کی

حرف الیا

یاد تخلص میر غلام حسین نام از قریبان مولانا عبد العزیز صفای قلب کے
مولانا و مرشدنا محمد فخر الدین محب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تھے شاگرد شناء اللہ خان فراق
معشوقہ سخن کے یاد میں وصل کا کمال اشتیاق +

ہے کون جو ہو ابروے خدار کے آگے	رستم بھی نہ ٹھہرے تری تلوار کے آگے

یاس تخلص خیر الدین نام شاہجہان آبادی شاگرد مومن طبع شائقین
اونکے سخن سے یاس ہوئی دن بدن سامعین کو امید ہے موقع گفت و شنید ہے

ہوں وہ ثابت رہ الفت میں کہ ہوں نقش قدم	جب تلک مٹ نہیں لیتا نہیں ہلتا ہلتا
زانو ہے یاس کمان اور سر دلدار کہان	ہمنشین بات وہ کر جسکا ہو کچھ بھی پہلو

یقین تخلص انعام اللہ خان نام جاے نشو و نما دہلی شاگرد مظہر جوان وجیہ
خوبرو پچیس برس کی عمر میں اپنے والد کے ہاتھ قتل ہوئے یکسر واللہ
عالم کیا سبب تھا جس سبب سے یہ غضب تھا فن شعر میں کامل یقین ہے
شائقین کو یوں تسکین ہے

بہار آخر ہوئی ہے اب تو سینے و گریبان کو	یقین کرتا ہے کوئی اسقدر دیوانہ پن کب تک
تو تھا صحبت یقین ورنہ دیوانہ ہوتا	آج اس طرح کا دیکھا ہے طرحدار کہیں
کعبہ بھی ہم گئے نہ گیا پر بتوں کا عشق	اس درد کی خدا کے بھی گھر میں خبر نہیں
کیا قیدی شمع گل میں و پروانہ اول میں	ندی فرصت زمانے نے ہمیں ہو یجائی کی
سر سلطنت سے آستان یار بہتر ہے	مجھے ظل ہما سے سایۂ دیوار بہتر ہے
انہیں شیدوں کو ملا کر داغ رکھتے ہیں یقین	ان بتوں کی ضد سے ہو جاؤں مسلمان تو سہی

یکرنگ تخلص مصطفی خان نام دہلوی شاگرد مرزا مظہر یوسف یکتائی یکرنگ سراسر صاحب گلشن بیخار اپنی زبانی اپنی تعریف اسکے صفت کی شمول کرتے ہین اپنے منہ آپ میان مٹھو بنا قبول کرتے ہین سه درصفت یکرنگی بیچون یگانہ الخ سبحان اللہ آپ کیا یگانہ طور ہین کسی کی ہجو ملیح کرتے ہین کسیکی بیان حال کی عبارت مین کسی کو برا صریح کرتے ہین اسیر شراب کبر ہین اسقدر بیخود ہین کہ اپنے تئین یکرنگ بناتے ہین اور خلقت کی روبرو اپنی توصیف کیا خوب جتاتے ہین یہ اوروں سے سیتے لام کاف سو پیش آتے ہین ہم بھی پانچ ہی انکے سات پانچ کو تین تیرہ کرکے انکو کب یکرنگ بناتے ہین یہ دو رنگی خیمی ہین طبیعت کی بیچے ہین تیغ قلم تیزی مین برق آہنگ ہے جو دورنگ ہوا ہے رنگی مین اوسکا دست دریا چورنگ ہے اب تحریر سخن یکرنگ کا آہنگ ہے صفحۂ کاغذ سطح دریاے گنگ ہے اسکے گرداب عدو کو کام نہنگ ہے دوست کو اونگ اور دشمن کے لیے گور تنگ ہے سخن یکرنگ دل نشین ہے شاباش ہے مرحبا ہے آفرین ہے

نگہبان چاہیے مدہوش کے پاس	تری آنکھوں سے کیونکر دل جدا ہو
کیا جانیے وصال ترا ہووے کسے نصیب	ہم تو ترے فراق مین اے یار مر چلے

یاس تخلص حکیم اکرام اللہ نام مولوی عرصہ قریب سے یہ حضرت وارد حیدرآباد دہلی کا ہے مشاعرے مین تشریف لاتے ہین سامعین کو شاد کام فرماتی ہین مایوسان اشتیاق کو فکر سخن سے یون تفریح بخشتی معجون مجرب سخن مریضان سابق کو عنایت کی مایوسون کو جمال شاہد سخن کی امید ہے لعبت مضمون فلک کی بیٹی ہے

دہان یار اوس بت کی ہے یا نہین ہے	جو ہے بھی تو ایسا کہ گویا نہین ہے
یاس تو مایوس ہوکر سر نہ پھوڑ	آج آوے گا مقدر نامہ بر

یوسف تخلص میر یوسف علی نام حکیم عزت اللہ عشق کے شاگرد عزیز دل جیتے شوق مصر طبع مین یوسف مضمون کی رہا کر دیوسف کنعان طبع کی چاہ سے یعقوب شوق مشتاق راہ ہے صفحہ کا نقد مصر کا بازار ہے یوسف سخن کا ہر ایک

زلیخا وار خریدار ہے عدو صورت برادران گرگ سیرت ہے زندان تکالیف بد مین اوسکو محنت ہے مضمون یوسف زلیخا کے خواب کی تعبیر ہے وصال یوسف مدعا کی تدبیر ہے

نہین ہے غیر کو قصہ کی ہمکو کچھ خبر یوسف ◦ زبان پر رات دن اوس یار کا فسانہ زلیخا ہے

یکتا تخلص خواجہ معین الدین نام رئیس شاہجہان آباد سخن کو ایسا کرتے ہین ارشاد سخنگوئی مین یکتا دوئی سے بے پروا جو کچھ فرمایا وہ زبان کلک پر آیا ✤

دل گیا صبر گیا چین گیا جی بھی گیا ◦ کب ہوا اور کا الفت مین ضرر اپنا سا
اے آہ شعلہ زا ہے نفس وغبار بھی نہین ◦ تو آسمان مین وہ بھی نہین چار بھی نہین
کیا محو بیخودی ہون کہ جنت مین بار بار ◦ رضوان سے پوچھتا ہون کہ اسکا تو کچھ نہین
غافل ہین اہل دہر وگرنہ ہزار بار ◦ وان مقبرہ بنا ہے جہان خوابگاہ تھے

یاس تخلص میان بنو نام ساکن حیدرآباد میان فیض صاحب نظم مین اونکے اوستاد شائقین کو کب یاس ہے معشوقہ سخن انکے پاس ہے کلام کی محکم بنیاد سے زمین کا نقد ہین پیوستہ مثل ذات العماد ہے ✤

رہ گئے ہم تشنہ کام آب تیغ ◦ کھل گئی عہد کرم جلاد کی

یوسف تخلص نواب احمد علی خان نام رئیس قصبہ دیوہی علاقہ فتح پور منسوب مولف قصہ افسانہ رنگین یوسف مضمون کو چاہ طبع سے اہل کاروان فکر نکال کر لائے پیش قافلہ سالار سامعین قصہ مضمون طبع یوسف زلیخایان شائق کو فسانہ خواب راحت ہے داستان فکر سخن مشتاق جمال لعبت نظم کو رنگین عبارت ہے ✤

کون ہے نازک بدن تجھ سا پری رو سا دوسرا ◦ پھول کی بدہی جو پہنی دردشانہ ہو گیا
کب جھپکتی ہے پلک یوسف فراق یار مین ◦ قبر سے بھی ہے زیادہ کنج ہجران اندنو

تمام شد

الحمد للہ و المنۃ کہ بتاریخ دوم ربیع الاول یوم دوشنبہ ۱۲۹۸ ہجری مین تذکرہ گلستان سخن نے اختتام پایا آجکی شب وہ شب ہے جسپر رقیبان شب برات و شب قدر و روز عید کو رشک آیا کیونکہ شاہد رعنا عروس بیاض نے ہم بستر عاشق جان باختہ غم اندوختہ سوختہ آتش ہجران ہوکر گرد و غبار رنج و ملال ایام فرقت کو آب وصل سے پاک کیا درستی شکستگی استخوان تذکرہ عنایات نوشدارو ہے حکیم مطلق جراح طبع نے کی گویا کہ لفظ خلاصحال کو سہل جان کر سرشتق دست حیاک کیا جب تک گلستان دنیا مین نہال سخن پر ترشح ابر نیسان سخن سنجان رہے اور گل مضامین شاخ فکر شاعرین چمن کاغذ پر خندان رہے یہ گلدستہ نسیم عنایات باغبان حقیقی سے تر و تازہ رہے نغمہ سنجی طوطیان سخن سے گلشن ہند مین بے اندازہ رہے تا کہ کشتی سخن بحر سواد طبع سخنوران مین ساحل نجات پر ہے یہ سفینہ بے کینہ مانند زورق آفتاب تلاطم عالم مین باد مخالف روزگار سے محفوظ ہوکر ہر ہاتھہ پر رہے + الحمد للہ علی ذالک والسلام والاکرام تذکرہ نے پایا اختتام +

دستم بزیر خاک چو خواہد شدن تباہ
یارب بیادگار نوشتم خط سیاہ

قطعات تاریخات از مولف خوش صفات

ذکر ہین عاشقون کی حالت کے
دل کے بیتابیون کی ہین مذکور
ماجرا رفتگان کا ثبت ہے یان
فکر تاریخ کی جو باطن نے
از سر ہوش نعرہ زن کر کے کہا

تذکرہ مہوشان سیکڑو کا
وصف ہے زلف و خال و ابرو کا
حال یاران زندہ خوش خو کا
یا کہ مضمون اپنے قابو کا
نغمہ ہے بلبلان عبادو کا
۱۲ ۹۸

ایضاً

کہا ہاتف تذکرہ باطن نے لکھا
مخاطب کے لیے ہے یہ سہ عید
بہت آسان ہے گو دشوار ہے یہ
عدو کے واسطے تلوار ہے یہ

مخالف کے لیے شام غریبان / محب کو مطلع الانوار ہے یہ
ہے تاریخ اتنا غرض حاصل / عجب اک سادہ و پرکار ہے یہ
یقین کے سر سے ہاتف نے کہا بس / جواب گلشن بیخار ہے یہ ۱۲

ایضاً

شگوفہ تازہ بتازہ بہار رنگین ہے / وفور نصرت حضرت سے گل رہے ہین کھل
نسیم روح فزا اور صبا ہے عطر آگین / بجاے غنچہ کف شاخ مین دل بلبل
چمن چمن گل مضمون مین ہر روش بکھر / ہے نافہ نافہ معطر مصالح شکل
ہے فوج فوج بہار عذار لالہ رخان / تو موج زن ہے شہید چشم عاشق بلبل
دل و دماغ ہوا دوستون کا جب تازہ / کہا ملک نے سوے باغ فکر ہو مائل
ابھی ہو گلشن تاریخ بارور یکسر / لگائیے جو گلستان بیخزان مین دل ۱۲

ایضاً

یہ وہ چمن ہے کہ رشک صد روضہ بہشت / ہے یہ ریاض داغ دل گلشن جنان
ہر مصرعہ اسکا شاخ پر از بار و گل ہے آج / اور نغمہ سنج وصف مضامین ہین بلبلان
ہر خار اسکا ہے رگ گل سے لطیف تر / عیسیٰ کی روح موج نسیم سحر ہے یان
ہین سرو اسمین سرو قد دلبران دہر / طائر ہین اسکے طائر ارواح عاشقان
سنبل ہے اسکا زلف تو عارض ہی اسکا گل / نرگس ہے چشم یار تو چشم بسملان
شمشاد اس چمن کا قد قامت بلا / قمری ہے نالہ دل شیدای عاشقان
گلبن یہ وہ ہے جسکے ہین گل داغہاے دل / تختہ ہے اسکا سینہ تو بوٹا ہے ارغوان
شبنم یہان کی دیدہ مشتاق کی ہین اشک / سوسن ہی اسکی سینے لبہاے دلبران
رنگ شفق ہے شام کو دیوار باغ پر / ہاتھ ملس ہے لب سبھی مالیدہ کا عیان
اسکا گل کچھ اس بلا کی روش بھی بکھر گئے / بل کھائین جسکے رشک سے طوبیٰ کی ڈالیان
آرد ہی بھی تیغ در کف و بہمن سپر بر و / جور بہار سے ہے خزان توسن دوان
یہ باغ رعنا نازک دماغ دماغ ہے / کیا سنہ بناے طائر فردوس آشیان

طغیانی بہار و ہجوم طرب کو دیکھ — دریائے شوق طبع ہوا ناگہاں رواں
شاخ قلم سے باطن گلچین کے گل کھلے — تاریخ کے لیے جو ہوئی طبع گلفشاں
گریے ای سرو سر جعفری قلم + — واسو وے آج باب گلستان بخیزان

قطعہ تاریخ از زادۂ طبع منشی سید اعظم علی نیر مدرسان مدرسہ جاد دہلی

شد مرتب چون ز باغ طبع این گلدستہ — غنچہ دلہای عشاق از نسیمش شگفتان
صد در عشرت بروی خاطر مردم کشاد — نی فقط شستہ کدورت از دل غمدیدگان
رحم حق بر صاحب تالیف او باد مدام — سفت گوہر معانی را بالماس بیان
وقت شب ناگاہ پیر عقل گفت از راہ کید — نام و سالش بی تکلف گلستان بخیزان
۱۲ ۶۵

ایضاً

یہ تذکرہ ہی مجمع اشعار عاشقان — گلچین خلد کا ہے یہ گلدستہ اک نیا
رضوان نے اسکو دیکھ کے حیرت سے یون کہا — باغ جہان مین آج یہ گل اک نیا کھلا
بین السطور اوسکے اگر دیکھے سلسبیل — غیرت کے مارے شرم سے یہ جا ہو جا بجا
پڑھتے ہین اوسکو شوق سے جب وقت گلرخان — آب حیات لب سے ٹپکتا ہے شہد سا
اس نغمۂ عجیب کو بلبل اگر سنے × — سمجھے کہ ہے گا میرا ترانہ بھلا برا
تاریخ کا جو مین نے خرد سے کیا سوال — تھا منتظر کہ دیکھون جواب اسکا ہووے کیا
چپکے سے کہا یہ کان مین میرے سروش نے — کیا ہی شگوفہ آج کھلا ہے بہشت کا
۱۲ ۶۵

ایضاً

این چہ گلدستہ ایست نزہت بخش — مے وزد بوے خلد از نامش
چشم و دل از سواد او روشن — عقل سرمست از مے جامش
محک امتحان اہل سخن + — حرف و الفاظ رستم و سامش
چون بہ تقدیر سخن خیزند + — طائران نگاہ از دامش
سال تالیف گفت ملہم غیب — نغمۂ جان نواز ایامش
۱۲ ۶۵

قطعہ تاریخ از طبع گوہر فشان میان غلام محمد رہا شاگرد جناب خلیفہ صاحب وقبلہ جنکی فکر رسا

گل ہای معانی سے جو ہے سہرہ گجتہ — اسواسطے مین نے اسے گلزار کہا ہے
اور اہل معانی نے کہا دیکھ کہ اوسکو — بے شبہہ جواب گل فعجیار لکھا ہے

تقریظیکہ از نتایج طبع سیدی سندی میر یزد علی تپش شاگرد خلیفہ گلزار علی

تذکرہ محمدت حضرت شاعر حقیقی از دل وزبان باقلام انامل بوسعت آباد کاغذ گنجایش تاچہ آید کہ بذکر دیگرے پرواز ولاجرم ازان راہ بیکران بودہ بباغ ثنای حضرت صاحب لولاک ۵ حبیب خدا اشرف انبیا + کہ عرش بپیش بوستکا + سوار جہانگیر کران براق + کہ بگذشت از قصر نیلی رواق بار پیغمبری کہ پیغمبران سلف را بآستانش بودن آرزو گر نشد وخی سید یکہ تشنگان فلک بتجدید نقش بار یافتن راجستجو الاصحہ دم ماندیس بکدام زبان بہ نقش سازد بچہ دل بستایش گراید تاچار ازان برگزشتہ بگلستان بنجزان کہ عبارت از تذکرہ حکیم سید محمد قطب الدین صاحب المتخلص بباطن است ۵ گربایدقلم من بجو داے بمنعمان + می سزد زانکہ من آہنگ ثنائے کردم + چہ ثنا سراپا بجا وچہ بجا بلکل روا ان اشرف الشعرا واکمل البلغا زبدہ عقلا قدوۂ شرفا صاحب سیف والقلم قدردان ہر فرد بشر یعنی بنی آدم زہے خجستہ دم کہ مثل آن بیدل در دیوان عالم امکان از بعث آدم تا امیندم زندگی نیافتہ وخمی عربی بے نظیر کہ نظیر آن بنظیر در کارخانہ نظر ونظر از روز کن تا این زمان در کن فیکون نشنافتہ اگر آمحقعی والوالفضل راہم شبیہ آن دانم نقصے وندانی وجعفر را مثال آن بمثال خوانم محض بے عقلی وبے دلیست میرزا طاہر وحید

که وحید عصر خود بود اگر ابخدم وسے از زندگی میر و هرگز دم بمدمی آن یگانه
عہدے نزد مرزا فاخر مکین که بمکان او مکین خود انشائیش بود اگر این ساعت
نقشے از نقش حیات سیدا بردا صلاگوی ہیچی از سیدان بهنر می آن یکه توست
نمی برد الله الله عجب تاثیر که بنشیان جادو قلم بمقابلۂ انشائیش صم بکم بیخودانند
و خوشنا نظمی که کارکنان قضا و قدر بملاحظۂ نظمش انگشت حیرت بدندان حسرت
مے گزند افلاطون بنیش پیش حروفش ابجد خوان لوح نادانی ارسطوے
دانش نزدیک الفاظش طفل دبستانی سطورش خط عبرت بر ناصیہ لیلة القدر
کشیده جبین بجبین ساخت و بیاض کاغذش نمائشۂ نور بر چهرۂ خود مالیده
برنگ افروزی پرداخت هر فقره اش بازار یست رشک افزاے بازار
کهکشان و هر مصرعه اش مصرعه ایست خجلت بخش قالب سهی قدان بیند اشش
اصل طوبے است اگر یافته شود خبرش سدرة المنتهی است اگر دست غور برسد
در فوقش رفیع کنندۂ آلام منصوبش واقع انجام مرکزش شعاع آفتاب را
تاب داده و دائره اش دائره ماه را بر طاق فلک نهاده سواد قلمش سواد چشم
سواد دیدۂ آہوان ختا و ختن و بیاض کاغذش بیاض ده بیاض جبین مه
جبینان نازک بدن واه واه رقم خطا بیانش در خوش خطے خط خطا بر خط
نو خطان میکشد و سواد سلاسلش سواد خط مشکین خطان را در خط خطا می نگا
ے خطش نگذاشت در جبین ها چینی ✤ هر نافۂ او نافۂ مشک آگینی ✤ سخنهین
دلنشین از عبارت متین آن بخاطر میرسد الفاظ شگفته اش خط نسخ بر خط
شگفته رویان سبز خط میکشد بهار هر لفظش بهاریست از بهارستان لطافت
در پیش نظر نمودار و سواد هر نقطه اش سواد لیست چون سویدای دل در
قالب دوست ها اظهار ے ندیدم کسے را من از نیک و بد ✤ که با این متانت
خوشش انشا کند ✤ مگر سید ما که مرد ولیست ✤ قدم زن براه جد خود علیست
عجب اینکه با اینچنین رنج و غم ✤ دلش هست با فرح و شادی بهم ✤ آبد غنی ✤

باآوردست + هرچند بشیر اینچنین سیرت است + مگر دوری این حسن سیرت
تمام + رسیده زحدش علیه السلام + غلغل زنان وشورکنان درآید
محاسبش را دفترے باید مگر دران هم احتمال که نوشته شود یا نه خرد تحصیلش را
قرطاس ها نشاید الا بآن نیز گمان که رقم پذیرد یا نه فی المجادل من وزبان
خامه از عهدهٔ تحریر اوصافش نمیتواند برآمد پس بهتر آنست که بندی به بیان
گلستانش بزبان واضح مشغول شوم و نقش نهالیست چند آفتاب بار و گلشنش را
ماه خریدار میوه اش چون میوه جان شیرین است و بیشتر این میوه
شاخ پر میوه بر آستانش فرق فروتنی و قصد زمین نخلبندان گلشن
برخوردنش امر محال و چمن پیرایان باغ آورده اند و رائینهٔ خیال حصول ثمرش
مخفی خیال بهه او را جنس حسن روزی در بازار است و عاملے از بین دندان
خریدار هر که نظر بر سیب او انگنده دل از سیب زنخ دلبران برکنده تا کی خوشه
انگورش زبان صدق بدعوی صاحبے کشاد همسک غلامی نخجلوط خورشید بگوشه
صبح صادق همراه داده مذاق شکرشکنان زیر بار منت شیرین ثمر دوست
لب شیرین دهنان خسته رطب حلاوت بار نوشش پیدا و در برابر شگفته روئی
بهار شگفته رنگ تر از خزان و از سیب رنگین و قشنگش با سیب شکسته ماه
فرق از زمین تا آسمان شفتالوے پیوندش نوش پیوند است و جان شیرین
بدام محبتش پابند شیرین فرهاد مشرب را در دور عذوبت آئینه شیرین کارش
قصهٔ شیرین از دل فراموش و در غواره زبان بذکر شکر بارش شکر در جوش
انارش که بدخشان بدخشان لعل آبدار در دل نهفته گاه افشاے گوهر راز
بیکدهان خنده حرف تنک مایگی سیلان و گران سرمایگی خود پوست کند
گفته تاریخ تیچ درپیچ خورشید افگن وترنجش ترنج ترنج نرنج منش ماه طلعتان
خنده زن از شور سینه آتش زخم سینه ریشان نمکسود و از حلاوت شکر قندش
کام جانها شکر آلود الحاصل هر روش رشک گلشن بهار است و هر قدم خنده زن

باغ و بہار اللہ تعالے پیرایہ قبول خود لباس سے بخشد و از زد بو الفضوش امانی وید فقط +

قطعہ تاریخ کہ از قلم رقم شکم بمنصۂ شہود و گاہ ظہور از پردۂ اختفا و جلباب خفا بمیدان کاغذ پر تو ترقیم دادہ

باطن جو کرد تذکرہ تالیف ای پیش	از فکر و تلاش فراوان درین جہان
تاریخ سالش از سر وحدت بمن ملک	گفتا بیا بیا بگلستان نغزان

فقط مؤلف گوید بزبان سعدی راہ پوید

بماند سالہا این نظم ترتیب	زما ہر ذرہ خاک افتد بجائے
غرض نقشیست کز ما یاد ماند	کہ ہستی را نمے بینم بقائے
مگر صاحبدلے روزے برحمت	کند در کار این مسکین دعائے

ایضاً

سال آغاز اس مرقع کا	ہے گلستان نغزان یہ دیکھ

خاتمۃ الطبع

ہزار ہزار احسان اور شکر اوس پروردگار عالم کا کہ جو وحرف کاف نون سے اٹھارہ ہزار عالم کو عدم سے وجود ہستی مین لایا اور پھر اپنے قدرت کاملہ سے ہستی سے عدم مین لیجاویگا اور نعت متکاثرہ سرور انبیا حبیب خدا حضرت محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کہ جنھے وادی ضلالت سے نکال کر راہ راست دکھائی اور روز جزا خالق داورسے شفاعت انچی امت مرحومہ کے ہون گے آبا بعد ارباب نصرت وخبرت پر مخفی نرہے

کہ ان دونون فرخندہ عنوان مین کتاب تذکرہ گلستان بیخزان معروف
باسم تاریخی نغمۂ عندلیب مولفۂ حکیم میر قطب الدین صاحب
متخلص باطن مرید مولوی نصیر الدین صاحب عرف کالے میان
شاہجہان آبادی بجواب تذکرہ گلشن بیخار مولفۂ نواب مصطفی خان
متخلص شیفتہ بہ احسن وجوہ تیار ہوئی فی الواقع مولف نے نہایت
کاوش اور کوشش سے اسکو جمع کیا ہے اور جہان موقع پایا جواب
باصواب دیا ناظرین کو دونون تذکروں کے مشاہدہ سے عیب و صواب
معلوم ہوگا اپنے اپنے موقع پر دونون بہت خوب ہین زیادہ طول تقریر کی
گنجایش نہین الحاصل کہ حسب فرمایش مولف موصوف مطبع عالی ہمم
صاحب جود و کرم بین الامصار و دیار مشہور اعنی جناب
منشی نولکشور صاحب دام اقبالہ
مین ماہ جون سنہ ۱۸۷۵ عیسوی
مطابق ماہ جمادی الاول سنہ ۱۲۹۲ ہجری
مقام لکھنؤ مین
حلیۂ طبع سے
آراستہ
ہوئی

فہرست اسماء

تعداد تخلص و اسم ہائے شعرا بہ ترتیب حروف تہجی باطن لکھی گیا جو اس سفینہ مین سیر دریاے سخن کے لیے شکار ماہیان مضامین نو و کہن کی لیے سوار ہین مضمون آبدار ہین +

حرف الف

حرف الباء

حرف التاء

حرف الشین

حرف الغین

حرف الفاء

حرف الکاف

حرف النون

حرف الواو

حرف الہا

حرف الیا

براے مطالعات اسماے چند شعرا علی خاصہ در زبان اردو شرح نوا سنج حقیقت ہوا
والد شعرا حاجی ولی صاحب قدس سرہ ظہور الشعرا میر سوز صاحب مرحوم
سجدہ گاہ شعرا مسجود الشعرا مرزا محمد رفیع سودا صاحب مرشد شعرا میر تقی صاحب استاد
ہادی شعرا سید ولی محمد تخلص نظیر صاحب خضر شعرا خواجہ میر درد صاحب رحمۃ اللہ علیہ
اصطلاح نام مستقر الخلافت اکبر آباد بدین وجہ ترتیب دفتر کی گئی پس مشتاق نے
سنا اوسکو یہ طرز پسند آئی +

جواد علی   مظفر دہلی